DATA ENTERED

تفسیر سورۂ کہف

خدائے تعالیٰ کی فعلی کتاب سے

جو

پیش آمدہ واقعات کی صورت میں
صفحۂ ارضی پر نمودار ہوئی

مصنفہ

مولوی عبداللطیف بہاولپوری فاضل دیوبند

Marfat.com

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ۙ وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ

تفسیر سورۂ کہف حالاتِ حاضرہ کی روشنی میں

جس کا عربی نام ہے

اقامة الزحف

لاظہار انباء

سورۃ الکہف

یعنی سورۂ کہف کی پیشگوئیوں کے اظہار کیلئے ایک ایسا لشکر اسلام برپا کیا جانا جو دشمنانِ اسلام کے دلوں کو لرزا دینے والا ہے۔

مصنفہ

مولوی عبداللطیف بہاولپوری فاضل دیوبند

سابق پروفیسر جامعۃ المبشرین قادیان و جامعہ احمدیہ ربوہ

تعداد: ایک ہزار

ضیاء الاسلام پریس ربوہ

طبع پنجم [illegible]

Marfat.com

۲۰۸۳۹

انتساب

آسمانِ رُوحانیت کے ان روشن ستاروں

اَصْحَابُ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْم

کے نام

جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وجود کا حصہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اے میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو!" (فتح اسلام)

اور فرمایا:۔

"ان پر مائدہ نازل ہو رہا ہے۔ اور ان کو خدا کی رحمت سے بڑا حصہ ہے۔" (دافع البلاء ص۲۱۴)

انہیں مقدس ہستیوں کے متعلق یہ بھی فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبتِ الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن و صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔" (ازالہ اوہام طبع اوّل ص۸۵۱)

اسی گروہ کے متعلق قرآن حکیم میں یہ پیشگوئی بھی تھی۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ (سورۃ الواقعہ) یعنی جس طرح اسلام کی نشأۃ اولیٰ کے دور میں اشاعت اسلام کے لئے صحابہ کرام کے مقدس گروہ کو کھڑا کیا گیا تھا اسی طرح آخری زمانہ میں جبکہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دورِ جدید شروع

Marfat.com

ہوگا۔ تو ایک دوسرا گروہ کھڑا کر کے اس سے وہی کام لیا جائے گا جو صحابہؓ سے لیا گیا تھا۔ سورۂ جمعہ میں اس کی بشارت دی گئی۔ کہ وہ ایک وقت دینی خدمات کا فریضہ بجا لا کر صحابہ کا رتبہ پائیں گے۔ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ انہیں کے ہاتھوں میں قرآن مجید کا زبردست روحانی ہتھیار دے کر انہیں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے دنیا کے دُور دُور علاقوں میں بھجوایا جائے گا۔ اسی کے متعلق سُورۂ کہف میں فرمایا۔ وَ نُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ۔ اور سُورۂ عَبَسَ میں فرمایا۔

بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ

چنانچہ دیکھ لو۔ یہ پیشگوئی ان کے ہاتھوں کس شاندار طریق پر پوری ہو رہی ہے انہی کے کاموں کو دیکھ کر حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بھی ایک موقع پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

"افریقہ کے دورہ میں واقفین مبشرین کے حالات مَیں نے دیکھے۔ ان سے ملا۔ جو عزت اللہ تعالےٰ نے ان کی اس مقام نعیم کی وجہ سے قائم کی ہے وہ میرے مشاہدہ میں آئی ہے . . . . . . اللہ تعالےٰ کا ان پر بڑا فضل ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اس مقام نعیم میں رہنے والے۔ بےنفس۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت میں مست۔ اسکی مخلوق کی خدمت کرنیوالے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی دنیا میں بھی عزت پانے والے ہیں" (الفضل ۳۰ وفا ۱۳۴۹ ہش ۳۰ جولائی ۱۹۷۰ء)

اے دنیا کی تاریکی میں اسلام کی روشنی پہنچانے والے آسمانی سیارو! اے تعفن زدہ معاشرہ میں خوشبو پھیلانے والے روضۃ القدس کے خوشبودار پھولو! اے مذہب اسلام کی تازہ برکات کے نمونے پیش کرنے والے مقدس وجودو! احمدیت کے اس حقیر ذرّۂ خاک کی طرف سے تم سب پر سلام۔

اَللّٰھُمَّ صلّ وسلّم وبارک علیٰ محمّد سیّد الرّسل وآلہ واصحابہ الطاھرین المطھّرین لاسیما علی البدر الکامل وبروزہ الاکمل المسیح الموعود والمھدی المسعود وآلہ المحمود واتباعہ المنصورین اجمعین۔

خاکسار عبداللطیف بہاولپوری

Marfat.com

فہرست مضامین تفسیر سورۂ کہف

مضامین	صفحہ
تفسیر سورۂ کہف کے متعلق خاکسار پر ایک آسمانی انکشاف۔	۱
ابتداء سورۃ میں قرآن مجید کے دوبارہ نزول کی طرف اشارہ۔	۴
دوبارہ نزول سے کیا مراد ہے؟	حاشیہ
عباد الرحمٰن کا نعمتِ الٰہی کے پانے پر جذباتِ تشکر سے لبریز ہو کر حمدِ الٰہی کا ترانہ گانا۔	۵
اس نزول کے متعلق انبیاء سابقین کی بشارتیں۔	حاشیہ ۵
اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور چودھویں صدی سے شروع ہوتا ہے۔	۶
پہلی عالمگیر جنگ کے بعد مغربی ممالک میں علوم قرآنیہ کی تجلی کی طرف آیت میں اشارہ۔	۶
قرآن مجید کی پانچ خصوصیات اور اس ضمن میں پانچ پیشگوئیاں۔	۷
پہلی پیشگوئی	۷
دوسری خصوصیت اور دوسری پیشگوئی	۹
جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ کے متعلق دانشوران ملک و ملت کی زبانوں سے	۱۰

مضامین	صفحہ
تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں	
تیسری خصوصیت اور تیسری پیشگوئی	۱۳
اقوام عالم کو انذار	
چوتھی پیشگوئی	۱۳
پانچویں پیشگوئی	۱۳
تہذیب مغرب کی تباہی کے متعلق صدرِ امریکہ کا اعتراف	۱۵
غلبۂ اسلام کے متعلق عالمگیر انقلاب کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے۔	۱۶
ایسے انقلاب کی خبر ویدوں میں	″
اس انقلاب کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو رؤیا۔	″
عقیدۂ ابنیت کی تردید میں تین دلائل۔	۱۷
عقیدۂ توحید کے متعلق پولوس کا بیان	۱۸
پولوس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رؤیا۔	۱۹
پہلی صدی کے عیسائی عقیدۂ تثلیث سے نا آشنا تھے۔	۲۰
مغربی تہذیب کے عروج و اقتدار اور پھر تنزل و تباہی کی پیشگوئی۔	۲۱
عالمگیر انقلاب کیلئے موعود اقوام عالم کی بعثت	۲۳

Marfat.com

مضامین	صفحہ
اس موعود کے زمانِ بعثت کی طرف آیت میں اشارہ۔	۲۴
مسیحی اصحاب الکہف کے مقابل محمدی اصحاب الکہف کی برتری کا ثبوت	۲۵
اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے دو جگہوں کا مرکزِ اشاعت بننا۔	۲۶
دوسرے مرکز کے متعلق بعض بزرگانِ سلسلہ کو رؤیا۔	۲۷
اس نئے مرکز کے متعلق مکاشفات یوحنا میں وضاحت۔	۲۸
اصحاب الکہف والرقیم کے متعلق چودہ پیشگوئیاں۔	۳۰
پہلی پیشگوئی۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا نیا مرکز قادیان ان کی پناہ گاہ ہوگا۔	۳۳
دوسری پیشگوئی۔ اس مقدس فضا میں تازہ الہامات کی گونج ان کے کانوں میں پڑے گی۔	۳۵
تیسری پیشگوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد اصحاب الکہف کو اشاعت اسلام کے لئے بیرونی ممالک میں بھجوانے کا جب وقت آئیگا تو اس وقت ایک پرچۂ امتحان ڈالا جائیگا جس پر ایک گروہ کامیاب نکلے گا اور دوسرا ناکام۔	〃
حزب فائز کی علامت۔	۳۶
چوتھی پیشگوئی۔ ایک وقت اس پہلے مرکز سے ہجرت کرنی پڑے گی۔ اور بعد ہجرت دوسرا نیا مرکز بنانا پڑے گا۔	〃
پانچویں پیشگوئی۔ اس دوسرے نئے مرکز کی ہیئت تعمیر کے نقشہ کی طرف آیت میں اشارہ	〃
چھٹی پیشگوئی۔ ان اصحاب کہف کے دلوں میں تبلیغ مذہب اور اشاعتِ اسلام کا بڑا جوش ہوگا۔	۳۷
ان اصحاب کہف پر خوابوں میں بھی آسمانی فلموں کے پردے کھول دیئے جائیں گے۔	۳۸
ساتویں پیشگوئی۔ مقدس مرکز میں رہنے سے ان کا وجود تزکیہ نفس پاکر مطہر و پاکیزہ بن چکا ہوگا۔	〃
آٹھویں پیشگوئی۔ ان اصحاب کہف کا رعب مخالفین اسلام کے دلوں پر چھا جائے گا۔	۳۹
نویں پیشگوئی۔ بیرونی ممالک میں جانے کے بعد ایک وقت ان سے یہ سوال ہوگا کہ تم مرکز میں کتنا عرصہ ٹھہرے۔ اس عرصہ کی مقدار کا ذکر آیت میں	〃
دسویں پیشگوئی۔ بیرونی ممالک میں سب سے پہلا مشن لندن میں قائم کیا جائیگا۔ اور	۴۱

Marfat.com

مضامین	صفحہ
مبلغین کے ذریعہ مرکز سے تیار کردہ لٹریچر بھجوایا جائے گا۔	
لطیف نکتہ۔ مغربی اقوام موسوی دور میں تو قبول اسلام سے محروم رہیں۔ مگر یہ اصحاب کہف خائب المرام ہو کر ان سے اپنا رزق مہیا کرلیں گے۔	۴۳
ان اصحاب الکہف کو ہدایت کہ سیاست میں قدم نہ رکھنا۔ ورنہ ناکام رہو گے۔	"
رفع اشتباہ۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بعض اوقات سیاسی معاملات میں کیوں دخل دیا۔	۴۴
گیارھویں پیشگوئی۔ لوگ ابتداء میں اصحاب کہف کی طرف توجہ نہیں دینگے مگر آخر میں ان کا ذہنی انقلاب ہو جائیگا اور تعلیم حق کو قبول کرلیں گے۔	۴۵
بارھویں پیشگوئی۔ لندن مشن کے تبلیغی نظام کو مستحکم کرنے کے لئے وہاں مسجد اور دار التبلیغ کی تعمیر کی جائیگی۔	"
تیرھویں پیشگوئی۔ مسجد کی سنگِ بنیاد خلیفۂ وقت کے ہاتھ سے رکھوانے کی خاطر لندن میں تبلیغی جلسہ کی مبارک تقریب کا پیدا کیا جانا۔	۴۶
اور اس سفر میں حضور کے ہمراہ جانے والوں کی تعداد کے متعلق آیت میں پیشگوئی۔	۴۷
حضور کے سفر کی تیاری کے دنوں میں ایک غیر احمدی کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت عمرؓ یورپ کے سفر کی تیاری کر رہے ہیں۔	۴۸
لندن میں ایک انگریز کو بھی خواب میں دکھایا گیا کہ مسیح بارہ حواریوں کے ہمراہ شہر لندن میں آیا ہے۔	۴۹
چودھویں پیشگوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں اصحاب الکہف کے رہنے کا زمانہ چودھویں صدی میں سے پچیس سال اور نو ماہ ہوگا۔	۵۰
تبصرہ۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آیت لبثوا فی کہفہم کو اصحاب امام مہدی کے متعلق پیشگوئی قرار دیا۔	۵۱
دو شبہات کا ازالہ	۵۱
آیات میں اصحاب الکہف کے چند فرائض کا بیان۔	۵۴
پہلا فرض۔ تبلیغ قرآن کے دائرہ کو وسیع کرنا۔ اور آسمانی نشانات کی گونج اقصائے عالم تک پہنچانا۔	۵۵
دوسرا فرض۔ مرکزی جماعت کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے دعاؤں میں مشغول رہنا۔	۵۵
تیسرا فرض۔ دجالی اثرات سے متاثر ہو کر اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہونا۔	۵۵

Marfat.com

مضامین	صفحہ
چوتھا فرض۔ غلبۂ اسلام کا اعلان دنیا میں کیا جانا۔	۵۵
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا سرزمین یورپ میں پیغام امن اور ایک کلمۂ انذار کا اعلان اسی اشارۂ قرآنی کی بناء پر تھا۔	۵۶
یورپین اقوام کی تباہی بذریعہ جنگ مقدر ہے	۵۷
دینی خدمات کی توفیق انہیں جماعتوں کو میسر آئے گی جو نظام خلافت سے وابستہ ہوں گی۔	۵۸
پانچویں رکوع میں مبلغ اسلام کے اس مکالمہ مباحثہ کا ذکر جو مسیحی اقوام سے ہوگا	۵۹
جماعت احمدیہ کے لئے نئے سے نئے خطرات کا رونما ہونا اور ان کے مقابلہ کے لئے نئی سے نئی قربانیوں کے لئے تیار رہنے کی ضرورت۔	۶۲
جماعت کی قربانیوں کا معیار کیسا ہونا چاہیئے؟	۶۳
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسری صدی کے استقبال کیلئے صدسالہ جوبلی فنڈ کا مطالبہ اور جماعت کی طرف سے اعلیٰ رنگ میں پیشکش	۶۴
صدسالہ جوبلی کا ذکر انجیل برنباس میں۔	"

مضامین	صفحہ
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو جماعت کی کامیابی اور اعلیٰ ترقی کے متعلق ایک کشف اور الہام۔	۶۶
آیت میں خدائی بادشاہت کے زمین پر قائم ہونے کی بشارت۔	۶۷
خدائی بادشاہت کے قیام کے متعلق حضرت مسیح ناصری کی بشارتیں۔	"
نقلی مسیحیوں کے متعلق انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں ایک دلچسپ مقالہ۔	۷۰
مغربی تہذیب کے مٹائے جانے کا فلسفہ۔	۷۲
سورۂ حج میں دنیا کی تباہی کا بھیانک نقشہ	۷۴
اس عالمگیر تباہی کے بعد اسلام کے عالمگیر غلبہ کی بنیاد پڑے گی۔	۷۵
ساتویں رکوع میں نئے نظام کے قیام کے لئے آدم وقت کی پیدائش کا بیان اور فرشتوں اور فرشتہ سیرت لوگوں کو اس کی پیروی کا حکم۔	۷۶
آسمانی نظام کے قیام میں انصار و مددگار ہمیشہ قدوسی جماعتیں ہوتی ہیں۔	۷۷
آج دنیا اسی بیہودہ لادینی نظام اور تہذیب مغرب سے بیزاری کا اعتراف کھلے بندوں کر رہی ہے۔	۷۷ حاشیہ
جاپان کے دارالحکومت میں عالمی کانفرنس منعقد ہوئی کہ یہ آواز بلند کی گئی کہ پرانی زمین	

Marfat.com

مضامین	صفحہ
اور پرانے آسمان کا زمانہ اب ختم ہے اب ہمیں نئی زمین اور نئے آسمان کی ضرورت ہے۔"	ص۷۷ حاشیہ
مغربی اقوام جو نئے نظام کی مدعی بنکر دنیا میں قیام امن کا ڈھنڈورا پیٹتی ہیں یہ ان کی ملمع سازیاں اور سیاسی چالیں ہیں۔ یہ قومیں ہرگز امن قائم نہیں کرسکتیں	۷۷
یہ قومیں تو فتنہ و فساد اور جنگ و خونریزی کے جذبات ابھار کر جنگی کارروائیوں کے لئے دھڑا دھڑ جنگی اسلحہ تیار کررہی ہیں۔	ص۷۷ حاشیہ
اسلحہ جنگ کی تعداد کے متعلق اقوام متحدہ کے ماہرین کی رپورٹ	ص۷۷ حاشیہ
جلالی نشانوں کے ظہور پر پرستاران مذاہب باطلہ کو مامور الٰہی کے ذریعہ چیلنج کہ ان عذابوں سے نجات پانے کے لئے اپنے معبودوں سے مدد طلب کرو	۸۲
آٹھویں رکوع میں مجرموں کو کچھ عرصہ کے لئے ڈھیل دیئے جانے کا بیان تا عرصۂ امہال میں اگر اصلاح کرلیں تو عذاب سے بچ جائیں۔	۸۳
نویں اور دسویں رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کشف کا بیان اور گیارھویں رکوع میں ذوالقرنین کے تین سفروں کا بیان ہے جن کے ضمن میں موجودہ دور کے واقعات وحوادث کے متعلق اشارات اور آئندہ ہونے والے انقلابات کی پیشگوئیاں ہیں۔	۸۴
خاکسار پر یہ انکشاف کہ ایسے دس قسم کے انقلابات میں سے دنیا گذر کر آخر اس نقطہ پر آجائے گی جس محور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری عرصۂ حیات پر آگئی تھی۔	۸۵
ان انقلابات میں سے ایک معجزانہ نشان قیام پاکستان ہے۔	۸۵
پاکستان کے معرض وجود میں آنے کیلئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رؤیا میں مسلم لیگ کی سیاسی فتح کے متعلق آسمانی انکشاف	ص۸۵ حاشیہ
پاکستان کی شاندار ترقی کے متعلق دوسری رؤیا۔	ص۸۶ حاشیہ
چوھدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا عالمی عدالت کے لئے منتخب ہونا اسی رؤیا کی تصدیقی شہادت تھی۔	ص۸۷ حاشیہ
ہجرت قادیان کے متعلق الہام	ص۸۶
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قادیان سے ہجرت کی خبر قبل از وقوع رؤیا میں بتائی گئی تھی	ص۸۹

Marfat.com

مضامین	صفحہ
پاکستان بننے میں خدائی طاقت کا دخل تھا۔	۸۷
پاکستان کی مذہبی اہمیت کے متعلق برسرِ اقتدار طبقہ کا اعتراف۔	۸۹
سقوط مشرقی پاکستان کے دنوں میں خاکسار کو خواب میں ایک فلم دکھائی گئی۔ جس میں موجودہ فتنوں کے متعلق قرآن مجید میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ آیات تھیں۔	۹۰
مشرقی پاکستان اور اہالیانِ بنگال کے باشندوں کے متعلق آسمانی بشارت۔	۹۰ حاشیہ
سقوط مشرقی پاکستان کا المیہ تحریک صیہونیت کا ابتدائی مرحلہ تھا۔	۹۱
تحریک صیہونیت کا مقصد تمام صفحۂ ارضی پر یہودی حکومت کا قیام ہے۔	۹۱ حاشیہ
عربی ممالک کے لئے تجلّیات خاصہ مقدّر ہیں۔	۹۳
ان تجلیات کی بشارتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف و الہامات میں بکثرت ہیں۔	۹۳ حاشیہ
خواب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کی مختلف عربوں سے ملاقات اور ان کا حضور سے مشورہ لینا۔	۹۴ حاشیہ
سقوط مشرقی پاکستان کے اسباب باعثہ کے متعلق خاکسار کو خواب میں ایک منظر	
دکھایا گیا جس میں آئندہ تعمیری اسباب و عوامل کے اختیار کرنے کی ہدایت درج تھی	۹۶
خاکسار کا بحالت غنودگی آواز سننا کہ پانچ لاکھ امریکی ہلاک ہوئے اور اس کی تصدیق واقعات سے۔	۹۷
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکاشفہ کے تعبیری واقعات مثانی کا پہلو رکھتے ہیں جن میں سے بعض موجودہ زمانہ میں	۱۰۰
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء کے ہاتھوں سرانجام پا چکے اور بعض پورے ہو رہے ہیں۔	
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد کہ میں خضر ہوں اور حضور کے عہد میں خضری واقعات کا ظہور۔	۱۰۲
خضر کے بارہ میں سلف کے مختلف اقوال اور ان کی تطبیق۔	۱۰۳
حضرت موسیٰؑ کے مکاشفہ میں مچھلی جو سمندر میں جا گھسی اس سے کیا مراد ہے اس مچھلی کا شکار خضرِ وقت کے ہاتھ پر مقدر تھا	۱۰۵
مچھلی کیا ہے اور اس کا مسکن کہاں ہے۔	۱۰۶
اس مچھلی کے خوراک بننے کی پیشگوئی حدیث میں ہے۔	۱۰۷
قال لفتٰہ اٰتنا غداءنا میں پیشگوئی اور اس کا ظہور۔	۱۰۷

Marfat.com

مضامین	صفحہ
آیت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت میں ایک پیشگوئی ہے جو مسلمانان عالم اور عربوں کے اس رویے پر روشنی ڈالتی ہے جو زمانہ حال میں ان سے صادر ہوا۔	۱۰۸
صلیبی جنگوں کا بدلہ لینے کے لئے موجودہ دور میں مغربی اقوام کا منصوبہ۔	صفحہ ۱۰۹ حاشیہ
تحریک صیہونیت کا پروگرام	صفحہ ۱۱۰ حاشیہ
مجلس صیہونیت کی داغ بیل کس نے ڈالی۔	"
اعلان بالفور کے ذریعہ فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنانے کا اعلان کر دیا گیا	۱۱۱
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو عربوں کے عدم اتحاد کے باعث ایک منظر دکھایا گیا اور بروقت حضور کا انتباہ۔	"
فلسطین پر انتداب کا خاتمہ اور اسکی آزادی کا اعلان۔	۱۱۳
مسئلہ فلسطین اقوام متحدہ میں کیونکر پیش ہوا۔	صفحہ ۱۱۴ حاشیہ
فلسطین میں عربوں کی آبادی کی تعداد	صفحہ ۱۱۵ حاشیہ
تقسیم فلسطین کے متعلق حضرت مصلح موعود پر قبل از وقت آسمانی انکشاف۔	صفحہ ۱۱۶ حاشیہ
تقسیم فلسطین کا فیصلہ کیسے ہوا۔	صفحہ ۱۱۷ حاشیہ
امریکہ اور روس کی امداد پر بھروسہ کرنے والے محتاط رہیں کہ اس امداد کی تہہ	صفحہ ۱۱۹ حاشیہ

مضامین	صفحہ
میں اندرونی لاوا کیا کیا پک رہا ہے۔	
مدینہ منورہ کے متعلق یہود کے عزائم۔	صفحہ ۱۲۰ حاشیہ
آہ! جب مسلمانوں نے فریضہ وقت کی ادائیگی سے غفلت برتی تو ۶۷ء میں عذاب الٰہی کا ایسا کوڑا پڑا کہ مسجد اقصیٰ کا مقدس خطہ ان کے قبضہ سے نکل گیا۔ اور اسرائیلی سپاہی الصخرہ میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔	۱۲۲
مسلمانوں کے یہودیوں پر غلبہ پانے کی پیشگوئی حدیث میں۔	۱۲۳
صخرہ کے متعلق حدیث میں بشارت کہ یہاں آب حیات کا چشمہ ہے۔	"
فارتدا علی آثارھما کی پیشگوئی کا ظہور عہد حاضر میں۔	۱۲۴
خضر وقت کے لئے خضری اقوال کا اعادہ	"
خضر کے کشتی توڑنے کے تعبیری پہلوؤں کے چند واقعات کا ظہور موجودہ وقت میں۔	"
ازالہ شبہ	۱۲۶
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا قادیان کو چھوڑ کر پاکستان تشریف لانا اور اپنی جگہ اپنے ایک صاحبزادے کو وہاں بھجوانے کی حکمت اور اس کا اشارہ قرآنی پیشگوئی میں۔	۱۲۷
درویشان قادیان کے متعلق حضرت مصلح موعود کو آسمانی انکشاف۔	۱۲۸

Marfat.com

مضامین	صفحہ
اقتلت نفسًا زکیۃ کی پیشگوئی کا ظہور۔	۱۲۹
لا مذہب دہریہ فلاسفروں کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا کشف۔	۱۲۹
ازالہ شبہ	۱۳۲
غلامًا فقتلہ کی ایک نئی اور اچھوتی تفسیر۔	۱۳۳
خضر و موسیٰؑ کے بستی والوں سے کھانا مانگنے اور ان کے انکار کرنے کی تعبیری پیشگوئی کا ظہور موجودہ وقت میں۔	۔۔
آیت فوجدا فیہا جدارًا یرید ان ینقض فاقامہ کی پیشگوئی دو زمانوں سے تعلق رکھتی ہے جس کا پہلا ظہور خلافت صدیقی میں ہوا۔	۱۳۶
دوسرا ظہور موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں سے۔	۱۳۷
موجودہ زمانہ کے علماء و صوفیاء کے متعلق علامہ اقبال کے دلی جذبات	۱۳۷
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اپنی امت کے لئے پشتیبان اول میں ہوں اور آخر میں مسیح۔	۔۔
محاسن الکلام بلطائف البیان۔ احسن طرزِ خطابت و آداب گفتگو۔	۱۳۸

مضامین	صفحہ
اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت۔	۱۳۹
عالمگیر اسلامی حکومت کے قیام کی پیشگوئی	۱۴۰
حکومت الٰہیہ یا دینی حکومت سے کیا مراد ہے	۔۔
مغربی افکار میں الٰہی حکومت کے قیام کی دلی تڑپ۔	۱۴۱
ازالہ شبہ	۱۴۱
روحانیت کیا ہے؟	۱۴۲ حاشیہ
جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ کی راہ میں روڑے اٹکانے والوں کو انتباہ۔	۱۴۴
آئندہ پیش آنے والے فتنوں اور ان کے نزول کی حکمت کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر آسمانی انکشاف۔	۱۵۴
خاکسار پر ایک پُر لطف انکشاف	۱۵۶
گیارھویں رکوع میں حضرت ذوالقرنین کے سفروں کے ضمن میں عہدِ حاضر کے ذوالقرنین کے وقائع کی طرف لطیف اشارات۔	۱۵۷
امت میں مثیل ذوالقرنین کی بعثت کی بشارت۔	۱۵۹
موعود ذوالقرنین کے ظہور کی متعدد علامات۔	۱۶۱
پہلی علامت۔	

Marfat.com

مضامین	صفحہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر شیطان و رحمان کی جنگ ہوگی۔	۱۶۱
لمحۂ فکریہ	۱۶۲
دوسری علامت	۱۶۶
تیسری علامت	۱۶۷
خاکسار کی ایک معنی خیز رؤیا	؍؍
چوتھی علامت	۱۶۸
الاشتباہ	۱۶۹
عالمگیر برادری کے قیام کو عمل میں لانے کے لئے قلوب انسانی میں انقلابی جذبات۔	۱۷۱
اشتراکی روس کے پہلے ڈکٹیٹر لینن کا اعتراف کہ "دنیا میں جب کبھی اعتدال قائم ہوگا تو اس کی صورت سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں ہوگی"۔	۱۷۲
مشہور فلسفی مورخ آرنلڈ جے ٹائن بی کا اعتراف کہ آئندہ ایک مذہب سب پر مکمل کامیابی حاصل کرلے گا۔	۱۷۳
ذوالقرنین شاہ خورس کا سنگی تمثال اصطخر کے کھنڈروں میں دستیاب ہوا اور آجکل اس کا مقبرہ نہایت خستہ حالت میں ہے۔	۱۷۴
آسمانی انگلی اشارہ کر رہی ہے کہ استحکام پاکستان کے لئے سرزمین ایران سے عظیم الشان کام لئے جانے والے ہیں	۱۷۴
سرحد ایران کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر ایک آسمانی انکشاف	۱۷۴
ذوالقرنین اوّل کے پہلے سفر مغربی ممالک کے ذکر میں اشارہ ہے کہ ذوالقرنین ثانی کی بعثت پر جب غلبۂ اسلام کی مہمیں جاری کی جائیں گی تو بیرونی ممالک میں سب سے پہلے مغربی ممالک کی طرف عنان توجہ پھیرنی ہوگی۔	۱۷۸
آیت وجدھا تغرب فی عین حمئۃ میں ظاہری وجدان کے علاوہ روحانی وجدان کی طرف بھی لطیف پیرایہ میں اشارات ہیں۔ جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو توجہ دلائی۔	۱۷۹
قرآن حکیم کی ہر ایک آیت اپنے ظاہر کے ساتھ باطن کا خزانہ رکھتی ہے۔	۱۷۹ حاشیہ
خاکسار پر بطون قرآن کی بعض تفسیری روایات کا انکشاف۔	؍؍
ذوالقرنین کے مغربی سفر کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے ۱۹۲۴ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سفر لندن	۱۸۲

Marfat.com

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین

انتباہ - ذوالقرنین اوّل کے وجدان
کو روحانی وجدان قرار دینے کا قرینہ ان ۱۸۶
کی ایک رؤیا ہے۔
ارباب عرفان کے ظاہری نظاروں
کے دیکھنے پر ان کی باطنی نگاہ بھی تیز
ہوجاتی ہے اور حقائق و معارف روحانی
کے مختلف پہلو ان کے باطن میں نمودار ۱۸۷
ہونے شروع ہوجاتے ہیں اس بارہ میں
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تعالےٰ عنہ
کا ایک واقعہ۔
اگلی صدی میں اسلامی انقلاب کے
مبارک دور کے برپا ہونے کی بشارت 〃
حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ
کا ایک کشف۔ ۱۸۸
آیت قلنا یٰذا القرنین اِمّا
ان تعذّب میں ان قوموں پر نزول
عذاب کی طرف اشارہ - اور حضرت 〃
مصلح موعودؓ کے زمانے میں اس کا ظہور
لیگ آف نیشنز قرآنی لائن (صراط
مستقیم) سے دور ہونے کی وجہ سے ۱۸۹
ناکام ہوگئی۔
مسلمانوں کی عبادت کے دلکش نظارہ
کو دیکھکر ایک عیسائی کی روح کی
وجد انگیز صدا کہ مسجد کے اندر ایک ایسی ۱۹۰
چیز نظر آتی ہے جو گرجا میں موجود
ہونی چاہیئے تھی"۔
ڈنمارک کی مسجد کی افتتاحی تقریب پر
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ
تعالےٰ کے ساتھ نماز میں بہت سے ۱۹۱
عیسائیوں کا شامل ہوجانا۔
آیت فامّا من ظلم فسوف نعذبہ
میں اشارہ ہے کہ ذوالقرنین ثانی کے
خلفاء میں سے کسی کے دل میں ایک
رقت ان قوموں کے ظالم نفوس کے کردار ۱۹۲
پر نزول عذاب کے لئے بددعا نکلے گی۔
جس کا خمیازہ ساری قوم کو بھگتنا پڑیگا
آیت امّا من اٰمن و عمل عملاً
صالحًا فلہ جزاء الحسنیٰ میں
میں ان خوش نصیب مقدس نفوس کی طرف ۱۹۴
اشارہ ہے جو زندگی وقف کرکے غلبہ
اسلام کے اہم ترین فریضہ کی ادائیگی
میں مشغول ہیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کشف۔ شہر
لندن میں منبر پر کھڑے ہوکر تقریر کرنا 〃
اور بہت سے سفید رنگ کے پرندے پکڑنا
حضرت ذوالقرنین کے دوسرے سفر مشرقی ممالک
میں لوگوں کے کوائف کے ذکر میں موجودہ دور کے ۱۹۵
مسلمانوں کی اخلاقی اور روحانی کوائف اور تمدنی
حالات کی طرف اشارہ

Marfat.com

مضامین	صفحہ
مسلمانوں کی موجودہ حالت کے متعلق مفکرانِ ملت کی دردانگیز صدائے قلبی	۱۹۵
موجودہ زمانہ اسلام کے لئے دورِ نشریٰ ہے۔ مسلمانوں کو صحیح رنگ میں مسلمان ہونا پڑے گا۔	۱۹۷
ذوالقرنین کے تیسرے سفر کے واقعات میں موجودہ دور کے متعلق پیشگوئی	۱۹۹
ذوالقرنین اوّل کا دائرہ اقتدار محدود تھا جس کے باعث اس نے تین علاقوں کے سفر کئے مگر ذوالقرنین ثانی کا دائرہ اقتدار عالمگیر حیثیت رکھنے کے باعث آپ کے منازل سفر کی حدود تمام اقالیم کو حاوی ہیں۔ خصوصاً جنوبی ایشیا تو اس کا مسکن ہونے کے باعث مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔	ص ۱۹۹ حاشیہ
ایک حدیث کی پیشگوئی کی بناء پر افریقہ کی طرف عنان توجہ پھیرنا بھی ضروری تھا۔	ص ۲۰۰ حاشیہ
افریقہ میں پہلا مشن ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے ذریعہ قائم ہوا۔	۲۰۱
حضرت نیر صاحب کے متعلق لیگوس کے ایک فرقہ کے اکابر نے خبر دی کہ بارہ برس پہلے ہمارے سابق امام جماعت نے خوشخبری دی تھی کہ ایک سفید رنگ کا آدمی آئیگا جو مسیح موعودؑ کی خبر لائے گا۔ یہ پیشگوئی اب پوری ہوئی۔	؍؍
حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد۔ کہ اس زمانہ میں اسلام کی ترقی افریقہ اور امریکہ کے حبشیوں سے وابستہ ہے۔	۲۰۱
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد۔ وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی۔ وہ میری جماعت ہے۔ اس جماعت کی بڑی عمر ہوگی۔ اور شیطان ان پر غالب نہیں آئے گا۔	۲۰۲
عارف یوحنا نے کشف میں ایک فرشتے کو آسمان سے اترتے دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک بڑی زنجیر تھی۔ اس نے اژدہا (ابلیس) کو پکڑ کر ہزار برس کے لئے باندھا تا قوموں کو گمراہ نہ کرے پھر تھوڑے عرصہ کے لئے کھولا جائے گا۔	۲۰۳
حضرت تمیم داری کا دلچسپ مکاشفہ جس میں دجال کو گرجے میں مقید دیکھا۔ اور اس نے کہا عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے گی۔	۲۰۳
دجال کا گرجے سے تعلق ہونے کا ثبوت قرآن حکیم سے۔	ص ۲۰۴ حاشیہ
کشف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا	

Marfat.com

مضامین	صفحہ
کہ یاجوج ماجوج کی دیوار میں حلقہ انگلی کے برابر سوراخ پیدا ہوگیا ہے	۲۰۵
عیسائی اقوام آخر اسلامی حکومتوں کی دیوار میں شگاف پیدا کر کے اسلامی ملکوں میں گھس آئیں۔	۲۰۶
نفخ فی الصور کی پیشگوئی کا ظہور موجودہ زمانہ میں مسیح موعودؑ کا وجود خدائی قرنا ہے جس کے ذریعہ دنیا کو الٰہی آواز پہنچائی جا رہی ہے۔	۲۰۹
من کل حدب ینسلون کی پیشگوئی کا ظہور۔	۲۱۰
آیت میں لطیف پیرایہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک وقت یہ قومیں اسلام قبول کر لیں گی۔	۲۱۲
یاجوج و ماجوج ساری دنیا تک دوڑ لگانے میں مصروف ہونگے کہ ان کی تباہی کے متعلق الٰہی وعدہ کا وقت آپہنچے گا۔	۲۱۳
ان قوموں کی مفسدہ پردازیوں کا ذکر بائبل میں۔	"
حزقیل نبی کی پیشگوئی۔	"
یسعیاہ نبی کی پیشگوئی۔	۲۱۴
دانیال نبی کی پیشگوئی۔	"
سورۂ رحمان میں اس عذاب کی تفصیل کہ ان پر ایٹم بم اور مہلک ریز گرائے جائیں گے۔	۲۱۶
عیسائیت کی تباہی کے لئے تین جھٹکے۔	۲۱۶
چوتھا جھٹکا غلبۂ اسلام کا ہوگا۔	۲۱۷
مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ احادیث کی رُو سے تیرھویں صدی کا آخر ہے۔	۲۱۷
دانیال نبی کی پیشگوئی میں ایک ہزار دو سو نوّے دن کی تعیین کی گئی ہے۔	۲۱۷
تیرھویں صدی کے متعلق مکاشفہ یوحنا میں پیشگوئی۔	۲۱۷
تیرھویں صدی ملت اسلامیہ کے لئے سخت منحوس گھڑی تھی۔	۲۱۸
اس منحوس صدی کے اوقات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے تین خطابات۔	۲۲۰
تیرھویں صدی کے اس منحوس دَور کے متعلق قرآن کریم میں اشارہ۔	۲۲۱
اس منحوس دَور میں ملعون قومیں شجرہ ملعونہ کے پھل کھانے کی عادی بن چکی تھیں۔	"
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان ملعون قوموں کے زور توڑنے کے لئے مسیح موعود کی بعثت کی بشارت فرمائی اور آپؑ کی بعثت پر وہ یوم الدین نمودار ہوا۔	۲۲۲
مکاشفہ یوحنا میں بھی اس زمانہ کا تذکرہ ہے	

Marfat.com

مضامین	صفحہ
یہ روز عظیم دنیا کا ساتواں ہزار ہے جو صحف سابقہ کی رُو سے یوم السبت کہلاتا ہے۔	۲۲۳
چودھویں صدی کے آغاز پر غلبہ اسلام کے مبارک یوم کی صبح نمودار ہوئی۔	״
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی نام "غلام احمد قادیانی" میں چودھویں صدی کا اشارہ اور یہ کہ آپ کا وجود اس صدی کی برکات کی اساس ہے۔	״
چودھویں صدی بلحاظ مرتبہ گویا لیلۃ القدر ہے۔	۲۲۴
موجودہ زمانہ کے تغیرات دنیا کو تھکا کر اسلام کی طرف لانے کا پیش خیمہ ہیں۔	۲۲۵
یہ صدی تیاری کی صدی ہے۔	״
سورۃ کے آخری رکوع میں دجال کے دوسرے سینگ دہریہ فلاسفروں کے انجام کے متعلق پیشگوئی ہے۔	۲۲۶
مسلمانوں کی ترقی کا راز اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنے اور مامورِ زمانہ کے ساتھ وابستگی سے ہے۔	۲۲۷
تہذیب مغرب کو نئی تہذیب کا نام دنیا کے دماغی فقدان کا نتیجہ ہے۔	ص ۲۲۷ حاشیہ
مغربی مفکرین کی طرف سے کھلے بندوں اعتراف کہ تہذیب نو قرآن کے ذریعہ پیدا ہوئی۔	״
وہ آسمانی مائدہ جس کے نزول کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی وہ یہی قرآن ہے جس کا دستر خوان ساری دنیا کے لئے بچھایا گیا۔	ص ۲۲۸ حاشیہ
دنیا کے حالات ایک زبردست عالمگیر انقلاب کے متقاضی ہیں۔	۲۲۹
آئندہ دور جو آرہا ہے اس میں مغربی قوموں کی ایجادیں اور اختراعات کچھ کام نہیں دے سکیں گی۔	۲۳۰
ان منصوبہ بازوں کے دل اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ مہلک ایٹمی ہتھیاروں کے مالک ہونے کے باوجود شکست ان کے نصیب حال ہو رہی ہے۔ ویٹ نامی جنگ کا نتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔	ص ۲۳۰ حاشیہ
قرآن حکیم میں پہلے سے پیشگوئی ہے کہ یہ قومیں اپنے تجویز کردہ لائحہ عمل سے خود اپنے لئے ہلاکت کے سامان پیدا کریں گی۔ جبکہ اپنی زندگی کا نصب العین نفس پروری اور زر پرستی قرار دیکر عزت و وجاہت کا ذریعہ محض حصول مال و دولت سمجھ بیٹھیں گی۔	۲۳۲
سورۂ ہمزہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ قومیں دولت و زر پرستی کو قومی عزت کا معیار قرار دیں گی۔ اور اپنے	۲۳۲

Marfat.com

مضامین	صفحہ
معیار برتری کو فروغ دینے کے لئے ایٹمی ایجادیں کریں گی جو بالآخر یہی ایجادیں انہیں تباہی کے گڑھے میں گرانے کا باعث بنیں گی۔	
عوامی جمہوری حکومت اور سوشل ازم کے دلدادوں کے لئے لمحۂ فکریہ	۲۳۲ حاشیہ
سورۂ ہمزہ میں ایٹم نام کا ذکر اور ایٹمی آگ کی پانچ خاصیتوں کی طرف اشارہ ہے۔	۲۳۶ تا ۲۳۷
جاپان میں گرائے جانے والے ایٹم بم کا فوٹو۔	۲۴۳
ایٹمی توڑ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا نظریہ۔	۲۴۵
یوم القیامۃ کا نمونہ دنیا میں۔	۲۴۷
آیت میں اشارہ کہ آئندہ نظامِ خلافت نہیں ٹوٹے گا۔	〃
ایک اعتراض کا جواب۔ خدا کے کلام کی موربست نہیں کی جاسکتی۔	۲۴۸
زندہ مذہب کی علامت	۲۴۸
غلط عقائد شجرۂ خبیثہ (دجالیت) کے پھل ہیں۔	〃
دجالیت کی ایک شاخ شرک سے بچاؤ کی تدبیر۔	۲۵۰
دانشورانِ مغرب اب اعتراف کر رہے	

مضامین	صفحہ
ہیں کہ امپیریل ازم کی آڑ میں دنیا کو عیسائی بنانے کی مہم ایک فاش غلطی تھی۔	۲۵۰ حاشیہ
تمام شرف و کمالات دائرۂ بشریت کے اندر مضمر ہیں۔	۲۵۱
انقطاع وحی کا عقیدہ بداعمالیوں کے باعث قرب الٰہی کی راہ پانے سے مایوسی کا نتیجہ ہے۔	〃
اس حالتِ یاس سے امت کو نکالنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ آپ نے تازہ کلام الٰہی اور آسمانی نشانات پیش فرما کر امت کو اس سے بہرہ ور کر دیا۔	۲۵۲
آپ نے ایک ایسی جماعت تیار فرمادی جو ان آسمانی نشانات کی نہ صرف چشم دید گواہ ٹھہری بلکہ خود موردِ الہام بھی بنی۔	〃
آج کل کے دینی مفکر تعلق باللہ اور روحانی ترقی سے مایوس ہو کر کیا کہہ رہے ہیں۔ ان کے اقوال کی نقل۔ آیت میں اس کا رد۔	۲۵۱ حاشیہ
اثباتِ روحانیت کی خاطر استجابتِ دعا کے مظاہرہ کا ایک تاریخی واقعہ۔	۲۵۳

Marfat.com

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۵۶	یورپ کی تقلید نے نوجوانوں کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔	۲۵۴	خدا کی ملاقات کے لئے دو شرائط کی پابندی لازمی ہے۔ ایک عملِ صالح۔ دوم۔ اجتناب عن الشرک۔
۲۵۷	شرک کے دس اقسام۔	۲۵۵	عملِ صالح سے کیا مراد ہے۔
۲۵۸	نظامِ خلافت سے وابستگی بھی شرک سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔	"	عبادت اور پرستش کیونکر ہو سکتی ہے
۲۵۹	ربط سورۃ مابعد۔	۲۵۶	شرک و بُت پرستی سے بچاؤ کی حد کہاں تک ہے۔
۲۶۰	حضرت مصلح موعود کے ایک تبلیغی مکتوب کا اقتباس جو حضور نے والیٔ افغانستان امیر امان اللہ خان کو بھجوایا تھا۔	"	انسان پکا موحد کب بنتا ہے۔
		"	اس وقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے

(انضباط مضامین السورۃ)

کتاب طباعت کے لئے پریس میں جا چکی تھی کہ کسی کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا۔ کہ تفسیر دستور الارتقاء کی طرح سورۂ کہف کے مضامین کا انضباط ابواب کی صورت میں کیونکر ہو گا؟

سو اس سورۃ کو پانچ ابواب پر منقسم سمجھئے۔

باب اوّل۔ دیباچہ وتمہید۔ قرآن مجید کے دربارہ نزول پر حمد الٰہی کا ترانہ۔ تثلیث پرست مسیحی اقوام کو انذار و انتباہ۔ از ابتداء سورۃ تا آیت ۹۔

باب دوم۔ اصحاب الکہف کے کوائف اور کارنامے۔ از آیت ۱۰ تا آیت ۳۲۔

تتمہ باب۔ مسیحی اقوام سے ایک موحد مبلغ کا مکالمہ۔ مغربی تہذیب کے مٹائے جانے کا فلسفہ تا رکوع ۶۔

باب سوم۔ حضرت موسیٰ کا مکاشفہ اور اس کے تعبیری کوائف کا ظہور عہد حاضر میں رکوع ۹ و ۱۰۔

باب چہارم۔ ذوالقرنین کے اسفار ثلاثہ اور ان کے کارنامے رکوع ۱۱۔

باب پنجم۔ سورۃ کا آخری رکوع۔ دجال کے دوسرے بازو دہریہ فلاسفروں کے انجام کے متعلق پیشگوئی اور مسلمانوں کو انتباہ۔

Marfat.com

مضامین	صفحہ
معیار برتری کو فروغ دینے کے لئے ایٹمی ایجادیں کریں گی جو بالآخر یہی ایجادیں انہیں تباہی کے گڑھے میں گرانے کا باعث بنیں گی۔	
عوامی جمہوری حکومت اور سوشلزم کے دلدادوں کے لئے لمحۂ فکریہ	۲۳۲ حاشیہ
سورۂ ہمزہ میں ایٹم نام کا ذکر اور ایٹمی آگ کی پانچ خاصیتوں کی طرف اشارے۔	۲۳۶-۲۳۷
جاپان میں گرائے جانے والے ایٹم بم کا فوٹو۔	۲۴۳
ایٹمی توڑ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا نظریہ۔	۲۴۵
یوم القیامۃ کا نمونہ دنیا میں۔	۲۴۷
آیت میں اشارہ کہ آئندہ نظام خلافت نہیں ٹوٹے گا۔	″
ایک اعتراض کا جواب۔ خدا کے کلام کی حد بست نہیں کی جا سکتی۔	۲۴۸
زندہ مذہب کی علامت	۲۴۸
غلط عقائد شجرۂ خبیثہ (دجالیت) کے پھل ہیں۔	″
دجالیت کی ایک شاخ شرک سے بچاؤ کی تدبیر۔	۲۵۰
دانشورانِ مغرب اب اعتراف کر رہے ہیں کہ امپیریل ازم کی آڑ میں دنیا کو عیسائی بنانے کی مہم ایک فاش غلطی تھی۔	۲۵۰ حاشیہ
تمام شرف وکمالات دائرۂ بشریت کے اندر مضمر ہیں۔	۲۵۱
انقطاع وحی کا عقیدہ بداعمالیوں کے باعث قرب الٰہی کی راہ پانے سے مایوسی کا نتیجہ ہے۔	″
اس حالتِ یاس سے امت کو نکالنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ آپ نے تازہ کلام الٰہی اور آسمانی نشانات پیش فرما کر امت کو اس سے بہرہ ور کر دیا۔	۲۵۲
آپ نے ایک ایسی جماعت تیار فرما دی جو ان آسمانی نشانات کی نہ صرف چشم دید گواہ ٹھہری بلکہ خود موردِ الہام بھی بنی۔	″
آج کل کے دینی مفکر تعلق باللہ اور روحانی ترقی سے مایوس ہو کر کیا کہہ رہے ہیں۔ ان کے اقوال کی نقل۔	۲۵۱ حاشیہ
آیت میں اس کا ردّ۔	
اثبات روحانیت کی خاطر استجابت دعا کے مظاہرہ کا ایک تاریخی واقعہ۔	۲۵۳

Marfat.com

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۵۶	یورپ کی تقلید نے نوجوانوں کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔	۲۵۴	خدا کی ملاقات کے لئے دو شرائط کی پابندی لازمی ہے۔ ایک عمل صالح۔ دوم۔ اجتناب عن الشرک۔
۲۵۷	شرک کے دس اقسام۔	۲۵۵	عمل صالح سے کیا مراد ہے۔
۲۵۸	نظام خلافت سے وابستگی بھی شرک سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔	״	عبادت اور پرستش کیونکر ہوسکتی ہے
۲۵۹	ربط سورۃ مابعد۔	۲۵۶	شرک و بُت پرستی سے بچاؤ کی حد کہاں تک ہے۔
۲۶۰	حضرت مصلح موعود کے ایک تبلیغی مکتوب کا اقتباس جو حضور نے والیٔ افغانستان امیر امان اللہ خان کو بھجوایا تھا۔	״	انسان پکا موحد کب بنتا ہے۔
			اس وقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے،

انضباط مضامین السورۃ

کتاب طباعت کے لئے پریس میں جاچکی تھی کہ کسی کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا۔ کہ تفسیر دستور الارتقاء کی طرح سورۂ کہف کے مضامین کا انضباط ابواب کی صورت میں کیونکر ہوگا؟ سو اس سورۃ کو پانچ ابواب پر منقسم سمجھئے۔

باب اوّل۔ دیباچہ و تمہید۔ قرآن مجید کے دربارہ نزول پر حمد الٰہی کا ترانہ۔ تثلیث پرست مسیحی اقوام کو انذار و انتباہ۔ از ابتداء سورۃ تا آیت ۹

باب دوم۔ اصحاب الکہف کے کوائف اور کارنامے۔ از آیت ۱۰ تا آیت ۲۳۔

تتمہ باب مسیحی اقوام سے ایک موحد مبلغ کا مکالمہ۔ مغربی تہذیب کے فنا ہو جانے کا فلسفہ تا رکوع ۶۔

باب سوم۔ حضرت موسیٰ کا مکاشفہ اور اس کے تعبیری کوائف کا ظہور عہد حاضر میں۔ رکوع ۹ و ۱۰

باب چہارم۔ ذوالقرنین کے اسفار ثلاثہ اور ان کے کارنامے رکوع ۱۱

باب پنجم۔ سورۃ کا آخری رکوع۔ دجّال کے دوسرے بازو دہریہ فلاسفروں کے انجام کے متعلق پیشگوئی اور مسلمانوں کو انتباہ۔

Marfat.com

باعث تالیف کتاب

الکشف الصریح
لاکرام اصحاب المسیح

یہ زمانۂ انکشاف کا تاریخی نام ہے۔ جس کے اعداد تیرہ سو تیرہ ہیں۔ اور اس میں ۱۳۱۳ھ ہجری شمسی مطابق ۱۹۳۴ء کی طرف اشارہ ہے۔ یہ زمانہ جماعت احمدیہ کے لئے سخت مشکلات کا تھا۔ ان دنوں بعض انگریز افسران جماعت کو ہر ممکن ایذا دہی پر تلے ہوئے تھے۔ مرکز جماعت میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا رکھی تھی۔ اس وقت جماعت پر مصائب و مہالک کی گویا گھٹا ٹوپ اندھیری رات چھائی ہوئی تھی اور ہادی نگاہیں آسمانی نور کے جلد چمکنے کی منتظر تھیں۔ مگر اللہ تعالےٰ بھی اپنے فضل و کرم سے اس دورِ ظلمات میں حسب قرآنی پیشگوئی لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا بزرگانِ سلسلہ کے قلوب پر بڑی کثرت و تواتر سے آسمانی انوار کی عکس ریزی فرما کر انہیں تسکین قلبی دلا رہا تھا۔ سلسلہ کے فیضان اور بزرگوں کی صحبت کی برکت سے حسبِ ارشاد نبویؐ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ خاکسار پر بھی اُن دنوں آسمانی نور کی ایک شعاع پڑی۔ جو بالآخر اس کتاب کی تصنیف کا باعث بنی۔

اس موقع پر خاکسار حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحِ پُرفتوح کی خدمت میں بھی جذباتِ تشکّر پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مرحوم و مغفور کے ارشاد کے ایک حصّہ کی تعمیل کی توفیق مرحمت فرمائی۔ جو

Marfat.com

آپ نے ایک وقت جبکہ انگلستان میں تھے۔ خاکسار کی تصنیف دستور الارتقاء تفسیر سورۃ الاسراء پر تبصرہ فرماتے ہوئے احقر کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی، کہ باقی دو سورتوں یعنی سورۃ کہف اور سورۃ مریم کی بھی تفسیر لکھوں۔ تا جس امر کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نوٹوں میں اشارہ پایا جاتا وہ ہر کس و ناکس کو معلوم ہو جائے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

'سورۃ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم کے ربط کا لحاظ رکھو۔ تو معلوم ہو کہ ابتداء اسلام سے اخیر تک جو کچھ گذرنے والا تھا۔ سب مفصل بتا دیا گیا ہے'

یہ ان بزرگوں کی دعاؤں اور روحانی توجہ اور سلسلہ کی برکات کا نتیجہ ہے۔ ورنہ میری حیثیت کیا ہے ؎

دعا ہائے بزرگانم اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اگر آپ فقرہ "لاکرام اصحاب المسیح" کی بجائے "لمکارم اصحاب المسیح" پڑھیں۔ تو اس میں آپ کو اس کتاب کے زمانِ تصنیف کی طرف بھی اشارہ ملیگا۔ اب مجموعہ اعداد ۱۳۵۲ ہوگا۔ جو ۱۳۵۲ھ ہجری شمسی مطابق ۱۹۷۳ء کا پتہ دیتے ہیں۔ اس سال اس کتاب کی تصنیف شروع ہوئی۔ دورانِ تصنیف ۱۹۷۴ء میں پھر جماعت پر نئے ابتلاؤں کا طوفانی دور آیا اور بحمد اللہ جماعت اس امتحان میں بھی کامیاب نکلی۔ اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ؛

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

قرآن مجید کی روشنی میں

حالاتِ حاضرہ کا جائزہ

قرآن مجید اگرچہ ایک واضح اور کھلی کتاب ہے جو کتاب مبین کہلاتی ہے یعنی اس میں جو مضامین ہیں وہ نہایت واضح اور کھلے کھلے بیان پر مشتمل ہیں جن میں کسی قسم کا ابہام نہیں۔ اس لحاظ سے وہ کتاباً مفصلاً ہے۔ مگر باوجود اس کے اس کی ایک شان کتابِ مکنون کی بھی ہے۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ (الواقعہ آیت ۷۷-۷۸) یعنی اس کے وہ مضامین جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتے ہیں قبل از ظہور پیشگوئی گویا وہ انڈوں کی طرح بند خول میں پوشیدہ اجمالی رنگ میں متشابہات کی قسم میں سے ہوتے ہیں جب پیشگوئی کے ظہور کا وقت آتا ہے تو انڈے کا بیرونی خول ٹوٹ جاتا ہے اور حقائق پوشیدہ اپنی تفاصیل کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ قرآن حکیم ایسی پیشگوئیوں سے بھری ہوئی کتاب ہے جو ہر زمانہ میں اس کی پیشگوئیاں ظہور پذیر ہو کر مومنوں کے ایمان کو تازہ کرتی ہیں۔ اس بارہ میں خاکسار اپنا ایک آپ بیتی واقعہ عرض کرتا ہے۔

مجھے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ میں نے ایک روایت پڑھی جو بعض صحابہ کی طرف منسوب تھی کہ قرآن مجید کا خلاصہ سورۃ فاتحہ میں ہے اور سورۂ فاتحہ کا خلاصہ بسم اللہ میں اور بسم اللہ کا خلاصہ اس کی باء میں اور باء کا خلاصہ اس کے نقطہ میں ہے۔ جب یہ مضمون پڑھا تو طبیعت میں انقباض پیدا ہوا اور خیال گذرا کہ اگر کسی معاندِ اسلام کی نظر اس روایت پر پڑی تو کہیں صحابہ کی قدوسی ذات مورد طعن وہدفِ ملامت نہ بننے پائے۔ یہ وسوسہ دل میں گذرا ہی تھا کہ فوراً میں استغفار میں مشغول ہو گیا اور لاحول

Marfat.com

پڑھا۔ کہ کہیں یہ وسوسہ شیطانی نہ ہو۔ مگر چونکہ انشراحِ صدر نہیں تھا۔ طبیعت میں ایک قسم کا عقدہ تھا اور ڈرتا تھا کہ اگر کوئی اعتراض کر بیٹھے تو کیا جواب دوں۔ اس کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دستِ بدعا ہوا۔ کافی عرصہ گذر گیا۔ اور ذہن میں اس کا خیال بھی نہ رہا۔ قربان جاؤں ذاتِ ارحم الراحمین پر جو عاجزوں اور گنہگاروں کی التجاؤں کو سنتا اور انہیں شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے۔ ایک دن میں بیٹھا تھا کہ اپنے اندر ایک قلبی کیفیت پیدا ہوئی اور میرے سامنے ایک نقطہ نمودار ہوا۔ جو بڑھتے بڑھتے کوئی انچ کے برابر ہو گیا بلکہ قدرے زائد۔ تھا تو وہ سیاہ مگر اس میں بہت باریک سفید سی لکیریں تھیں۔ خیال گذرا کہ یہ کچھ لکھی ہوئی عبارت ہے جو پڑھی نہیں جا سکتی وہ اس طرح تھی جس طرح چاول پر سورۂ اخلاص لکھی ہوتی ہے جو خوردبین کے بغیر پڑھی نہیں جا سکتی۔ یکایک دل میں القاء ہوا۔ کہ یہ سورۂ کہف کی تفسیر ہے۔ اور اس میں احمدیت کی تاریخ درج ہے جو آئندہ پیش آنے والے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد وہ کیفیت جاتی رہی۔ اور پھر سورۂ کہف کے مضامین پر جب خاکسار نے غور کرنا شروع کیا تو بحمد اللہ اپنی ناقص استعداد کے مطابق جہاں تک استفادہ کی لیاقت تھی گوہرِ مراد پانے میں کامیاب رہا۔ اور اب تک جو واقعات منصۂ شہود پر نمودار ہو چکے ہیں ان کا نقشہ جو پیشگوئیوں کی صورت میں چودہ سو سال قبل اس سورۃ میں پیش کیا گیا تھا وہ واضح طور پر آنکھوں کے سامنے آگیا۔ بلکہ بعض مستقبل کے واقعات کے متعلق بھی کچھ حقائق دل میں ڈالے گئے۔ جن میں سے ایک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کشف تھا جس میں حضور کو گھوڑوں پر سوار وہ بادشاہ دکھائے گئے جو حضور کی اطاعت کا جؤا اپنی گردنوں پر اٹھائیں گے۔ دیکھئے (تذکرہ طبع سوم صٓ۱) اس کے متعلق سورۂ کہف کی ایک آیت آنکھوں کے سامنے گذری اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ منبع ہے اس کشف کا۔ اور پھر جب خاکسار تفصیلات کی تلاش میں گوہرِ حقائق پانے کے لئے اس آیت میں بحالتِ وارفتگی غوطہ زن ہوا تو اس حالتِ بیخودی میں ایک کیفیت نمودار ہوئی جیسے چھوٹے بچوں کو کسی چیز سے روکنے کے لئے آنکھوں کے سامنے انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے کہ ایسا مت کر۔ مجھے بھی گویا اس سے روکا گیا جس پر خاکسار فوراً رک گیا۔ ؎

رموزِ مصلحتِ خویش خسرواں دانند
گدائے میکدہ ہستی تو حافظا مخروش

چونکہ مستقبل کے واقعات کے متعلق اجمالی ایمان ہی کافی ہوتا ہے اس لئے تفصیلات میں پڑنے کا شوق بارگاہِ الٰہی میں قرینِ مصلحت نہیں۔ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا۔

جب میں نے سورۂ کہف کے مضامین پر غور کرنا شروع کیا۔ تو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام سامنے آیا۔ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا۔ (تذکرہ طبع سوم صفحہ ۵۹۶) جس میں اشارہ ہے کہ اس آیتِ قرآنی کا مصداق اب پھر دوبارہ دہرایا جانے والا ہے۔ کیونکہ جب کسی قرآنی پیشگوئی کا ظہور مقدر ہوتا ہے تو اس وقت وہ آیتِ قرآنی جس میں پیشگوئی مضمر ہوتی ہے یا اس کا کچھ حصہ نازل کیا جاتا ہے۔ اس الہام کی دوسری قرأت یوں ہے۔ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا۔ (تذکرہ صفحہ ۱۰۵) یہاں حَسِبْتُمْ کہکر صیغہ جمع لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان اصحاب الکہف کے ذریعہ جو امور سرانجام دیئے جانے والے ہیں ان کا مشاہدہ کرنے والے اور اس مشاہدہ کی شہادت دینے والے ایک یا دو اشخاص نہیں ہوں گے بلکہ لوگوں کا جمِ غفیر ہوگا۔

اس کے بعد حضور کے الہام مذکورہ کی تائید میں ایک روایت محترم حضرت ملک غلام فرید صاحب مفسر قرآن تفسیر انگریزی کی بھی میری نظر سے گذری۔ آپ فرماتے ہیں :-

"ایک دفعہ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ حضور علیہ السلام سے اصحاب کہف کے متعلق جا کر پوچھیں۔ یہ غالباً ۱۹۰۶ء کی بات ہے۔ حضرت صاحب اس وقت مضمون لکھ رہے تھے جب حضرت خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ (اس وقت حضور کی عمر چھوٹی تھی) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اصحابِ کہف کے واقعہ کے متعلق سوال کیا اور ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ[1] کا خیال بھی مختصر طور پر بیان کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سُنکر فرمانے لگے۔ جاؤ غلط ہے۔ أَصْحَابُ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ میری جماعت ہے۔ یہ میرا الہام ہے۔" (ریویو آف ریلیجنز اردو جولائی ۱۹۷۱ء صفحہ ۲۲۱)

---

[1] حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ اصحاب الکہف کو پیشگوئی کے رنگ میں انگریزوں پر چسپاں فرمایا کرتے تھے اور فرماتے کہ ان کے ساتھ کتوں کا ہونا بڑی ظاہر علامت ہے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام اپنے آقا خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تصدیقی شہادت ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ کہ "اصحاب الکہف اعوان المہدی۔ اخرجہ ابن مردویہ" (تفسیر درمنثور) یعنی اصحاب الکہف مہدی کے انصار و مددگار ہوں گے۔

اس نقطۂ نگاہ سے جب میں نے سورۂ کہف کے مضامین پر نگاہ ڈالی تو اس میں دجالی نظام کے بت زور سے گرائے جانے اور اس کے مقابل اسلامی نظام کے قیام کے لئے ایک نئی جماعت اور جدید ماحول۔ نیا آسمان اور نئی زمین بنائے جانے کی بڑی تفصیل میرے سامنے آئی جو یہ کام ان اصحاب کہف کے ذریعہ سرانجام دیا جانے والا تھا۔ جس کا تھوڑا سا حصہ شائقین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

سب سے اوّل اس سورۃ کی ابتداء میں قرآن مجید کے عہد حاضر میں دوبارہ نزول[1] کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اس کتاب مبین کے خصائص خمسہ کا ذکر ہے۔ خصائص خمسہ کے تذکرہ کے ضمن میں یہ بیان ہے کہ وہ قرآن جس نے حسب پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک وقت دنیا کے قلوب انسانی سے نکل کر ثریا پر چلے جانا تھا اور پھر بذریعہ حضرت مہدی معہود اس کا دوبارہ نزول ہو کر اسے جذر قلوب مومنین میں راسخ کیا جانا مقدر تھا وہ وقت آچکا اور وہ موعود اقوام عالم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مبعوث ہو چکا ہے۔ اس کی بعثت کے ساتھ ہی قرآن حکیم کا دوبارہ نزول بھی ہو گیا ہے۔ اور اس کی اشاعت و تبلیغ کے لئے مومنین راسخین فی العلم کی ایک جماعت اصحاب الکہف و الرقیم کو بھی کھڑا کر دیا گیا ہے جو نہایت ہی محنت شاقہ سے اس اہم فریضۂ دینی کو سرانجام دینے کے لئے دنیا کے کناروں تک پہنچ گئے ہیں۔ اور عباد الرحمٰن اس نعمت الٰہی کے پانے پر جذبات تشکر سے لبریز ہو کر

---

[1] دوبارہ نزول سے مراد یہ ہے کہ اقوام عالم کے قلوب میں ایسی استعداد پیدا ہو جس سے قرآن حکیم کی تعلیم کو بشرح صدر قبول کر سکیں۔ جس طرح قلب نبوی پر قرآن مجید کا نزول تدریجی ہوا اسی طرح قلوب بنی آدم پر اس کی روحانی تاثیرات کی تجلی بھی تدریجی ہوتی ہے۔ قلوب انسانی پر جس قدر اس تجلی کی استعداد پیدا ہوتی جائے گی اسی قدر قرآن مجید کا نزول قلوب پر ہوتا جائے گا۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

حمد الٰہی کے ترانے دُنیا میں گا رہے ہیں۔

اس ترانہ کے متعلق انبیائے سابقین کو بھی بشارتیں دی گئیں۔ اور ہدایت کی گئی تھی کہ اس موعود وقت آنے پر حمدِ الٰہی کے گیت گانا۔ چنانچہ صحیفہ یسعیاہ میں ہے:۔

"دیکھو خداوند اپنے مقام سے چلا آتا ہے۔ تاکہ زمین کے باشندوں کو ان کی بدکرداری کی سزا دے اور زمین اس خون کو ظاہر کرے گی جو اس میں ہے اور اپنے مقتولوں کو ہرگز نہ چھپائے گی۔ اس وقت خداوند اپنی سخت اور بڑی اور مضبوط تلوار سے اژدہا یعنی تیز رَو سانپ کو اور اژدہا یعنی پیچیدہ سانپ کو سزا دے گا۔ اور دریائی اژدہا کو قتل کرے گا۔ اس وقت تم خوشنما تاکستان کا گیت گانا۔ میں خداوند اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ میں اُسے ہردم سینچتا رہوں گا۔ میں دن رات اس کی نگہبانی کرونگا۔ کہ اسے نقصان نہ پہنچے" (یسعیاہ ۲۶/۲۱ و ۲۷/۱-۲)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے شروع کرتا ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا۔ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمْ اَجْرًا حَسَنًا۔ مَّاکِثِیْنَ فِیْہِ اَبَدًا۔ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا۔ مَا لَہُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِہِمْ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا۔ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِہِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِہٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا۔

ہر تعریف کا مستحق اللہ ہی ہے جس نے یہ کتاب اپنے بندہ پر اتاری۔ اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ اور وہ حقانی علوم سے معمور اور آسمانی تعلیمات کی محافظ اقوام عالم کی صحیح رہنمائی کرنے والی ہے۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ایک سخت عذاب سے لوگوں کو متنبہ کرے اور مومنوں کو جو ایمان کے مناسب حال نیک اعمال کرتے ہیں بشارت دے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے اچھا اجر مقدر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور تا ان لوگوں کو بھی تنبیہ کرے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ انہیں اس بارہ میں کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے باپ دادوں کو۔ یہ بہت بڑی خطرناک بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔ اور وہ محض جھوٹ بول رہے ہیں۔ کیا اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تو ان کے غم میں شدت افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

یہ ترانہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا علم خصوصی ہے۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور اگرچہ چودھویں صدی کی ابتداء سے ہی شروع ہوتا ہے مگر مغربی ممالک میں علوم قرآنیہ کی تجلّی اور اسے اخذ کرنے کی اہلیت ان قوموں میں اس وقت پیدا ہوئی تھی جبکہ عالمگیر جنگ کی صورت میں ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک عذاب الٰہی کا کوڑا ان اقوام پر پڑ کر انہیں بیدار کرنے والا تھا چنانچہ آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا میں اس کی پیشگوئی مخفی تھی۔ اس کے اعداد ۱۹۱۸ ہیں جو جنگ کے خاتمہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اس جنگ کے بعد احمدیہ مشن ان ممالک میں جلدی پھیلنے شروع ہو گئے۔

Marfat.com

پس سُنیئے۔ ان آیات میں قرآن مجید کی پانچ خصوصیات کے ضمن میں وہ پانچ پیشگوئیاں بھی ہیں جو اس وقت آنکھوں کے سامنے بڑی شان سے پوری ہو رہی ہیں:۔

پہلی پیشگوئی۔ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ یہاں لَمْ يَجْعَلْ کا لفظ رکھا ہے۔ لَا يَجْعَلُ نہیں فرمایا۔ جس سے قرآن حکیم کے نزولِ ثانی کے عہد کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ آسمانی کتابوں میں سے تو کوئی کتاب بھی اپنے ابتدائی دَور یعنی زمانۂ نزول میں عوج والی نہیں ہوتی۔ البتہ تاریخ شاہد ہے کہ ایک لمبا عرصہ گذر جانے کے بعد ان کتب میں تحریف لفظی یا معنوی یا دونوں ہو کر ان میں اعوجاج ہوتا رہا۔ مگر برعکس اس کے قرآن مجید کی یہ خصوصیت ہے کہ اس پر باوجود ایک لمبا عرصہ گذر جانے کے اور خلافتِ راشدہ کے نظام کے اُٹھ جانے پر بھی اس میں کسی قسم کا اعوجاج نہیں ہوا۔ نہ لفظی نہ معنوی۔ لفظی اعوجاج کی حفاظت کے لئے تو اللہ تعالےٰ نے حفاظِ قرآن کو کھڑا کر دیا۔ جنہوں نے اس خدمت کو کماحقہٗ ادا کر کے دشمنانِ اسلام کے مونہوں سے بالخصوص دجالی اقوام کے نمائندوں تک سے بھی اس کتاب کی معجزانہ شان کا اعتراف کروا دیا۔ چنانچہ امریکہ کی سنفانی یونیورسٹی کے پروفیسر ہوورڈ اسلامیات پر لیکچر دیتے ہوئے دنیا کی مذہبی کتب پر قرآن مجید کی برتری کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی قوم سے اس کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں:۔

"مسلمانوں کی کتاب قرآن ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے ایسی ہی محفوظ ہے۔ جیسا کہ آسمان اپنی پیدائش کے وقت سے۔ اس کا حال بائبل کی طرح نہیں ہے، کہ اپنی تمام مذہبی اور تاریخی خصوصیات کو گم کر چکی ہے۔ قرآن ایک زندہ اور حیات بخش کتاب ہے۔ ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ قرآن کی تعلیم کا صحیح ظہور ہوا تو اس سے عیسائی دنیا کو بہت کچھ فوائد پہنچیں گے۔"

(ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ ۱۹۲۲ء صفحہ ۳)

اور معنوی اعوجاج کی حفاظت کے لئے اللہ تعالےٰ اپنی حکمت کے ماتحت ہر صدی میں مجددین کو مبعوث فرما کر اب تک ان سے یہ خدمت لیتا رہا۔ ان مجددین کی خدمات کی مثال ایسی تھی۔ جیسا کہ پہلی امتوں کے لئے قومی اور وطنی دَورِ نبوت میں انبیاء سابقین کی خدمات تھیں یا یوں سمجھو کہ ان مجددین کا وجود اسلامی عمارت کے لئے ایسا ہی تھا جیسے کسی مکان کے گرنے والی چھت کے نیچے ستونوں کے سہارے دیئے جائیں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال

Marfat.com

کے بعد اسلامی عمارت کے استحکام کے لئے خلافتِ راشدہ کا جو دَور جاری ہوا تھا اس کے اٹھ جانے پر اُمتِ مسلمہ میں وہ کیفیت باقی نہ رہی جو خلافتِ راشدہ کے مبارک وجود کے ساتھ برکات وابستہ تھیں۔ انہی برکات کے جزوی طور پر باقی رہنے کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مجدّدین کی بعثت کی بشارت دی تھی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ فیج اعوج کے زمانہ میں اُٹھنے والے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ خروجِ دجّال ہوگا۔ اور اس کے متعلق فرمایا۔ کہ پیدائشِ آدم سے قیامت تک اتنا بڑا فتنہ نہ پہلے ہؤا اور نہ پھر کبھی ہوگا اور امّت کو اس فتنہ کے شر سے بچنے کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نمازوں میں خود بھی تعوّذ فرماتے اور صحابہ کو بھی اس کی تلقین فرماتے رہے۔ اب اتنے بڑے فتنہ کے قلع قمع کرنے کے لئے محض مجدّد کی بعثت کافی نہیں تھی بلکہ دجّالی نظام کے توڑنے اور اس کے مقابلہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مثیل و بروز حضرت مسیح موعود۔ مہدی معہود کی بعثت کی خصوصی بشارت فرمائی۔ اور اس کے وجود کو اپنا وجود قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ (ابوداؤد) اسم ذات کے معنی بھی دیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ (سورۃ رحمان) اسی مقدس وجود کو آسمانی حَکَم و عدل قرار دیتے ہوئے یہ بشارت دی کہ اس کے ہاتھوں کسرِ صلیب ہوگا (بخاری و مسلم) اور اسؑ کو چار دفعہ نبی اللہ کے خطاب سے یاد فرما کر امّت کو اس کے خصوصی مقام ظلّی نبوّت کی طرف توجہ دلائی دیکھیے (صحیح مسلم باب نزولِ عیسٰی) اور امّت کو یہ عظیم الشان خوشخبری بھی دی کہ اس کے بعد خلافتِ راشدہ کا دَور پھر جاری ہو جائیگا۔ جو آخرِ دنیا تک باقی رہے گا۔ فرمایا۔ ثمّ تکون خلافۃ علی منہاج النّبوّۃ (مشکوٰۃ) اس نظام خلافت سے وابستہ ہونے والے خوش قسمت نفوس کے متعلق اسی سورۂ کہف کی آیات ۳ و ۴ میں یہ بشارت فرمائی۔ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

ؔلہ مہدی کے متعلق بزرگانِ سلف اربابِ کشف کا مسلک از روئے کشف بھی یہی تھا۔ کہ آپ درجۂ انبیاء پر فائز ہوں گے۔ چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربی فرماتے ہیں :-

"انّ المھدی حجۃ اللّٰہ علیٰ اھل زمانہ وھی درجۃ الانبیاء الّتی تقع فیھا المشارکۃ...... وھذا میزانہ عند اھل الکشف"

(فتوحاتِ مکیّہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۱-۳۷۲ باب ۳۶۶)

کہ مہدی اپنے ہمعصر لوگوں پر حجۃ اللہ ہونگے اور یہ نبیوں کا درجہ ہے جس میں امت کو شراکت ہے اور اہلِ کشف کے نزدیک یہ مہدی کا میزان ہے۔ ۱۲ منہ

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّاکِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا۔
اللہ تعالیٰ ان مومنوں کو جو رسمی ایمان کے دائرہ سے نکل کر حقیقی ایمان کی پاک فضا میں داخل ہو چکے ہوں گے اور اس زمانہ کے مناسب حال دینی خدمات میں مصروف ہوں گے۔ انہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے نظامِ خلافت کا اجر مقدر ہے اور یہ ایک ایسا اچھا اجر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

دوسری خصوصیت اور دوسری پیشگوئی۔ قَیِّمًا۔

قرآن مجید کی یہ دوسری خصوصیت ہے جو ایک اور پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ قرآنِ حکیم کی شان محض اتنی نہیں کہ وہ اعوجاج سے پاک ہے بلکہ اس کی ایک عظیم الشان خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ کتاب اقوامِ عالم کے لئے شاہراہِ ترقی ہے۔ اور اس میں اخلاق اور روحانیات کے علاوہ جمیع پوری دنیا کی تہذیب و تمدّن کے لئے وہ محکم اصول مندرج ہیں جن سے امنِ عالم کا قیام وابستہ ہے۔ فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ (البیّنۃ) یہ کتاب مذاہبِ عالم کے لئے ان کی اصل دینی تعلیم کا معیاری کورس ہے جس کی ڈگری حاصل کرنے سے ان مذاہب کی سائنٹیفک اصول پر جانچ پڑتال اور تمحیص و تنقید کی جا سکتی ہے بلکہ کی جا رہی ہے۔
چنانچہ دیکھ لو اس وقت ایک مذہبی جماعت[1] قرآنی علوم سے بہرہ ور ہو کر دنیا میں نکل کھڑی ہوئی ہے اور حسبِ پیشگوئی بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ کِرَامٍۢ بَرَرَةٍ قرآن مجید ہاتھ میں لیکر

[1] اس جماعت اور دینی گروہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا یہ ارشاد ہے کہ "خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے۔ تا دنیا میں محبتِ الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن و صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا۔ اور انہیں آپ اپنی روح سے قوت دیگا۔ اور انہیں گندی زیست سے صاف کریگا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشیگا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کریگا۔ اور اس کو نشو و نما دیگا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے۔ دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے

Marfat.com

تمام مذاہبِ عالم کو جھنجوڑ رہی ہے۔ اور انہیں اپنے اپنے مذاہب کی صحیح تعلیم کی رہنمائی کرتے ہوئے اور ان کو اپنے مذاہب کے اصل حقائق کی طرف توجہ دلا کر نہایت امن وسکون سے طبائع میں انقلاب پیدا کر رہی ہے جس کی مساعیٔ جمیلہ اور حسنِ کارکردگی اور کامیابی کی تصدیق شہادت کے لئے ایک طرف تو دانشورانِ ملک وملت کی زبانوں سے تحسین وآفرین کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اور دوسری طرف اسلام کے پُرامن انقلاب کو برداشت نہ کرنے والی طبائع

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹:۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس ربِ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے فالحمد للّٰہ اولاً واٰخراً وظاھرًا وباطنًا اسلمنالہ ھو مولانا فی الدنیا والاٰخرۃ نعم المولیٰ ونعم النصیر۔" (ازالہ اوہام طبع اوّل صفحہ ۸۵۱-۸۵۲)

نیز اس جماعت کے خصوصی طرۂ امتیاز کے متعلق حضورؑ کا یہ ارشاد ہے:۔

"چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثرِ سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو۔ اگر قرآن وحدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو۔ اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ۔ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو۔ اور اسلام کے لئے سارے دکھ اٹھاؤ۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۱)

سلہ کیتھولک ہیرلڈ نائیجیریا ۱۹ اگست ۱۹۵۵ء میں عیسائی مشن کے ایک سرکردہ ممبر نے لکھا:۔

(۱) "آج سے تیس سال قبل مسلمان نہایت پسماندگی کی حالت میں زندگی گذار رہے تھے۔

لیکن جب سے احمدیہ جماعت نے اپنے ترقی پسندانہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانا شروع کیا ہے مسلمانوں میں حیرت انگیز تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔" (دی پاکستان ٹائمز لاہور-۱۱ دسمبر ۱۹۶۰ء)

(۲) محترم ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب ایم۔اے ایل ایل۔بی۔ایچ ڈی لاہور اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"تحریکِ احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان جو اٹھارھویں صدی

Marfat.com

میں ایک قسم کی مایوسی اور دلوں میں رُعب پیدا ہو رہا ہے اور سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ کی پیشگوئی کا نظارہ آنکھوں کے سامنے نمایاں ہے۔ چنانچہ لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ چارلس جان آف کورٹ نے پادریوں کی ایک خاص کانفرنس میں جو ۱۸۹۴ء میں لندن میں منعقد ہوئی تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آ رہا ہے اور اس جزیرے میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں ...... یہ ان بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بناء پر محمد کا مذہب ہماری نگاہ میں قابل نفرین قرار پاتا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد کو پھر وہی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کئے جا سکتے ہیں پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہم میں سے بعض کے ذہن اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں"

The official reports of The Missionery Conference of The Anglican Communien. (1894. Page 64.)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰ ...میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر محسوس کرتے ہوئے اعلان کر رہے ہیں کہ یہ بیسویں صدی ہر جگہ مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ کے لئے بیداری کا آغاز ہے۔" (رسالہ استقلال لاہور صفحہ ۱)

(۳) الحاج عبدالوہاب عسکری (صحافی بغداد) لکھتے ہیں:-

"جماعت احمدیہ نے جو خدمات سرانجام دی ہیں ان میں تبلیغی لحاظ سے وہ ساری دنیا پر فوقیت حاصل کر چکے ہیں .... ان کے بڑے بڑے کارناموں میں محکمہ تبشیر ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ نیز وہ مسجدیں ہیں جو انہوں نے امریکہ۔ افریقہ اور یورپ کے مختلف شہروں میں بنائی ہیں اور یہی وہ سنت ناطقہ ہے جس کو لے کر وہ کھڑے ہوئے ہیں اور اس کے ذریعہ اسلامی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ بلاشبہ جماعت احمدیہ کے ہاتھوں اسلام کا مستقبل اب روشن ہو گیا ہے۔" (مشاہداتی فی سماء الشرق ترجمہ اردو صفحہ ۴۳ تا ۴۵)

Marfat.com

(۲) ہالینڈ کا ایک مشہور اخبار "اسلامی ہلال یورپ کے افق پر" لکھتا ہے :-

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے بیزار ہو رہا ہے .... دوسری طرف اسلام یورپ میں اتحاد کا علم لئے ہوئے ہے اور یہ نوجوان ادھر مائل ہو رہے ہیں ...... جس کا سب سے طاقتور انجن جماعت احمدیہ ہے۔"

"Acathlic fourral Tira Theus"

(۳) سوئٹزرلینڈ کے اخبار (Tride) میں ایک مقالہ شائع ہوا جس میں مقالہ نویس عیسائیت کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

"جہاں تک کلیسیا کا تعلق ہے وہ گوناگوں مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہے اور اسے ان پریشانیوں کے دور ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ اس پر مستزاد یہ کہ سابقہ پریشانیوں کا برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ ان نئی پریشانیوں میں سے ایک اسلام ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اس زمانہ کا حملہ آور اسلام ہے .... آج اسلام جن ہتھیاروں سے حملہ آور ہے وہ سابقہ ہتھیاروں کی نسبت بہت نازک ہیں لیکن اثر کے لحاظ سے خمدار تلواروں سے کسی طرح کم نہیں۔ ہمارے زمانہ میں اسلام کا حملہ تبلیغی مشنوں کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ جن کی پیشقدمی بالخصوص افریقہ اور ایشیا میں کچھ ایسی نوعیت کی حامل ہے کہ اسے رد کرنا آسان نہیں ...... بلکہ وہ دوسری طرف یک بستہ دیوار کی طرح عیسائی یورپ کے قلب کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے وہ اس طرح کہ یہاں خود ہمارے درمیان اس کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ کلیسیا اس صورت حال سے بہت پریشان ہے۔ اور اسے اپنے لئے ایک چیلنج تصور کرتا ہے۔"

(۴) ایچ کریمن امریکن مشنری لکھتا ہے :-

"مسلمانوں میں صرف یہی جماعت ہے جس کا واحد مقصد تبلیغ اسلام ہے اگرچہ ان کی طرز تبلیغ میں کسی قدر سختی پائی جاتی ہے۔ تاہم ان لوگوں میں قربانی کی روح اور تبلیغ اسلام کا جوش اور اسلام کے لئے سچی محبت دیکھ کر بے اختیار تعریف نکلتی ہے۔ وہاں کے لوگ اسلامی جوش اور اسلام کی آئندہ کامیابی کی امیدوں سے سرشار ہیں۔" (مسلم ورلڈ اپریل ۱۹۳۱ء)

Marfat.com

تیسری خصوصیت اور تیسری پیشگوئی :- لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ
اقوامِ عالم کو انذار یعنی پند و نصائح ۔ مصالح و حِکَم اور حُجج و بیّنات کے محکم علمی اور روحانی ہتھیاروں سے لیس ہو کر متنبہ و بیدار کرنے کی صلاحیت بھی صرف اسی مذہبی کتاب کو ہو سکتی ہے جس کی تعلیم اعلیٰ و اکمل اور نقائص و رذائل سے پاک و صاف ہو۔ اس معیار پر بھی آپ دنیا کی تمام مذہبی کتب میں سے صرف قرآن مجید ہی کو پورا اترتا ہوا پائیں گے۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے تمام دنیا کو چیلنج دے کر متنبہ و بیدار کیا ہے کہ اگر تم امنِ عالم چاہتے ہو تو میری تعلیم کو اپنا کر لوائے اسلام کے نیچے پناہ لو۔ تب اس عالمگیر عذاب سے بچ سکتے ہو جس کے متعلق پچھلی سورۃ یعنی سورۂ بنی اسرائیل میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۔ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۔ (آیت ۵۹)

کوئی بستی ایسی نہیں جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کر دیں گے یا اُسے سخت عذاب نہ دیں گے یہ وعید کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

پس اس عذاب سے وہی بچ سکیں گے جو اس کتاب کے ساتھ وابستہ ہوں گے انہیں کے متعلق اگلی آیت میں بشارت ہے۔

چوتھی پیشگوئی :- وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۔ وہ مومن اس عذاب سے محفوظ ہوں گے جنہوں نے موعود اقوامِ عالم کے ساتھ وابستہ ہو کر عہدِ حاضر کے مناسب حال دینی خدمات کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہوگا۔ وہ نہ صرف یہ کہ عذاب سے محفوظ ہوں گے بلکہ ان کے نصیب حال بڑی بڑی ترقیاں ہوں گی جن پر وہ فائز ہو کر تعداد میں اقلیت کے باوجود اسلام کا جھنڈا اکنافِ عالم میں لہرائیں گے۔ اور انہیں کے ہاتھوں دنیا میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہوگا۔ تہذیب مغرب کچلی جائے گی اور اس کی جگہ دنیا اسلامی تہذیب لے کر اپنی معطر فضا سے صفحۂ عالم پر جنت کا نمونہ پیش کرے گی۔

پانچویں پیشگوئی :- وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۔
وہ دجالی اقوام جن کے سحر سے مسحور ہو کر مشرق و مغرب میں بسنے والی قومیں اس تہذیب مغرب کے

Marfat.com

ملمع شدہ سراب کو آبحیات سمجھ کر اس کے ریلے میں بہی جا رہی ہیں۔ یہ وہ قومیں ہیں جنہوں نے مذہب تثلیث شرک و کفر کے شجرۂ خبیثہ کو اپنی دنیوی سطوت و اقتدار کے بل بوتے پر دنیا میں پھیلا کر فضائے ارضی کو جہنم کدہ بنا رکھا ہے ان کو بھی وارننگ ہے کہ اب تمہارا دورِ اقتدار ختم ہے۔ موعود اقوامِ عالم، شہزادہ امن کی فوجیں اسلامی توحید کے زبردست روحانی اسلحہ سے لیس ہو کر دنیا میں نکل کھڑی ہوئی ہیں۔ جس طرح اسلام کی نشأۃ اولی کے دور میں جن قوموں نے اسلام کے جھنڈے تلے پناہ لے کر زندگیاں بسر کی تھیں وہی پھلیں پھولیں اور فتحیاب ہوئیں اور جو مقابل پر آئیں ان پر غضب الٰہی کا کوڑا برسا اور عذاب الٰہی سے بچ نہ سکیں۔ اسی طرح اب بھی یہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور پچھلی تاریخ کو دہرائے گا اور دنیا وہ نظارے دیکھے گی۔ جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے ہوں گے۔ غلبۂ اسلام کے لئے طلوعِ شمس ہو چکا ہے عیسائیت پگھلی جائے گی۔ طلوع الشمس من المغرب کی پیشگوئی آنکھوں کے سامنے نمودار ہو گئی ہے جس کا ایک عذناک آج دنیا مشاہدہ کر رہی ہے اور دانشورانِ اقوام کی زبانوں سے بھی اس کی تصدیقی شہادت میں نعرے بلند ہو رہے ہیں۔

(۱) چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

"ہاں ایک وقت آنے والا تھا اور وہ وقت آگیا۔ ایک یوم الفصل تھا جس کا آفتاب طلوع ہو گیا۔ پرانی پیشگوئیوں میں کہا گیا تھا کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکل چکا ہے اور توبہ کا دروازہ (کہ فقط مایۂ امید ما بدبختانِ عالم بود) روز بروز ہم پر بند ہو رہا ہے۔ پس وقت آگیا ہے جس کو اٹھنا ہے اٹھے۔ جس کو چلنا ہے چلے اور جس کو اپنے روٹھے ہوئے خدا سے صلح کر لینی ہے کر لے۔ کیونکہ ساعت آخری نتائج سامنے۔ مہلت جلیل اور فرصت قلیل ہے۔" (الہلال کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

(۲) رچرڈ گائپ (Richard Gripe) امریکی ماہنامہ "دی پلین ٹروتھ" میں "مغربی معاشرہ کے عبرتناک انجام کی خبر دیتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"آج مغربی معاشرے اور ماضی کی تباہ شدہ تہذیبوں میں بہت سی چونکا دینے والی مماثلتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ یہ تہذیبیں پھلیں پھولیں حتی کہ مردہ دلی اور پژمردگی نے انہیں آگھیرا اور آخر کار موت کی بے رحم آغوش میں جا سوئیں۔ ....

بہت کم لوگ ہیں حتیٰ کہ ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے جنہیں اس امر کا احساس ہے کہ امریکہ اور برطانیہ فارغ اور بیکار اوقات کی بہتات کے جنگل میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں ہر شخص کی زبان پر یہی ہے کہ زندگی اس ڈھب پر گذارو اور عیش کرو۔ لیکن جب کوئی قوم عیش کوشی میں غرق ہو جاتی ہے تو پھر خاتمہ اور صف لپیٹنے کے مراحل طے کرنے کا وقت آپہنچتا ہے۔"

(دی پلین ٹروتھ بابت مئی ۱۹۷۱ء ص۲۱)

(۳) صدر امریکہ مسٹر نکسن کا اعتراف تہذیب مغرب کی تباہی کے متعلق بھی سن لیجئے فرماتے ہیں:۔

"ریاستہائے متحدہ رو بانحطاط ہے۔ ایسا انحطاط جس کا انجام تہذیب و ثقافت کی مکمل تباہی کی صورت میں نکل سکتا ہے۔"

(بحوالہ پاکستان ٹائمز ۷ر جولائی ۱۹۷۱ء)

(۴) مشہور انگریز (V. Gordon Childe) اپنی تصنیف "What Happened in History" میں لکھتا ہے:۔

"میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ یورپ کے معاہدے۔ یورپ کی دفاعی تدابیر۔ یورپ کا سیاسی اتحاد اور بین الاقوامی پارلیمنٹ یا حکومت کی تجاویز اور دوسری تمام تدابیر ناکام اور بے سود رہیں گی اگر اس کی بنیادوں پر خدا کے تصوّر اور اخلاقی قدروں کو جگہ نہ دی گئی۔ جہاں ملکی امن کے لئے بہت سے نسخے آزمائے گئے ہیں وہاں مذہب کا یہ نسخہ بھی آزما کر دیکھ لینا چاہیئے۔ اگر اس کے لئے کوئی تیار ہو تو مَیں مشورہ دوں گا کہ اس سلسلہ میں قرآن کو ہرگز نظر انداز نہ کرے کیونکہ اس کی رہنمائی اس کتاب سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں دے سکتی۔"

(بحوالہ الفضل ۹ر اکتوبر ۱۹۷۱ء ص۳)

اسی بناء پر سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سرزمین یورپ میں جا کر اس قرآنی انذار کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری عالمگیر جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دو جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ ...... آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لیں گے مغربی تہذیب کا

Marfat.com

قہرِ عظیم زمین پر آرہے گا"

نیز حضور نے فرمایا:۔

"تیسری عالمگیر تباہی کا انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کرلیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے"

(امن کا پیغام اور ایک کلمۂ انذار)

اس انقلاب کی خبر حضرت مسیحؑ بھی اپنے وقت میں دے گئے۔ صحیفہ لادی جس کے اوراق پارینہ وادیٔ قمران کی غاروں سے ملے ہیں۔ اس میں سید الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات اور آپ کی شریعت کی مقبولیت کے متعلق لکھا ہے کہ

"وہ دنیا میں حد سے زیادہ تعریف کیا جائے گا۔ وہ ایسا چمکے گا جیسے زمین پر سورج۔ اس کو پانے والا تمام آئندہ نسلوں میں کبھی کوئی پیدا نہ ہوگا"

(The lost of the Bible. P232,233)

ہاں سن لو! ویدوں کے رشی بھی اس انقلابِ عالم کی اپنے وقت میں خبر دے گئے تھے۔ کیونکہ انہیں کے ملک میں ایسا انقلاب پیدا کرنے والا مبعوث ہونے والا تھا۔ چنانچہ اتھروید میں ہے۔

"احمد نے تبلیغ کی اور دنیا نے دیکھا کہ پکے پھل والے درخت کی طرح ملک نے آپ کی محنت کی داد دی۔ احمد کامیاب ہوا اور مخالف قضا کی قینچی سے کاٹ ڈالے گئے۔"

(اتھروید کانڈ ۲۰۔ سوکت ۱۲۷۔ منتر ۱ تا ۱۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی اس انقلاب کے متعلق قیام مکہ معظمہ کے دوران عالم رؤیا میں ایک نظارہ دکھایا گیا۔ حضور فرماتے ہیں۔

"ایک جگہ میں ہوں اور میر صاحب اور والدہ ساتھ ہیں۔ آسمان سے سخت گرج کی آواز آرہی ہے اور ایسا شور ہے جیسے توپوں کے متواتر چلنے سے پیدا ہوتا ہے اور سخت تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ہاں کچھ کچھ دیر کے بعد آسمان پر روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اتنے میں ایک دہشت ناک حالت کے بعد آسمان پر ایک روشنی پیدا ہوئی

Marfat.com

اور نہایت موٹے اور نورانی الفاظ میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا گیا۔ میں نے میر صاحب کو پوچھا آپ نے یہ عبارت نہیں دیکھی انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ ابھی آسمان پر یہ عبارت لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد باواز بلند کسی نے کچھ کہا جس کا مطلب یاد رہا کہ آسمان پر بڑے بڑے تغیرات ہو رہے ہیں جن کا نتیجہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس کے بعد اس نظارہ اور تاریکی اور شور کی دہشت سے آنکھ کھل گئی۔" (الحکم ۱۴/۷ جنوری ۱۹۱۲ء ص ۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ مشہور کشف بھی پڑھئے جو اسی آیت قرآنی کی عملی تفسیر کا عرف غماز ہے۔ جیسے حضور نے رسالہ فتح اسلام میں تحریر فرمایا ہے:۔

"میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کریگا۔ بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔" (فتح اسلام ص ۱۰۔۱۷ حاشیہ)

آگے آیت ۵ میں عقیدہ ابنیت کی تردید میں تین دلائل دے کر فرمایا۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۔ ان کو اس بارہ میں کچھ بھی علم نہیں اور نہ ہی ان کے باپ دادوں کو۔ یہ ایک بہت بڑی خطرناک بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔ اور وہ محض جھوٹ بول رہے ہیں۔

پہلی دلیل یہ کہ اس عقیدہ کی بنیاد کسی علمی دلیل عقلی یا نقلی پر نہیں اور نہ ہی ان کے آباد اجداد اس عقیدہ کے قائل تھے بلکہ یہ عقیدہ باہر کی مشرک قوموں رومیوں کے اختلاط سے ان میں آگھسا۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف کے بعض اشارات سے نہایت صفائی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو خدا بنانے کے موجد پہلے آریہ ورت کے برہمن ہی ہیں اور پھر یہی خیالات یونانیوں نے

Marfat.com

ہندوؤں سے لئے۔ آخر اس مکروہ اعتقاد میں ان دونوں کے فضلہ خوار عیسائی بنے۔"

(رسالہ معیار المذاہب ص ۱۵ ملحقہ نور القرآن ۲)

دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ عقیدہ خلافِ فطرتِ انسانی ہے۔ جسے صحیح فطرت طبائع کے کان سننے کی تاب نہیں رکھتے۔ کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ۔

تیسری دلیل یہ کہ یہ عقیدہ خود مسیحی تعلیم کے بھی خلاف ہے اور انجیل کے نصوص اسے جھوٹا قرار دے رہے ہیں اِنْ يَقُولُونَ اِلَّا كَذِبًا۔

چنانچہ انجیل مرقس میں ہے کہ حضرت مسیح سے ایک فقیہ نے سوال کیا کہ سب حکموں میں اوّل کونسا ہے۔ تو یسوع نے جواب دیا۔ اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیل سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔"

(مرقس ۱۲/۲۹-۳۰)

اور حضرت مسیح تو اپنے آپ کو خدا کا بھیجا ہوا بندہ اور رسول قرار دیتے ہیں نہ کہ خدا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

" ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔" (یوحنا ۱۷/۳)

صحائف قمران اور مسیح کے زبور جو غاروں سے دستیاب ہوئے ہیں۔ ان میں بھی مسیح کو عبد کا خطاب دیا گیا ہے دیکھئے (کتاب مذکور صفحہ ۲۳)

زبور ۲۴ میں ہے انی عبدوا۔ یعنی میں اس کا بندہ ہوں۔

زبور ۳۲ میں ہے روح قدس علی عبدك۔ تو نے اپنے بندہ پر روح قدس نازل کی۔

پولوس[1] بھی کہتا ہے:-

" اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی باپ جس کی طرف سے سب چیزیں ہیں اور ہم اسی کے لئے ہیں۔" (۱۔ کرنتھیوں ۸/۵-۶)

[1] پولوس اگرچہ مذہبی آدمی تھا مگر وہ ایک عجیب طرح کی ہوشیار شخصیت اور سیاسی دماغ کا مالک تھا جس کے باعث تبلیغ مذہب میں عموماً اس کا اپنے ساتھیوں سے اختلاف رہتا تھا۔ راہ تبلیغ میں وہ کبھی

Marfat.com

"سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے۔" (افسیون ۴/۶)

پلوٹارک اپنی مشہور کتاب سوانح (PLUTACH'S LIVES) میں لکھتا ہے کہ "نوما نے رومیوں کو تاکید کی تھی کہ وہ خدا کی ہستی کو جانوروں یا انسانوں کی شکل نہ دیں۔ رومی تاریخ کے ابتدائی ایک سو ستر سال تک کسی تصویر یا مجسمہ کا وجود رومیوں میں نہیں پایا جاتا تھا۔ ان کے مندر بتوں اور مجسموں سے پاک تھے اور ان کا عام اعتقاد یہ تھا کہ خدا کی ہستی کو محسوس اور مرئی صورت دینا اس کے تقدس پر دھبہ لگانے کے مترادف ہے۔" (بحوالہ اسلام کا نظریہ تاریخ ص۶۳-۶۴)

(مصنفہ محمد مظہر الدین صدیقی رفیق ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

امریکہ کے ایک فاضل ڈاکٹر چارلس فرانسس پوٹر نے اپنی تصنیف THE LAST YEARS OF JESUS میں بدلائل ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح کی حیثیت ایک بشر رسول سے ہرگز زیادہ نہ تھی۔ الوہیت مسیح کے عقیدہ سے آپ کی تعلیم کا کوئی تعلق نہ تھا اور تثلیث کے نام تک سے آپ نا آشنا تھے۔

بقیہ حاشیہ ص۱۸ کبھی سیاسی قلابازیاں بھی لگا لیتا تھا جس کے باعث وہ سخت بدنام ہو چکا تھا اس بدنامی کی عام شہرت کی بناء پر عموماً اسے مسیحیت میں شرک تثلیث کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس کی شخصیت کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو آسمانی انکشاف ہوا۔ اس کی بناء پر تو وہ اتنا مجرم معلوم نہیں ہوتا جتنی کہ اس کی شہرت ہے۔ حضور فرماتے ہیں :-

"میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح ناصری بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ کچھ ان کے شاگرد بھی ہیں۔ میں بھی اس مجلس میں بیٹھا ہوں پولوس کا ذکر اس مجلس میں شروع ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح نے پولوس کے متعلق کچھ اختلاف یا ناراضگی کے الفاظ کہے ہیں لیکن وہ لفظ زیادہ سخت نہیں ہیں۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔ میں اس خواب سے سمجھتا ہوں کہ گو پولوس کا کچھ قصور ضرور ہے۔ بعض غلطیاں اس سے ایسی ہوئی ہیں جن سے عیسائیت میں بگاڑ پیدا ہوا ہے لیکن شرک صریح اور ایسی ہی بعض اور خطرناک غلطیاں جو اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ درحقیقت وہ لوگوں نے بعد میں بنائی ہیں۔ اور پولوس کی طرف منسوب کر دی ہیں ورنہ وہ اتنا برا نہیں تھا جتنا کہ اس تعلیم کو اس کی طرف منسوب کرکے وہ برا بن جاتا ہے۔" (الفضل ۳۰ نومبر ۱۹۵۱ء ص۲)

Marfat.com

امریکہ کے مشہور رسالہ نیوز ویک نے ۱۱ر اپریل ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں ایک مقالہ لکھا جس میں الوہیت مسیح کے متعلق چرچ کا عقیدہ بیان کرنے کے بعد لکھا کہ موجودہ سائنسی دور میں انسان اس روایتی عقیدہ (الوہیت مسیح) کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ...... یہ عقیدہ بہت بعد کی پیداوار ہے۔ پہلی صدی عیسوی کے مسیحی اس عقیدہ سے بالکل نا آشنا تھے"۔

واچ ٹاور سوسائٹی (جو یہواہ وٹنس کے نام سے ایک مسیحی ادارہ ہے) نے تثلیث کو ایک بے دین بناوٹی کہانی ثابت کیا ہے اور اس پر مروّجہ بائیبل سے دلائل پیش کئے ہیں۔ دیکھئے۔ سہ ورقہ "تثلیث" از واچ ٹاور سوسائٹی لاہور۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا۔ اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس جذبۂ شفقت و رأفت کا ذکر ہے۔ جو خلقِ خدا کے متعلق آپؐ کے قلبِ مبارک میں موجزن تھا۔ جب حضور اقدسؐ نے ان مشرک اقوام کے متعلق انذار اور تباہی کی خبر سُنی تو ان کی ہدایت یابی اور عذاب سے بچاؤ کے لئے اس درد و سوز سے دعائیں کرتے۔ خطرہ تھا کہ اس شدتِ غم و الم سے کہیں آپ کی جان کو صدمہ نہ پہنچ جائے۔ یہی حال آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مثیل اور بروزِ اکمل تھے۔ آپ کی قلبی کیفیت بھی مماثل حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام تھی۔ آیت میں بطور پیشگوئی اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"چونکہ میں تثلیث کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں اس لئے یہ دردناک نظارہ کہ ایسے لوگ دنیا میں چالیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ پائے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھ رکھا ہے میرے دل پر اس قدر صدمہ پہنچاتا رہتا ہے کہ گمان نہیں کر سکتا کہ مجھ پر میری تمام زندگی میں اس سے بڑھ کر کوئی غم گذرا ہو۔ بلکہ اگر غم و ہم سے مرنا میرے لئے ممکن ہوتا تو یہ غم مجھے ہلاک کر دیتا۔ کہ کیوں یہ لوگ خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کی پرستش کر رہے ہیں اور کیوں یہ لوگ اس نبی پر ایمان نہیں لاتے جو سچی ہدایت اور راہِ راست لے کر دنیا میں آیا ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد سوم ص ۱۶۱)

نیز ایک اور اشتہار جس کا عنوان ہے "الاشتہار مستیقناً بوحی اللہ القہار" میں فرمایا:۔

"میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے،

اور اس سے بڑھکر اور کونسا درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا۔ اور ایک مشتِ خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے۔ مَیں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا۔ اگر میرا مولٰے اور میرا قادر مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا رب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر مَیں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسٰی اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کر دوں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے۔ سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو نہیں بچا سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اور اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں۔ نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا۔ اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو مَیں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص ۳۰۴-۳۰۵)

اس کے بعد مغربی تہذیب کے عروج و اقتدار اور پھر تنزل و تباہی کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ	جو کچھ روئے زمین پر موجود ہے اسے ہم نے اس کی

Marfat.com

زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاo وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْھَا صَعِیْدًا جُرُزًاo

زینت کا موجب بنایا ہے تاکہ ہم ان کا امتحان لیں کہ ان میں سے اچھا کام کرنیوالا کون ہے اور جو کچھ اس زمین پر ہے یقیناً ہم اسے ایک دن مٹا کر چٹیل میدان بنا دیں گے۔

یعنی ہم نے تو ان قوموں کے ہاتھ میں اقتدار ملکی کی باگ ڈور اس لئے دی تھی تا معلوم کریں کہ اقتدار پانے پر جو ان کے اوپر ملکوں اور قوموں کی اصلاح و امن کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ اس خاطر ہم نے زمینی خزائن کے دروازے بھی ان کے لئے کھول دیئے تھے مگر انہوں نے دیانتداری سے اپنے فرائض بجالانے کی کوشش نہ کی۔ بلکہ برعکس اس کے ملکوں اور قوموں میں لوٹ کھسوٹ۔ ظلم و سفا کی کر کے سیاسی اور اقتصادی حقوق ان سے غصب کر لئے اور دنیا کو بدامنی اور بے چینی کے جہنمی گڑھے میں دھکیل دیا جس کی بناء پر اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان سے اقتدار کی چابیاں چھین کر ایسی ہستیوں[1] کے ہاتھوں تھما دی جائیں جو امن ملکی قائم رکھنے کی استعداد دیں اور دنیا کی اصلاح کے لئے اعلیٰ صلاحیتیں رکھتے ہوں اور جن کے اندر آسمانی بادشاہت کی وراثت سنبھالنے کی قابلیتیں بھی موجود ہوں۔

۲۰۸۳۹

---

[1] ان ہستیوں کے فرائض اور ان کی زندگی کے کارناموں کا بیان سورۃ حج میں یوں مذکور ہے۔
اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ (الحج آیت ۴۲) یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں طاقت بخشیں تو وہ نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور نیک باتوں کا حکم دیں گے اور بری باتوں سے روکیں گے۔

ان ہستیوں کے ذریعہ جو ایک محبت و پیار والا معاشرہ قائم ہونے والا ہے اس کی ابتدائی منزل کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی جماعت کو ارشاد فرمایا:۔

"ہمارے خدا نے ایک حکم دیا ہے ہمارے پیارے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ محتاجوں کو کھانا کھلاؤ اور ہم نے اس تاکیدی ارشاد پر عمل کرنا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج میں ہر ایک کو جو ہماری کسی جماعت کا عہدہ دار ہے متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے اس بات کا کہ اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سونا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ آپ کو خدا کے سامنے

Marfat.com

اس انقلاب کا تذکرہ صحفِ اُولیٰ میں بھی ہے۔ مکاشفہ یوحنّا میں حضرت یوحنّا کا ایک کشف مذکور ہے۔ انہوں نے کشف میں دیکھا کہ آسمان پر لڑائی ہوئی۔ میکائیل اور اس کے فرشتے اژدہا سے لڑنے کو نکلے اور اژدہا اور اس کے فرشتے ان سے لڑے۔ لیکن غالب نہ آئے اور اس کے بعد آسمان پر ان کے لئے جگہ نہ رہی اور وہ بڑا اژدہا یعنی وہ پُرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے اور سارے جہان کو گمراہ کر دیتا ہے زمین پر گرا دیا گیا اور اس کے فرشتے بھی اس کے ساتھ گرا دیئے گئے۔ پھر مَیں نے آسمان پر سے یہ بڑی آواز سُنی کہ اب ہمارے خدا کی نجات اور قدرت اور بادشاہی اور اس کے مسیح کا اختیار ظاہر ہُوا۔" (مکاشفہ یوحنّا ۱۲ تا ۷/۱۰)

اس انقلاب[۱] کے لئے موعود اقوامِ عالَم کی بعثت ہوئی تا اس کے ذریعہ یہ گندہ معاشرہ جس کی سمیت سے دنیا کی تمام فضا زہر آلود ہو چکی ہے مٹایا جا کر اس کی جگہ معاشرہ طیّبہ سنبھالے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲:- جواب دہ ہونا پڑے گا اگر کسی وجہ سے آپ کا محلہ یا جماعت اس محتاج کی مدد کرنے کے قابل نہ ہو تو آپ کا فرض ہے کہ مجھے اطلاع دیں میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے گا کہ مَیں ایسے ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کروں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ایک بڑی اہم ذمہ داری ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کو ہر وقت یاد رکھیں اور اس کے متعلق ہر وقت سوچتے رہیں کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر عمل کرنے سے بڑے خوشکن نتائج پیدا ہو سکتے ہیں وہ قوم جس کے ہر فرد کو معلوم ہو کہ میری ذمہ داری ساری قوم نے اپنے سر پر اٹھائی ہے اس کے دل میں کتنا سکون اور کتنا اطمینان ہوگا۔ اور اپنے رب کی حمد کے کتنے گہرے جذبات اس کے دل میں موجزن ہونگے اور اپنے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کتنی محبت جوش میں ہوگی۔ ایک پُرامن۔ پُرسکون۔ اخوت والا۔ محبت والا۔ پیار والا معاشرہ قائم ہو جائے گا۔ جس پر دنیا رشک کرنے لگے گی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔" (الفضل ۱۰ مارچ ۱۹۶۶ء)

[۱] حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جماعتہائے احمدیہ انگلستان کے گیارھویں جلسہ سالانہ میں (جو صحیح معنوں میں ایک بین الاقوامی اجتماع تھا) جماعت کو خطاب فرماتے ہوئے فرمایا۔

"خدائی بشارتوں کے مطابق ۸۵ سال سے دنیا میں رفتہ رفتہ ایک انقلاب عظیم رُونما ہو رہا ہے۔ . . . . . وہ اکیلی آواز جو آج سے ۸۵ سال قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مُردہ روحوں کو زندہ اور خفتہ دلوں کو بیدار کرنے کے لئے باذنِ الٰہی بلند ہوئی تھی اور جس کی

Marfat.com

اب سنو! اس موعود اقوامِ عالم۔ کاسرِ صلیب اور قاتلِ دجّال کی بعثت کب ہونی تھی۔ قرآنِ حکیم جو تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہے اس کے ذکر سے بھی خاموش نہیں۔ آپ اسی فقرہ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا میں غور کریں تو گوہرِ مراد پالیں گے۔ اس کے اعداد ۱۸۹۱ ہیں جس میں اشارہ ہے کہ اسی سال مغربی تہذیب کو کچلنے والا مسیح موعود مبعوث ہونے والا تھا۔ ٹھیک اسی سال حضرت مہدی معہود کو مسیح کا خطاب دیا گیا اور بتلایا گیا کہ جو مسیح آنیوالا تھا وہ تو ہی ہے۔ چنانچہ حضور کو الہام ہوا۔ کہ

"مسیح ابنِ مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وَکَانَ وَعْدُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا" (تذکرہ طبع سوم صفحہ ۱۸۳)

نیز یہ الہام ہوا۔

"وَجَعَلْنَاکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ۔ اور تجھے ہم نے مسیح ابنِ مریم بنایا"۔ (تذکرہ صفحہ ۱۸۶)

اور سنیئے۔ پہلے مسیح اسرائیلی نے جو پرندے بنائے تھے انہوں نے اگرچہ بڑی بڑی قربانیاں دیں اور تین سو سال تک غاروں میں رہ کر آسمانی مائدہ کو سنبھالے رکھا مگر انہوں نے وہ روحانی انقلاب پیدا نہ کیا جو مسیح محمدی کے طیور ابراہیمی کے ذریعہ پیدا ہونے والا تھا۔ اگرچہ انہوں نے تھوڑا ہی عرصہ کہف قادیان میں پناہ گیر رہ کر گذارا مگر تربیت روحانی ایسی اعلیٰ پائی کہ جب انہیں چار اطرافِ عالم (ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ) میں بھیجا گیا جس کی پیشگوئی آیت فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ میں تھی۔ جب یہ چار قسم کے طیور روحانی تعلیم و تربیت کے چار مراتب پر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳:۔ گونج آج بھی دنیا کے کونہ کونہ میں سُنی جا رہی ہے۔ زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد سعید روحیں اس پر لبیک کہتے ہوئے رفتہ رفتہ توحید کی طرف کھنچی چلی آرہی ہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا کر دین واحد پر جمع ہو رہی ہیں۔ چنانچہ سرزمین انگلستان میں منعقد ہونے والا آج کا یہ جلسہ جس میں بعض برطانوی باشندوں کے علاوہ فرانس۔ ہالینڈ۔ مغربی جرمنی۔ ڈنمارک اور امریکہ کے بعض باشندے نیز سیرالیون۔ گیمبیا اور نائیجیریا کے نمائندے بھی شریک ہیں اس انقلاب عظیم کی ایمان افروز جھلک کی حیثیت رکھتا ہے اور اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ بالآخر یہ انقلاب پورے کرۂ ارض پر محیط ہو کر رہے گا"۔ (الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۱)

Marfat.com

فائز ہو کر جن کا ذکر دعائے ابراہیمی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیہ میں تھا ان چاروں خطوں میں پہنچے تو ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ پس ان کا حال بھی کچھ تھوڑا سا سُن لیجیے۔ فرمایا۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ؕ

کیا تو سمجھتا ہے کہ کہف اور رقیم والے لوگ ہمارے نشانوں میں سے کوئی (ایسا) عجیب نشان تھے۔ (جس کی نظیر پھر کبھی نہ پائی جا سکتی ہو)

آؤ ہم تمہیں مسیح محمدی کے اصحاب الکہف و الرقیم کے حالات بتاتے ہیں جو اُن سے بھی عجیب تر نشانات کے حامل ہیں۔ کیونکہ جس مسیح کے یہ لشکر ہیں وہ مسیح محمدی ہے جس کی شان اسرائیلی مسیح سے برتر ہے لہٰذا اس کے معجزانہ نشانات بھی پہلے مسیح سے بڑھکر ہیں۔ اسرائیلی مسیح کو تو آخر یہودیوں نے صلیب پر لٹکا ہی دیا۔ مگر مسیح محمدی کی یہ عجیب شان ظاہر ہوئی کہ اگرچہ اس کے قتل و صلیب کے لئے بھی بڑی بڑی سازشیں کی گئیں۔ کئی ایک عجیب منصوبے تیار کئے گئے۔ قتل کے مقدمے بھی بنائے گئے اور مقدمے میں جھوٹا ثبوت اس تک پہنچا دیا گیا جس کی بنا پر بظاہر بدبختوں کو آپ کا قتل سے بچ نکلنا ناممکن نظر آیا مگر اللہ تعالےٰ نے اس موقعہ پر ایسا عجیب ترین معجزانہ نشان ظاہر فرمایا کہ نہ صرف یہ کہ آپ قتل سے بری قرار پائے بلکہ براءت کا فیصلہ سنانے کے علاوہ حاکمِ عدالت نے آپ کو با عزت رخصت کیا اور جھوٹا مقدمہ بنانے والوں کے خلاف آپ کو ان پر الٹا مقدمہ دائر کرنے کا حق بھی دے دیا۔ اسی مقدمہ میں ایک اور بھی عجیب نشان ظاہر ہوا کہ ایک مسلمان مولوی جو اسی مقدمہ میں عیسائیوں کا گواہ بن کر آیا تھا جب کمرۂ عدالت میں پہنچا تو اُسے یقین تھا۔ کہ آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوں گی اور مجرموں کے کٹہرے میں آپ کی جگہ ہو گی جب وہ اندر داخل ہوا اور مسیح محمدی کو حاکمِ عدالت کے پہلو میں کرسی پر بیٹھے پایا تو فرطِ تعصب کے جوش جنون سے اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا اور حاکمِ عدالت کے سامنے ایسی حرکات کیں، جن سے برہم ہو کر حاکمِ وقت نے اسے دھتکار کر کمرۂ عدالت سے باہر نکال دیا۔ ایسے ہی عجیب معجزانہ نشانات مسیح محمدی کے غلاموں ان اصحاب الکہف والرقیم کے ہاتھوں سے بھی ظاہر ہو رہے ہیں جن سے پہلے اصحاب الکہف والرقیم والوں کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے جن کے پاس نہ ملک کا کوئی بینک ہے اور نہ اقتدار ملکی کا تخت۔ مگر

Marfat.com

ان کے ذریعہ ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام پذیر ہوئے اور ہو رہے ہیں جن کو تیرہ سو سال میں نہ تو بڑی بڑی دولتوں کے مالک اہلِ ثروت کچھ کر سکے۔ کفرستانِ یورپ میں کہیں ایک ہی تو مسجد تعمیر کر دی ہوتی۔ اور قرآن کریم جو ساری دنیا کے لئے ہدایت نامہ اور ترقی اقوام کا شاہکار ہے اس کا ترجمہ کر کے ان تک پہنچایا ہوتا۔ اور اس کے حقائق و معارف سے نہیں آگاہ کیا ہوتا۔ مگر آج مسیح محمدی کے ان اصحاب الکہف والرقیم نے یہ خدمات سرانجام دیکر کفر و شرک کے بحرِ ظلمات میں ڈوبے ہوئے نفوس کو نکال کر حلقہ بگوشِ اسلام بنا دیا۔ چنانچہ اس وقت خدا تعالےٰ کے فضل سے پاکستان سے باہر قریباً سات سو تبلیغی مراکز مختلف ممالک میں قائم ہو چکے ہیں۔ ان ممالک میں پاکستانی مبلّغین کے علاوہ مقامی مبلّغ بھی تیار ہو کر تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ اور مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع ہو رہا ہے یہ مشن انگلینڈ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ۔ ناروے۔ ڈنمارک۔ سویڈن۔ اسپین۔ سکاٹ لینڈ۔ شمالی امریکہ۔ کینیڈا میں اور جنوبی امریکہ میں برٹش گی آنا۔ ڈچ گی آنا۔ اور مشرقی افریقہ میں یوگنڈا۔ تنزانیہ۔ کینیا میں اور مغربی افریقہ میں سیرالیون۔ نائیجیریا۔ غانا۔ آئیوری کوسٹ۔ لائبیریا۔ اور گیمبیا میں قائم ہو چکے ہیں ان کے علاوہ عدن۔ جاپان۔ انڈونیشیا۔ بورنیو۔ سنگاپور سیلون۔ جزائر فجی اور ماریشس میں بھی مشن قائم ہیں۔ ان مشنوں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں افراد حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکے ہیں اور بیرونی ممالک میں چھ سو سے زائد مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور دنیا کی قریباً سولہ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہو چکے ہیں۔ جن میں سے انگریزی کے علاوہ جرمن۔ ڈچ۔ سواحیلی۔ اسپرانٹو اور انڈونیشین زبان کے تراجم اپنا وسیع حلقہ اثر اور شہرت قائم کر چکے ہیں اور حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے قرآن حکیم کی اشاعت کے لئے ایک خاص ادارہ قائم فرمایا ہے تا لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید کی اشاعت دنیا کے مختلف حصوں میں کی جا سکے۔

آئیے! اب ان اصحاب الکہف والرقیم کے متعلق جو پیشگوئیاں چودہ سو سال پہلے سے ہیں ان کے کوائف و علامات۔ اور پیش آنے والے حالات کا بھی کچھ بیان سُن لیجئے۔

پیشگوئی کے لحاظ سے اصحاب الکہف والرقیم ان دو جگہوں میں بسنے والی اور ان سے رابطہ رکھنے والی ان ہستیوں کا نام ہے جبکہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے یہ دو جگہیں اشاعتِ اسلام کا مرکز بننے والی تھیں ایک مکّی مرکز قادیان ہے جسے الکہف کے نام سے ذکر کیا گیا ہے

Marfat.com

دوسرا مدنی مرکز ربوہ ہے جسے الرقیم کے نام سے یاد کیا گیا ہے یہ مرکز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود فرزند مصلح موعود کی مساعی جمیلہ کا شاندار کارنامہ ہے اسی بناء پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ہمارا نام رقیم رکھا گیا ہے" (الفضل ۲۵ ستمبر ۱۹۲۸ء)

ف اس دوسرے مرکز کے متعلق بعض بزرگوں کو قبل از وقت رؤیا میں اس کا نظارہ بھی کرایا گیا سید گل شاہ صاحب سکنہ داتہ ضلع ہزارہ نے ۴ر رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اپنے ایک خواب کی بناء پر بیعت میں داخل ہونے کے لئے خط لکھا۔ موصوف لکھتے ہیں:۔

"آج یکم رمضان شریف کو مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ دکھلایا کہ ایک نقشہ پر جلی قلم سے قادیان کا نام لکھا ہوا ہے۔ اور اس نقشہ سے اوپر کی طرف ایک اور نقشہ ہے جو کسی اور مقدس شہر کا ہے جس کا نام فدوی کو بھول گیا ہے اور قادیان دارالامان کے نیچے نور کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر قبلہ کی جانب ایک ہلال دکھائی دیتا ہے۔ جو دیگر ہلالوں سے بدرجہا روشن اور خوبصورت ہے جب بیدار ہوا تو میں نے اپنے دل کو مطمئن پایا۔"

(عسل مصفّٰی حصہ دوم ص۵۰ مصنفہ مرزا خدا بخش صاحب)

اس کے علاوہ اس مدنی مرکز کے تعارف کے لئے بعض غیر احمدی حضرات کو بھی ایک لطیف پیرایہ میں انکشاف ہوا تا سلیم الفطرت طبائع اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

محترم مولوی محمد فضل قدیر ظفر صاحب ندوی اپنی ایک رؤیا بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں:۔

"پاکستان کی روز بروز کی گرتی ہوئی حالت میں میرے دل کو سہارا مل رہا ہے۔ عالم بیداری میں ایک مشاہدہ ہے۔ ابھی تقسیم ملک کا معاملہ گومگو میں تھا کہ میں نوافل تہجد کے بعد تخت پر آنکھیں بند کئے ہوئے ذکر میں مشغول تھا۔ جاگ رہا تھا۔ دیکھا کہ لفظ خدا موٹے حروف میں چاند کی رنگت میں آسمان سے نازل ہو کر دریائے چناب کے پانی میں اتر گیا میرا گھر تھا چناب سے تین سو میل مشرق میں کیتھل ضلع کرنال۔"

(رسالہ فیض الاسلام راولپنڈی اپریل ۷۵ء ص۲۲)

Marfat.com

رقیم رقم سے ہے جس میں اشارہ ہے کہ یہ مدنی مرکز خصوصی طور پر قرآن مجید اور قرآنی علوم و معارف اور تفاسیر قرآن کی نشر و اشاعت کا منبع ہوگا۔ اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و اشتہارات و تصنیفات خلفاء کی اشاعت بھی یہاں سے بکثرت ہوگی۔ اور دنیا کی کئی زبانوں میں تراجم قرآن مجید تیار کر کے یہیں سے شائع کئے جائیں گے اور ان کی طباعت و اشاعت کے لئے ایک زبردست اسلامی پریس بھی یہاں قائم کیا جائے گا۔ اسی مدنی مرکز کی قوت و شوکت اور یہاں سے تیار ہونے والی جماعت کے اعمال و فرائض سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دنیا کو بایں الفاظ تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔

"(یہ) ربوہ جو ایک کوردہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ ایک شور زمین والا جس میں اچھی طرح فصل بھی نہیں ہوتی جس میں پانی بھی کوئی نہیں۔ اس ربوہ میں سے وہ لوگ نکلیں گے جو واشنگٹن اور نیویارک اور لنڈن اور پیرس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔" (الفضل ۲۸ اخاء ۱۳۳۴ ہش (۲۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء) ص۵)

اس نئے مدنی مرکز کے متعلق مکاشفات یوحنا باب ۲۲ میں وضاحت ہے کہ حضرت مسیح کی کلیسیا نے ایک اونچے پہاڑ پر قائم ہونا ہے۔ وہاں نیا یروشلم بسایا گیا ہے۔

مکاشفہ عزرا میں ہے کہ عزرا نبی نے کشف میں دیکھا کہ آنے والے مسیح کی لوگ اتنی مخالفت کریں گے کہ وہ ایک کشادہ جگہ میں بڑے پہاڑ پر پناہ لے گا جو کہ صیحون کا مماثل ہوگا۔ اور صیحون اپنے منہ کے دم سے اور سانس کے شعلوں سے دشمنوں کو بھسم کرے گا۔

چونکہ اس نئے مدنی مرکز کے دور میں بعض سخت قسم کے وقائع، مصائب اور فتن کے کٹھن ابتلاء بھی پیش آنے والے تھے جن سے خطرہ تھا کہ کہیں کمزور طبائع گھبرا کر لغزش نہ کھا جائیں ان کی تسلی اور تسکین طبع کا پہلے سے انتظام کر دیا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ بشارت دے دی گئی۔ یَا اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ جَآءَکُمْ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ (تذکرہ ص۲۷۳) اے مدینہ والو! گھبراؤ نہیں۔ اللہ کی مدد تمہارے پاس آگئی اور فتح قریب ہے۔

اس نئے مدنی مرکز کے وجود پذیر ہونے سے پانچ سال پہلے ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر آسمانی انکشاف ہوا تھا کہ پسر موعود کے انکشاف سے (جو ۱۹۴۴ء میں ہوا) اس کا ظہور پانچ سال کے عرصہ تک ہوگا۔ حضور فرماتے ہیں:-

Marfat.com

"رؤیا میں مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا جس طرح سمندر میں بائے (Bouys) بیں زنجیر کے ساتھ چٹان سے باندھا جاتا ہے اس طرح اس اہم امر کو مصلح موعود کی پیشگوئی کے انکشاف کے ساتھ باندھا گیا تھا اور پانچ سال یا اس کے اِدھر اُدھر قریب زمانہ میں اس کا ظہور ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور بتایا گیا کہ ازل سے یہی مقدر تھا کہ وہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جڑی ہوئی ہوں گی جس طرح دو چیزوں کو آپس میں باندھ دیا جاتا ہے۔" (الفضل ۱۶ راپریل ۱۹۴۴ء صلا)

چونکہ اس نئے مدنی مرکز کا ظہور قادیان سے ہجرت کرنے کے بعد ہی ہونا تھا قادیان ایسے مقدس مقام کو چھوڑنے کا تصور ہی دلوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالٰے عنہ کو بھی قادیان سے ہجرت کا انکشاف قبل از وقت رؤیا میں کرایا گیا تھا خواب میں حضور ایک نوجوان کو افسردہ دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں:-

"میں اس نوجوان کو اس وجہ سے افسردہ دیکھتا ہوں کہ قادیان سے کچھ لوگ چلے گئے ہیں تو میں اس کی افسردگی کو دور کرنے کے لئے کہتا ہوں۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہماری جماعت کے لئے خصوصًا قادیان کے لئے ایک بڑا بھاری مستقبل مقدر ہے میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں خدا تو قادیان کے لوگوں پر یا یوں کہا۔ ناقل) جماعت کے لوگوں پر اس رنگ میں نزول برکات کرنے والا ہے کہ ان کے دلوں میں خدا کا نور نازل ہوگا اور پھر وہ نور بڑھے گا اور بڑھتا چلا جائیگا یہانتک کہ وہ نور دلوں کے کناروں تک آئے گا۔ اور پھر کناروں سے بھی بہنا شروع ہو جائے گا۔ رؤیا میں جب میں کہتا ہوں کہ خدا کا نور ان کے دلوں کے کناروں سے بہنا شروع ہو جائے گا تو اس وقت مجھے مومن کے قلب کی شکل دکھائی جاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک تنور ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گویا ایک تنور کی صورت میں مومن کے دل کے کنارے دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ان کناروں کے اُوپر سے خدا تعالےٰ کا نور نکلے گا اور اس کا عرفان اور فیضان اس میں سے نکل کر دنیا میں بہیگا۔ پھر میں اور زیادہ زور دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ خدا کا نور ان کناروں سے بہیگا اور بہہ کر تمام دنیا میں جائیگا یہانتک کہ دنیا کا ایک انچ حصہ بھی ایسا باقی نہیں رہے گا جہاں خدا کا یہ نور نہیں پہنچے گا۔" (الفضل ۷ رجون ۱۹۴۴ء صلا)

Marfat.com

؎ تو چاند پر نہ جا کہ وہاں خاک ہی تو ہے
ربوہ میں سر جھکا جو ہے رفعت کی آرزو

اب اصحاب الکہف والرقیم کے متعلق چند پیشگوئیاں بھی سن لیجئے۔

اصحاب الکہف والرّقیم کے متعلق چودہ پیشگوئیاں

إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَّحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾

جب وہ نوجوان وسیع غار میں پناہ گزیں ہوئے اور دعا کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنے حضور سے رحمت عطا کر اور ہمارے لئے اس معاملہ میں رشد و ہدایت کا سامان مہیا فرما۔ جس پر ہم نے اس وسیع غار میں چند گنتی کے سالوں کیلئے انہیں بیرونی حالات کے سننے سے محروم کر دیا۔ پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ ہم جان لیں کہ جتنی مدت وہ وہاں ٹھہرے رہے تھے اسے دونوں گروہوں میں سے زیادہ محفوظ رکھنے والا کونسا گروہ ہے۔ اب ہم ان کی اہم خبر صحیح طور پر تیرے پاس بیان کرتے ہیں وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور انہیں ہم نے ہدایت میں اور بھی بڑھا دیا اور جب وہ (اپنے وطن سے نکلنے کیلئے) اٹھے تو ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ تب انہوں نے کہا کہ ہمارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے ہم اسکے سوا کسی اور معبود کو ہرگز نہیں پکاریں گے ورنہ ہم حق سے دور بات کہنے والے ہونگے یہ ہماری قوم کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے معبودِ برحق کو چھوڑ کر اپنے لئے اور معبود بنا لئے ہیں وہ ان کے ثبوت میں کوئی کھلی اور روشن دلیل کیوں نہیں لاتے۔ پس جو شخص اللہ پر جھوٹ باندھے اس سے بڑھکر ظالم اور کون ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا
يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗا
اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ
مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ
مِنْ اَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ۝
وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ
تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ
وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ
الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ
ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ
يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ
وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ
لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَ
تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ
رُقُوْدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ
الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۖ
وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ
بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ
عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ
فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝
وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ
قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا
لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا
اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى

اور جب تم نے ان سے اور ان چیزوں سے جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں کنارہ کشی کر لی ہے تو اب تم اس پناہ گاہ میں قیام رکھو تب تمہارا رب اپنی رحمت سے تمہارے لئے کوئی راہ کھول دیگا اور تمہارے لئے تمہارے اس معاملہ میں کوئی سہولت کا ساماں مہیا کر دے گا۔

اور تو سورج کو دیکھے گا کہ جب وہ طلوع کرتا ہے تو ان کی پناہ گاہ سے دائیں طرف کو ہٹ کر گذرتا ہے اور جب وہ غروب کرتا ہے تو ان سے بائیں طرف کو ہٹ کر گذرتا ہے اور وہ اس غار کے اندر ایک فراخ جگہ میں ہیں یہ اللہ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت کا راستہ دکھائے وہی ہدایت پر ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ ٹھہرائے اس کا تو کوئی دوست اور رہنما نہیں پائے گا اور تو انہیں بیدار سمجھتا ہے حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم انہیں دائیں اور بائیں پھرائیں گے۔

اور ان کا کتا صحن میں بازو پھیلائے ہوئے ہے۔
اگر تو ان کے حالات سے آگاہ ہو جائے تو تو ان سے بھاگنے کے لئے پیٹھ پھیر لے گا اور ان کی وجہ سے تو رعب سے بھر جائے گا اور اسی طرح ہم نے انہیں (بیکسی کی حالت سے) اٹھایا تب وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرنے لگے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا کہ تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے رہے ہو۔ ان (مخاطبین) نے کہا کہ ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہیں۔ انہوں نے کہا جتنا عرصہ تم یہاں ٹھہرے رہے اُسے تمہارا رب بہتر جانتا ہے۔ پس تم اپنے یہ پرانے سکے دیکر اپنے میں سے کسی ایک کو اس شہر کی

Marfat.com

الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ
طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ
وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ
أَحَدًا ۝ إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا
عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ
فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝
وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ
لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَ
أَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا
إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ
فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا
رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ
الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ
لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۝
سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ
كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ
سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا
بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ
وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي
أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ
إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ
إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا
تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝
وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي
فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن

طرف بھیجو وہ جا کر دیکھے کہ اس شہر میں کس کا غلہ اچھا ہے
پس اس سے کچھ کھانے کا سامان لے آئے اور وہ ہوشیاری
سے لوگوں کی راز کی باتیں معلوم کرنے کی کوشش کرے
اور تمہارے متعلق کسی کو ہرگز کوئی علم نہ ہونے پائے
(خطرہ ہے کہ) اگر وہ تم پر غلبہ پالیں تو تمہیں سنگسار
کر دینگے یا (جبرًا) تمہیں اپنے مذہب میں داخل کر لیں گے
اور اس صورت میں تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ اور
اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان کے حالات سے آگاہ کیا۔ تا
انہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا ہے
اور یہ بھی کہ اس (موعودہ) گھڑی کے آنے میں کچھ بھی شک نہیں
(اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب وہ اپنے کام کے متعلق آپس
میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے (ایک دوسرے سے) کہا کہ تم ان
کیلئے کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انکے حال کو سب سے بہتر جانتا
تھا آخر ان لوگوں نے جنکا انکے معاملہ میں غلبہ تھا کہا کہ ہم
تو ان کی رہائش گاہ پر مسجد بنائیں گے۔ عنقریب کہیں گے
کہ تین تھے چوتھا ان کا کتا اور (بعض یہ) کہیں گے۔ پانچ
چھٹا ان کا کتا۔ غیب کے متعلق (انکی یہ باتیں) اٹکل پچو
ہونگی اور (بعض) کہیں گے کہ سات اور آٹھواں ان کا
کتا۔ تو کہدے کہ ان کی گنتی کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے
(اصل حقیقت) تھوڑے لوگوں کے سوا اور کوئی
نہیں جانتا پس تو ان کے بارہ میں محض سرسری بحث
کرنا۔ اور ان کے بارہ میں ان میں سے کسی سے
پوچھ گچھ نہ کرنا۔
اور تو کسی چیز کے متعلق کبھی یہ نہ کہنا کہ میں کل یہ کام
کروں گا ہاں اس وقت جب اللہ چاہے۔ اور جب تو

Marfat.com

يَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ
اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ
يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ
هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِيْ
كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ
وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ
اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ
بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ
دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ
فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝

بھول جائے تو اپنے رب کو یاد کرنا اور کہدینا کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب (مجھے کامیاب کریگا اور) میری ایسی رہبری کرے گا جو رشد (وکامیابی) کے لحاظ سے اس سے قریب ترین راہ ہوگی۔ اور (بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ) وہ (یعنی اصحابِ کہف) اپنی پناہ گاہ میں تین سو سال رہے مزید برآں نو سال اور بھی۔ کہدے کہ جتنا عرصہ وہ (غار میں) ٹھہرے رہے اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے آسمانوں اور زمین کا غیب اسی کے لئے (ہی مخصوص) ہے وہ خوب دیکھنے والا اور خوب سننے والا ہے ان لوگوں کا اس کے سوا اور کوئی بھی مددگار نہیں ہے اور وہ اپنے حکم اور فیصلوں میں کسی کو اپنا شریک نہیں بناتا۔

واضح ہو کہ قرآن مجید قصوں کی کتاب نہیں بلکہ ان قصوں کے پیرایہ میں امتِ محمدیہ کے لئے آئندہ زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف صرف قصہ گو کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کے ہر قصہ کے نیچے ایک پیشگوئی ہے" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۱)

نیز فرمایا:-

"جو قرآن مجید کو قصے سمجھتا ہے وہ میرے نزدیک مومن نہیں" (بدر ۹ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

اس لحاظ سے اصحاب الکہف کے واقعات کو بھی حواریانِ مسیح محمدی کی پیشگوئیاں سمجھو۔ نہ کہ گذشتہ زمانہ کی تاریخ۔ پس سنیئے:-

پہلی پیشگوئی:- ان اصحاب الکہف کے متعلق پہلی پیشگوئی یہ ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانی کا نیا مرکز قادیان ان کی پناہ گاہ ہوگا۔ فرمایا۔ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اس وقت کو نظر کے سامنے لاؤ جبکہ نوجوان طبقہ اس کہف میں پناہ گیر ہو کر یہ دعائیں کر رہا ہوگا۔ کہ اے ہمارے رب اپنے حضور سے ہمیں رحمت عطا کر اور اشاعت دین اور غلبہ اسلام کے بارہ میں جو ہمارے عزائم ہیں ان کے پورا کرنے کے لئے ہمیں رشد و ہدایت کے سامان مہیا فرما۔

Marfat.com

الفتیۃ سے محض جسمانی عمر کے زمانے والے اشخاص مراد نہیں بلکہ اس سے وہ نفوس مراد ہیں جن کے قلوب میں مذہبی جذبات موجزن ہیں۔ اور اخلاقی قوتوں اور روحانی امنگوں کے سوتے ان کے دلوں سے پھوٹ رہے ہیں۔

اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ کے فقرہ میں لفظ اَوَی اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ اسلام کا درد رکھنے والا یہ غیور نوجوان طبقہ جو ایک ایسے معاشرے میں زندگی بسر کر رہا تھا جہاں اسلام کا صرف نام تھا۔ پرستاران صلیب اسلام کے خلاف جگہ جگہ مورچے قائم کر چکے تھے۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں عیسائی عورتیں اور بازاروں اور گلی کوچوں اور پارکوں میں پادری منّاد عیسائیت کی تبلیغ کر رہے تھے۔ اور پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ علیہ وسلم پر ایسے فحش ترین حملے کئے جا رہے تھے جن کے سننے سے ان کے جگر پاش پاش ہو رہے تھے۔ اور اسلام اور قرآن پر معاندین اسلام کی طرف سے ہزاروں قسم کے اعتراضات اور شبہات پیش کئے جا رہے تھے تا مسلمانوں کو اسلام سے متنفر اور برگشتہ کیا جا سکے۔ اس وقت جو ان کے سامنے علماء تھے جب ان کے پاس ان اعتراضوں کا جواب لینے کے لئے کوئی جاتا تو وہ جوش میں آکر منہ میں جھاگ لاتے اور اُلٹا اعتراض پیش کرنے والے کو مرتد اور زندیق کہکر مجلس سے نکال دیتے۔ ان حالات میں جب عوام ان اعتراضات اور شبہات کا جواب نہ پاتے تو عیسائیت کی آغوش میں چلے جا رہے تھے۔ اسی زمانہ کے حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کے متعلق پہلے سے یہ خبر دے دی تھی کہ

تَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ فَزْعَةٌ فَيَصِيْرُ النَّاسُ اِلٰى عُلَمَآئِهِمْ فَاِذَاهُمْ قِرَدَةٌ وَّخَنَازِيْرُ۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

یعنی میری امت میں ایک وقت گھبراہٹ پیدا ہو گی تب تسکین خاطر پانے کیلئے لوگ اپنے علماء کی طرف رجوع کرینگے مگر وہ تو بندر اور خنزیر ہوں گے یعنی ان کی خصلتوں کا مظاہرہ کر رہے ہوں گے۔

ان دلخراش حالات میں نوجوان غیور طبقہ اس مرد مجاہد کی تلاش میں نکل کھڑا ہوگا جو اسلام کا فاتح جرنیل ہو اور جب حسب پیشگوئی يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (ق آیت ۴۲) اس محافظ اسلام کی آواز ان کے کانوں میں پڑے گی تب وہ دوڑ کر اس کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جائیں گے اور آبحیات اسلام کا شربت کافوری پی کر اپنی روحانی پیاس بجھائیں گے اور شربت

Marfat.com

زنجبیلی پینے پر اسلامی فوج کے جانباز سپاہی بن کر اور اسلام کے زبردست رُوحانی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر نہ صرف مدافعتِ اسلام کرینگے بلکہ کفر و شرک کے لشکروں پر بڑے بڑے زبردست جارحانہ حملے کر کے فتح اسلام کا پرچم ان ملکوں میں لہرائیں گے۔

دوسری پیشگوئی :۔ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی الْکَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ہ

اس مقدس فضا میں ہم تازہ الہامات کی گونج اُن کے کانوں میں ڈالیں گے۔ کیونکہ جب ہم نے ان طیور ابراہیمی کو اشاعتِ اسلام کے لئے دوسرے ملکوں میں بھجوانا ہے تو یہ خود بھی اس آسمانی پیغام کے عینی شاہد ہوں تا علیٰ وجہ البصیرت ہو کر زندہ مذہب کے زندہ نشانات دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ یہ کیفیت کئی سالوں تک رہے گی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی بھر۔ سِنِیْنَ عَدَدًا میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اور سنیئے۔ یہ واقعہ ہے کہ حضرت مولانا یعقوب علی صاحب عرفانیؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہما روزانہ صبح کے وقت آستانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہوتے اور تازہ وحی والہام۔ رؤیا و کشوف جو حضورؑ کو ہوتے ہوتے انہیں قلمبند کرتے اور اخبار الحکم اور بدر میں شائع کر کے ان کی گونج افضائے عالم تک پھیلا دی جاتی۔

تیسری پیشگوئی :۔ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ہ

اس میں اشارہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جبکہ یہ طیور ابراہیمی اپنے فنِ پرواز میں کامل ہو چکے ہوں گے جب ان کو دوسرے ممالک میں اشاعتِ اسلام کے لئے بھجوانے کا وقت آئے گا تو اس وقت ہم ایک پرچہ امتحان بھی ڈال دینگے تا یہ معلوم کریں کہ جس غرض اور مقصد کے لئے ان کو مرکز میں ٹھہرایا گیا تھا اس معیار پہ کون پورا اُترتا ہے۔ چنانچہ حل پرچہ کے وقت دو گروہ ہو جائیں گے ایک تو وہ جو اُسے صحیح طور پر حل کر کے کامیاب اور فائز المرام رہے گا۔ تب وہ انشراحِ صدر پا کر اپنے آپ کو بشاشتِ قلبی سے ہمیشہ کے لئے مرکز سے وابستہ کر دے گا۔ دوسرا گروہ وہ ہوگا جو اس پرچہ کو اپنے لئے ایک سخت اور مشکل ترین چیز سمجھ کر اسے پھینک دے گا اور مرکزی مقام امتحان گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے گا۔

تم جانتے ہو کہ یہ پرچۂ امتحان کیا تھا۔ یہ وہی پرچہ تھا جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے سے یہ خبر دے دی تھی کہ ثُمَّ تکون خلافۃ علی

Marfat.com

منہاج النبوۃ (مشکوٰۃ کتاب الفتن) یعنی منہاج نبوت والی خلافت کا انعام امت کو پھر مل جائے گا۔ اس انعام کے حصول کے لئے بزرگانِ سلف عمر بھر دعائیں کرتے رہے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہوئے دنیا سے گذر گئے۔ چنانچہ حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"نزولِ نعمت الٰہی یعنی ظہور خلافتِ راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہیئے اور اسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہیئے اور اپنی دعا کی قبولیت کی امید رکھنا اور خلیفۂ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہیئے شاید کہ یہ نعمتِ کاملہ اس زمانہ میں ظہور فرما دے اور خلافتِ راشدہ اسی وقت بجا جلوہ گر ہو جائے۔"

(منصب امامت ص۸۶ اردو ترجمہ مطبوعہ گیلانی پریس لاہور)

حزبِ فائز کی علامت:۔ آگے حزب فائز کی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ یعنی شیوع فتنہ کے وقت ان کا ایمان مضبوط رہیگا۔ بلکہ رؤیا و کشوف کے ذریعہ وہ مزید ہدایت پاکر انشراح صدر حاصل کریں گے۔

چوتھی پیشگوئی:۔ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا۔

ان اصحاب الکھف کا اس کہف میں پناہ لینے کا ذکر تو پہلے بھی آچکا ہے اب دوبارہ اسے کیوں دہرایا گیا۔ سو اس میں پیشگوئی ہے کہ ایک وقت اس مرکز سے اصحاب الکھف کو ہجرت کرنی پڑے گی۔ اور بتایا کہ جب تمہیں مجبوراً وہ مرکز چھوڑنا پڑے تو کہیں تتر بتر ہو کر پراگندہ نہ ہو جانا بلکہ شہروں کے گندے ماحول اور فاسقانہ تمدن سے بچاؤ کرتے ہوئے اپنے لئے نیا مرکز منتخب کرکے اس میں رہائش اختیار کرنا تا وحدتِ ملی کی روح قائم رہے۔ یہ نیا مرکز بھی روحانی برکات اور فیوض ربانی کی نشرگاہ بنے گا۔ اس نئے مرکز کی ہیئت کذائی کا نقشہ بھی پہلے سے بتا دیا گیا جس کا ذکر اگلی آیت میں آتا ہے تا جب تم اس ہیئت کا مرکز بنا ہوا پاؤ تو تمہارا ایمان تازہ ہو جائے۔ یہ وہی مرکز ہے جس کا ذکر ابتداء میں الرّقیم کے نام سے ہوا۔ اس میں اشارہ ہے کہ اس شہر کی تاریخ بنیاد بھی قلمبند کی جائے گی۔

پانچویں پیشگوئی:۔ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ

Marfat.com

الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ۔ ذٰلِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ۔

اس کہف میں بسنے والوں پر تو سورج کو دیکھے گا کہ جب وہ طلوع کرتا ہے تو اس کہف کی دائیں طرف سے ہو کر گذرتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان کے سمت الراس کو کاٹتے ہوئے بائیں طرف جا ڈوبتا ہے اور وہ اصحاب کہف اس فراخ جگہ میں سکونت پذیر ہیں۔ یہ اللہ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔

جب میں قادیان میں تھا تو پیشگوئی کے لحاظ سے اس آیت کے سمجھنے میں سخت غلطاں وپیچاں رہا۔ کوئی سمجھ نہیں آتی تھی۔ اس عقدہ کے حل کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں بھی کرتا رہا۔ آخر ان کی قبولیت کا وقت آیا۔ ربوہ میں آکر اسکی حقیقت منکشف ہوئی۔ ایک دن میں اپنے مکان کے ایک ایسے کمرہ میں بیٹھا تھا جس کا دروازہ مشرقی جانب ہے۔ صبح کا وقت تھا اور ماہِ دسمبر کے ایام تھے۔ جب سورج کے طلوع کا وقت آیا اور دائیں جانب سے طلوع ہوتے دیکھا تو ورطۂ حیرت میں پڑ گیا۔ عقدہ حل ہو گیا۔ روح وجد میں آکر سجدہ ریز بہ آستانۂ الٰہی ہو گئی کیونکہ اس میں ذٰلِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ کی تجلّی کا مشاہدہ پایا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

واضح ہو کہ تعمیر ربوہ کی ہیئت کذائی کا نقشہ ہمارا تجویز کردہ نہیں۔ اگر جماعت کی مرضی پر تیار کیا جاتا۔ تو یہ جماعت تو ایک مذہبی جماعت ہے۔ پابندئ نماز اس کے اوّلین فرائض میں سے ہے۔ مکانوں کی تعمیر کا نقشہ قبلہ رُخ بنایا جاتا۔ الٰہی حکم بھی یہی ہے کہ وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً (یونس ع۹) مگر حکومتِ وقت نے اپنے نمائندوں کے ذریعہ جو اس کا نقشہ تجویز کیا۔ وہ اگرچہ ابتداءً ہمیں ناگوار گذرا۔ کیونکہ مساجد کی تعمیر اور گھروں میں نمازوں کی ادائیگی میں قبلہ رُخ نہ ہونے کے باعث سخت دقّتیں پیش آتی ہیں۔ مگر ارشادِ الٰہی عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ کے مطابق جلد ہی ہمیں اطمینانِ قلب ہو گیا اور قرآنی پیشگوئی کا ظہور پا کر ازدیادِ ایمان کا ذریعہ بنا۔

اب اس کے بعد ان اصحاب الکہف کی ذاتی خصوصیات کے متعلق چند پیشگوئیاں ہیں انہیں بھی سن لیجئے:۔

چھٹی پیشگوئی:۔ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ۔

Marfat.com

ان اصحاب الکہف کے دماغوں میں تبلیغ مذہب اور اشاعتِ اسلام کا اتنا جوش بھرا ہوگا اور انہیں اس میں اس قدر انہماک ہوگا کہ اندازہ لگانے والا شخص یہی سمجھے گا۔ کہ یہ تو سوتے ہی نہیں اگر کہیں سوئے بھی ہوں تو یہی خیال کرے گا کہ یہ جاگ رہے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ان مبلغوں کے مضامین کی مکمل تیاری اور ان کی والہانہ مصروفیت کو دیکھ کر بعض شخصیتوں نے اس خیال کا اظہار بھی کر دیا۔ اور بعض پادریوں نے تو برملا اس کا اعتراف کیا کہ بائبل اگرچہ ہماری مقدس کتاب ہے مگر جس قدر عبور اس پر اس گروہ کا ہے اتنا ہمارا نہیں ہے۔

(دوسرے معنے) ان کی نیند بھی بیداری ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ان سے یہ معاملہ ہوتا ہے کہ خوابوں میں ان پر آسمانی قفلوں کے پردے کھول دیئے جاتے ہیں اور انہیں رؤیا و کشوف کے ذریعہ ایسے ایسے رُوحانی نظارے دکھائے جاتے ہیں جن سے دوسرے لوگ محروم ہیں۔

ساتویں پیشگوئی:- وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ۔

جب انہیں تبلیغ اسلام کے لیئے دائیں بائیں ملکوں میں بھیجا جائے گا۔ تو مرکز کی مقدس روحانی فضا میں رہنے کی برکت سے اعلیٰ تربیت پانے کے باعث ان کا نفس اس قدر مزکّی[1] و مطہّر ہو چکا

---

[1] تزکیہ نفس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:- "تزکیہ نفس بڑا مشکل مرحلہ ہے۔ اور مدارِ نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا۔ اور تزکیہ نفس بجز فضلِ خدا میسّر نہیں آسکتا۔ یہ خدا کا اٹل قانون ہے لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا اور اس کا قانون جو جذبِ فضل کے واسطے ہمیشہ سے مقرر ہے یہی ہے کہ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جاوے مگر دنیا میں ہزاروں ایسے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہیں۔ نیک اعمال بجا لاتے ہیں بد اعمال سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں۔ مگر یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے۔ اور یہ بھی شیطان کا ایک بڑا دھوکا ہے کہ ایسا خیال دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط باتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعویٰ کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پُر ایمان ہرگز ہرگز میسّر نہیں آسکتا جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور محبت اختیار نہ کی جاوے گناہ سوز ایمان اور خدا کو دکھا دینے والا یقین بجز اقتداری اور غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیوں کے جو انسانی طاقت اور وہم و گمان سے بالاتر ہوں ہرگز ہرگز میسّر نہیں آسکتا۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۹۱-۲۹۲)

Marfat.com

ہوگا کہ ان جگہوں میں جہاں کا ماحول نہایت ہی گندہ ۔ بداخلاقیوں اور شہوات و فواحش سے بھرا ہوا ہوگا یہاں تک کہ وہاں کسی برائی کو برائی نہیں سمجھا جاتا ہوگا۔ ایسے مواقع پر ان کا نفس مطہر شریعت کے چوکھٹے پر بازو پھیلائے رکھیگا۔ اور ان فواحشات کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا اور نظام کا ایسا پابند ہوگا کہ جونہی مرکز سے کوئی حکم پہنچا فوراً تعمیل کے لئے مستعد ہوگا

ذَاتَ الْيَمِيْنِ سے وہ علاقے مراد ہیں جہاں کے باشندوں میں مذہب اور مذہبی اخلاق و روحانیت کی رمقِ حیات ابھی کچھ باقی ہے۔ اور ذَاتَ الشِّمَالِ سے وہ جہنمی گڑھے مراد ہیں جن کے باشندے دہریت و الحاد کا شکار بن کر مذہب کو چھوڑ بیٹھے اور اب اُن کی کمین گاہیں منکرات و فواحشات اور فجبۃ الشیاطین کے اڈے بن چکے ہیں۔

آٹھویں پیشگوئی :۔ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۔ اے وہ شخص جو تو ان اصحاب الکہف سے مقابلہ کی تیاری میں ہے سن لے کہ اگر تو ان کے مقابلہ میں آیا تو یقیناً پیٹھ دے کر بھاگ نکلے گا۔ اور ان کا رعب تجھ پر چھا جائیگا یہ ایک حقیقت ہے اور واقعاتِ عالم اس کی تصدیقی شہادت دے رہے ہیں۔ مولویوں پادریوں۔ آریوں۔ پنڈتوں نے جب ان سے بار بار شکستیں کھائیں تب اپنے پیروؤں کو یہ ہدایات دے دیں کہ ان سے کوئی گفتگو نہ کی جائے اور نہ ہی ان کا مذہبی لٹریچر پڑھا جائے۔

نویں پیشگوئی :۔ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۔ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۔

یہ اصحاب الکہف جب اسی حال میں ہوں گے کہ مذہبی قوموں کے نمائندے ان سے شکستوں پر شکستیں کھا کر ان کے مقابلہ سے عاجز آچکے ہوں گے اور اپنی شکستوں کو چھپانے کی خاطر عوام کو ان سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ تب ہم ان اصحاب الکہف کو مرکز سے اٹھا کر باہر بھجوائیں گے اور کہیں گے کہ اے اسلام کے موسیقارو! تبلیغ اسلام کا بگل اس زور سے بجاؤ جس کی گونج فضائے عالم میں پھیل جائے۔ اور ان شکست خوردہ شخصیتوں نے عوام کے درمیان جو پردے ڈال رکھے ہیں۔ وہ پھٹ جائیں اور لوگ براہِ راست تمہاری باتیں سننے لگیں۔ چنانچہ واقعات عالم شاہد ہیں کہ کسی حد تک یہ پردے پھٹ چکے ہیں اور عوام بڑے ذوق و شوق سے آسمانی پیغام سننے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو آسمانی پیغام ۱۹۶۷ء میں قلب یورپ میں پہنچایا اور پھر اب

Marfat.com

۱۹۷۳ء میں بھی۔ تو جس والہانہ شوق سے مغربی دنیا نے اسے سُنا یہاں تک کہ اس آواز کو ٹیلیویژن کے ذریعہ ساری دنیا تک پہنچایا جہاں کی تبلیغ ہمارے بس میں نہیں تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کسی حد تک پردے پھٹ چکے ہیں۔ دنیا ان حالات سے گزر رہی ہو گی کہ آخر ہم ان قوموں میں ذہنی انقلاب پیدا کر دیں گے اور ان میں سے سعید الفطرت طبائع والہانہ لبّیک کہتے ہوئے اسلام کے جھنڈے تلے پناہ لیں گے مگر ابھی یہ انفرادی بیداری ہو گی۔ قومی بیداری کے لئے کچھ اور وقت لگے گا۔ جبکہ دنیا یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نمونہ دیکھے گی۔ پس وہ سعید الفطرت نفوس جو اس وقت تک اسلام اختیار کر چکے ہوں گے وہ اپنے ان مبلّغوں سے گفتگو[1] کے دوران یہ سوال بھی کریں گے۔ لِیَتَسَآءَلُوْا بَیْنَھُمْ کَمْ لَبِثْتُمْ۔ کہ ہمارے ملک میں جو تمہارا تبلیغ کے لئے آنا ہوا۔ اس سے پہلے تم نے اپنے مرکز میں جو وقت گذارا وہ کتنی مدّت ہے قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ۔ جواب میں کہیں گے کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصّہ۔ مذہبی اصطلاح میں یوم دَور کے معنی دیتا ہے۔ خدا کا مامور جب مبعوث کیا جاتا ہے تو اس کی زندگی بھر کا وقت ایک دن کہلاتا ہے اور اس کے وصال کے بعد جب دوسرا دَور خلافت کا شروع ہوتا ہے۔ تو گویا وہ دوسرا دن ہے پس اس لحاظ سے وہ مبلّغ جواب میں یہ کہیں گے کہ ہم ایک دن ٹھہرے یا دن کا کچھ حصّہ۔ یہ یا کا لفظ شک کے لئے نہیں بلکہ نوعیّت کے معنی دیتا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ ایک لحاظ سے ہم پر ایک دن گذرا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی زندگی کا وقت گذار کر ہم دوسرے دن میں یعنی خلافت کے دَور میں تمہارے پاس پہنچے ہیں۔ اور ایک لحاظ سے ابھی اس پہلے دن کا کچھ حصّہ باقی ہے جس میں تمہارے لئے ہم مبشّر بن کر آئے ہیں۔ وہ یوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے لختِ جگر پسرِ موعود خلیفہ ثانی مصلح موعود کا زمانہ بھی ایک لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ ہی کا زمانہ ہے۔ آپ کو الہام ہوا۔ انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں پوری ہونے والی پیشگوئیوں کا ظہور آپ کے زمانہ میں ہونے والا تھا۔ چنانچہ لندن

---

[1] گفتگو کے لئے یہ ضروری نہیں کہ زبانِ قال سے ہو بلکہ واقعات پیش آمدہ کی صورت میں جو حالاً دنیا میں ظاہر ہو کر کسی امر کی تصدیقی شہادت ادا کرتے ہیں وہ بھی ایک قسم کی گفتگو کہلاتی ہے اسی گفتگو کا ذکر سورۂ سبا میں یوں ہے۔ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تقریر کرنا اور بعض سفید پرندے پکڑنا۔ اسی طرح منارۃ دمشق کے پاس نازل ہونا اور قادیان سے ہجرت کرنا وغیرہ یہ سب چیزیں حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں منصۂ شہود پر آئیں۔ اس لحاظ سے آپ کا دور بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دور ہے۔ لہٰذا یہ کتنا صحیح ہے کہ دن کا کچھ حصہ گذرا۔ ان ممالک میں مشنوں کا قیام بھی حضرت مصلح موعودؓ ہی کی مساعی جمیلہ کا کارنامہ ہے۔

قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان مبلغین میں سے بعض تو وہ مقدس وجود ہوں گے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ میں براہ راست آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر تربیت پائی اور صحابہ کہلائے اور بعض وہ ہوں گے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ تو نہیں پایا۔ مگر مصلح موعودؓ کی ردائے خلافت کے زیر سایہ تربیت پائی اور زمرۂ تابعین میں ان کا شمار ہوا۔ تاریخ ان دونوں گروہوں کے شاندار کارناموں کا ریکارڈ محفوظ رکھکر آئندہ زمانہ میں آنے والی نسلوں تک پہنچا ئیگی۔

دسویں پیشگوئی:- فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا۔ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔

ان مغربی ممالک میں جو مشن قائم کئے جانے والے تھے ان میں سب سے پہلے مشن کے متعلق یہ پیشگوئی ہے۔ ان اصحاب کہف کو مرکز کی طرف سے حکم صادر ہوگا کہ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

ورق عربی زبان میں دراہم کو کہتے ہیں (الدراہم المضروبۃ۔منجد) نیز ورق اسم جمع بھی ہے جس کا واحد ورقۃ ہے اور جمع اوراق۔ یعنی وہ کاغذ جس پر لکھا جاتا ہے۔ پہلے معنی اُن اصحاب کہف کے لئے موزوں ہیں جو اسرائیلی مسیح کے گذر چکے اور دوسرےؑ معنی مسیح محمدی کے اصحاب الکہف کے مناسب حال ہیں۔ قرآن حکیم کی یہ معجزانہ شان ہے کہ اس میں

ؑ ورق کے اور بھی معنی ہیں۔ الورق من الشجر ذوالورق۔ پتّوں والا درخت۔ الحسن الورق خوبصورت پتّوں والا۔ شجرۃ ورقۃ ووریقۃ کثیرۃ الاوراق خضراء حسنۃ (منجد)

(بقیہ آئندہ)

ہر زمانہ کے مناسب حال ہدایات ملتی اور نئے نئے معارف پیدا ہوتے ہیں۔ پس پیشگوئی کے لحاظ سے اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ تم اپنی جماعت میں سے اپنا ایک نمائندہ مبلغ منتخب کرلو اور اسے تم اپنا نیا لٹریچر جو مرکز سے تیار کیا جاتا ہے اسے دے کر اس شہر کی طرف بھیجو جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو پہلے سے یہ خوشخبری دے دی تھی کہ مسیح موعود دجّال کو تلاش کرے گا آخر اسے باب لُدّ کے پاس پالے گا۔ اور اسے قتل کردے گا۔ حَتّٰی یُدْرِکَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَیَقْتُلَهٗ۔ (صحیح مسلم)

یعنی قتل دجّال کا انتظام اس شہر کے لُڈگیٹ (Ludgate) کے پاس کیا جائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی کشف میں دکھلایا گیا کہ حضورؑ نے شہر لنڈن میں تقریر کی ہے اور بعض سفید رنگ کے پرندے پکڑے ہیں (تذکرہ ص۱۸۲) پس مبلّغ جائے اور ان پاکیزہ

بقیہ حاشیہ ص۱۴۱: بہت سے پتّوں والا درخت جس کے پتّے سرسبز اور خوبصورت ہوں ان معنوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے مطلب آیت یہ ہے کہ یہ مغربی قومیں جو دہریت و الحاد کا شکار ہو کر نئی تہذیب اختیار کرچکی ہیں مذہب کو چھوڑ دینے کی وجہ سے خشک اور رُوحانی لباس اتار دینے کے باعث ننگی ہوچکی ہیں جس کے متعلق سورۂ اعراف میں اس کی پیشگوئی تھی کہ ایک وقت وہ ننگی ہوجائینگی۔ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ۔ (الاعراف آیت ۲۳) جس میں اشارہ ہے کہ ایک وقت یہ قومیں مغربی تہذیب کے خبیث درخت کا پھل کھائینگی تب وہ ننگی ہوجائینگی۔ اور انکے اندرونی نقائص و عیوب جب ظاہر ہونے لگیں گے تو جنّت (مذہب) کے پھل سے تو وہ محروم ہوچکی ہونگی۔ البتہ پتّوں سے اپنا ننگ ڈھانپنے کی کوشش کرینگی۔ یعنی عیسائیت کا لیبل لگا کر اپنے آپ کو مذہبی آدمی ظاہر کریں گی۔ پس ضروری ہے کہ ان لوگوں کے سامنے اعلیٰ تہذیب انسانی کا حامل شجرہ طیبہ (اسلام) پیش کیا جائے جو زندہ مذہب ثمرور اور سرسبز پتّوں والا ہے جس کے پھل روحانی فیوض و برکات کے علاوہ دنیوی منافع پر بھی مشتمل ہیں جن کے یہ لوگ دلدادہ ہیں یہ پھل شجرۂ اسلام سے بکثرت مل سکتے ہیں۔

مکاشفہ یوحنّا سے بھی پتہ ملتا ہے کہ وہ حکومتیں جو سمندروں پر حکمران ہیں۔ عجیب عذابوں میں مبتلا ہوں گی۔ اور دجّالی تہذیب کی بربادی کے بعد عروس دنیا صاف اور خوبصورت لباس سے آراستہ ہوگی۔ دیکھیے (مکاشفہ یوحنّا ۱۹ / ۹-۸)

علاوہ ازیں ورق کی تفسیر بزرگانِ سلف نے علوم و معارف الٰہیّہ سے بھی کی ہے دیکھیے (تفسیر شیخ ابن عربیؒ) ۱۲ منہ

Marfat.com

نفوس کی تلاش کرے جو سعید الفطرت ہوں انہیں پیغامِ حق پہنچا کر حلقہ بگوش اسلام بنائے۔
فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ میں اسطرف اشارہ ہے۔ مذہبی جماعت کا رزق نفوس طیّبہ اور اخلاق فاضلہ رکھنے والی شخصیتوں کے سوا اور کیا ہوتا ہے۔ ان سیمی پرندوں کو جن سے روحانی فضا میں پرواز کرنے کی قوتیں مفقود ہو چکی تھیں انہیں مرکز کے ساتھ وابستہ کر کے اُن کی مکمل تربیت کی جائے اور پھر انہیں طیور ابراہیمی کے زمرۂ اعلیٰ میں شامل کر کے ان سے اسلامی خدمات کا کام لیا جائے۔

(لطیف نکتہ) حضرت موسیٰؑ کے کشف میں یہ ذکر ہے کہ موسیٰ اور خضر نے جب بستی والوں سے کھانا مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ مگر اصحاب کہف ان سے اپنا رزق مہیا کر ہی لیں گے اس میں اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے دور میں ان اقوام نے اسلام قبول کرنا نہیں تھا مگر مسیح محمدی کے عہد میں اصحاب کہف ان سے اپنا حصّہ ضرور وصول کر لیں گے۔

اس کے علاوہ مبلّغ کے لئے یہ بھی ہدایات ہیں کہ "وَلْيَتَلَطَّفْ" یعنی طریق تبلیغ بڑے نرم اور لطیف پیرایہ میں ہو۔ گفتگو میں کسی قسم کی تلخی نہ آنے پائے۔ دشمن اشتعال دلانے کی کوشش کرے گا مگر تم تحمّل و بردباری کا اعلیٰ نمونہ دکھا کر اس فتنہ کو فرو کرنا۔

دوسری ہدایت یہ ہے کہ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ تم ڈر کے مارے اپنے آپ کو چھپاتے پھرو اور مذہبی تبلیغ نہ کرو۔ جب بھیجے ہی تبلیغ کے لئے گئے ہیں تو اس سے روکنے کے کیا معنی؟ نہیں نہیں۔ بلکہ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ تم اپنی سیاسی پالیسی کے متعلق کسی کو اطلاع نہ دینا اور سیاست کے بارہ میں ان سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرنا۔ وجہ یہ کہ ان لوگوں کا اوڑھنا بچھونا ہی سیاست اور سیاسی امور پر تبادلہ خیالات کرنا ہوگا۔ مذہب سے وہ عام طور پر بیگانہ ہوں گے۔ اس کی طرف توجہ ہی نہیں دینگے جب مبلّغ ان سے گفتگو کرے گا تو اسے شک کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اسے اس لائن سے ہٹا کر سیاست کی دلدل میں پھنسانے کی کوشش کریں گے۔ اس سے بچنا۔ فرمایا۔ إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا۔
اگر تم نے سیاست میں قدم رکھا تو یاد رکھو وہ تم پر غلبہ پا لیں گے۔ اور غلبہ پانے پر تمہاری تکہ بوٹی کر دیں گے یا تم کو مجبور کر کے اپنی پارٹی میں شامل کر لیں گے۔ تب تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ اسی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو سیاست میں گھسنے سے منع کیا

Marfat.com

اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بڑے زور سے اسے روکا اور فرمایا:۔

"جو لوگ سیاست میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ دین سے غافل ہو جاتے ہیں۔ سیاست دراصل کوئی بُری چیز نہیں اس وقت وہ ہمارے لئے ترقی کی راہ میں روک ہے۔ بعض نے سیاست میں حصّہ لینا چاہا اور سیاست میں ضرورت تھی جتھے کی اس لئے انہوں نے غیر احمدیوں سے ملنا چاہا اس لئے اپنوں سے جُدا ہوئے۔ اُدھر جن سے ملے انہوں نے بھی ان کو قبول نہ کیا۔ اس وقت صرف مذہب[۱] ہی ہے جو ترقی دے سکتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سیاست سے روک دیا۔ تاکہ دین کی طرف سے لوگ غافل نہ ہو جائیں۔ اور دیوانوں اور بچوں کی طرح نہ ہو جاویں کہ ایک روٹی کے بدلے ہیرے دے دیں۔" (الفضل ۹ جولائی ۱۹۲۲ء ص۸)

(رفع اشتباہ) کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ بعض اوقات حضرت مصلح موعودؓ نے بذاتِ خود سیاست میں حصّہ لیا۔ تو یہ کیوں؟ سو اس کا جواب حضور کی زبانِ مبارک سے سُنیئے۔ فرماتے ہیں:۔

"جب مَیں نے بعض سیاسی معاملات میں دخل دینا شروع کیا تو اس لئے نہیں کہ وہ سیاسی تھے۔ بلکہ اس لئے کہ مَیں انہیں دین کا جزء سمجھتا تھا...... مَیں سیاست کو دینی نقطۂ نگاہ سے دیکھتا ہوں چونکہ اسلام کے اصول نہایت پکے ہیں اس لئے جب مَیں اسلام کے اصول کے ماتحت کسی علم کو دیکھتا ہوں تو اس کا سمجھنا میرے لئے نہایت آسان ہو جاتا ہے کوئی علم ہو خواہ وہ فلسفہ ہو یا علم النفس ہو یا سیاسیات ہوں مَیں اس پر جب بھی غور کروں گا ہمیشہ صحیح نقطہ پر پہنچوں گا ...... اور چونکہ قرآن مجید کے ماتحت ان علوم کو دیکھتا ہوں اس لئے ہمیشہ صحیح نتیجہ پر پہنچتا ہوں اور کبھی ایک دفعہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اپنی رائے کو تبدیل کرنا نہیں پڑا۔" (الفضل ۷ جولائی ۱۹۳۲ء ص۸-۹)

[۱] اس کا احساس امّتِ مسلمہ کے دانشورانِ ملّت کو بھی ہے مگر افسوس کہ حالاتِ زمانہ کی رُو سے وہ سیاست کی دلدل میں کچھ ایسے پھنسے ہیں کہ باوجود کوشش نکلنے کے اس سے نکل نہیں سکتے۔ چنانچہ علامہ اقبال کو بھی ایک موقع پر اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کرنا پڑا۔ "پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو" ۱۲ منہ

Marfat.com

گیارھویں پیشگوئی:۔ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا۔

كَذٰلِكَ میں اشارہ ہے کہ زمانہ ایسے ہی حالات میں سے گذر رہا ہوگا۔ لوگ مبلّغ کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔ ان کی تبلیغ بظاہر بے اثر نظر آ رہی ہوگی مگر آخر ہم ان کی مساعی جمیلہ کو نوازیں گے اور سعید الفطرت طبائع کو ان کی طرف متوجہ[1] کر دیں گے تب وہ تحقیق اور جستجو کے بعد حق کو شناخت کر لیں گے۔ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ایسا ہی ہم ذہنی انقلاب پیدا کر دیں گے تا لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ ان ممالک کے لئے جو اللہ کا وعدہ پہلے سے کیا ہوا تھا وہ سچ نکلا۔ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ۔ اس کے متعلق خدا کا مامور پہلے سے ہی آسمانی اطلاع پا کر یہ خبر دے گیا ہے کہ

"یہ لوگ اسلام کے انڈے ہیں اور عنقریب ان ہی سے اس ملت کے بچے پیدا ہوں گے۔ اور ان کے مونہہ الٰہی دین کی طرف پھیرے جائیں گے۔"

(نور الحق حصہ اوّل ص۲)

وَاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا۔ اور تا لوگ یہ بھی جان لیں کہ وہ گھڑی ان پر آنیوالی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ یہ وہی گھڑی ہے جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طلوع الشمس من المغرب کی پیشگوئی فرماتے ہوئے فرمایا کہ طلوع شمس کے بعد سب لوگ ایمان لے آئیں گے" فاذا طلعت اٰمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ۔ (بخاری و مسلم)

بارھویں پیشگوئی:۔ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا۔ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا۔

یہاں پہلے تو یہ حالت تھی کہ لوگ مذہب کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے پھر جب ان میں سے اکّے دکّے آہستہ آہستہ ایمان لا کر سعید الفطرت نفوس جماعت میں داخل ہو چکے اور اب ان کی کچھ جمعیت ہو گئی تب آپس میں ان کی یہ باتیں ہونے لگیں کہ تبلیغی نظام کو مستحکم اور

---

[1] حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا: "آج سے ایک عرصہ قبل میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ جرمن لوگوں کے دلوں پر کلمہ طیبہ لآ الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔"
(ماہنامہ تحریک جدید جنوری ۱۹۷۲ء ص۲)

Marfat.com

پائیدار بنانے کے لئے یہاں اپنی ایک عمارت یعنی دارالتبلیغ بھی ہونی چاہیئے۔ جب ان کی خواہشیں زور پکڑیں گی اور مرکز میں اس کے متعلق مشورہ و ہدایت حاصل کرنے کے لئے درخواست کریں گے تو مرکزی ادارہ سے جس کا ساری جماعت پر کنٹرول ہے (الذین غلبوا علی امرھم میں اسی طرف اشارہ ہے) ان کی طرف سے یہ جواب ملیگا کہ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم مسجد بنائینگے جس کے ذیل میں یہ عمارت یعنی دارالتبلیغ بھی ہوگی۔ چنانچہ حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مستورات کے جلسہ میں تقریر کے دوران فرمایا۔

"ہمارے جو مشنری لندن میں گئے ہوئے ہیں اور وہاں پر تبلیغ کر رہے ہیں۔ اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جس مکان میں ہمارے مبلّغ ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں اور وہاں جب کام خوب زور سے شروع ہو جاتا ہے تو اس وقت کسی نہ کسی وجہ سے ان کو مکان چھوڑنا پڑتا ہے جس سے بہت بڑا نقصان ہو جاتا ہے۔ ...... وہ لوگ جو زیر تبلیغ ہوتے ہیں مکان بدلنا ان کے لئے بہت مضر ہوتا ہے۔ دوسرے یہ مثلاً اگر ایک آدمی کسی ملک میں جائے اور وہاں پر کسی قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہے تو لوگ اس سے ڈرتے ہیں کہ یہ تو پردیسی ہے چند روز کے لئے یہاں ٹھہرا ہوا ہے لیکن اگر وہاں پر کوئی مکان بنوائے تو پھر لوگ سمجھتے ہیں کہ ہاں اب یہ یہاں رہے گا۔ سو اب ان باتوں کو مدنظر رکھکر سوچنا چاہیئے۔ کہ ایک چھوٹا سا مکان اور مسجد بن جائے۔" (الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۲۰ء صہ)

تیرھویں پیشگوئی:۔ سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ ...... قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ۔

پیشگوئی کے لحاظ سے اس آیت کے معنی سمجھنے میں مجھے ایک عرصہ تک عقدہ رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے القائی رنگ میں اس کا انکشاف فرما کر میرا انشراح صدر فرما دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

پس پیشگوئی کے لحاظ سے اس کی تفصیل بھی سُن لیجئے۔ جب اس شہر کفر و الحاد کے مرکز (لندن) میں مسجد بنانے کا عزم ہؤا تو اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا سنگِ بنیاد خلیفۂ وقت کے ہاتھوں سے رکھوانے کی ایک مبارک تقریب بھی غیب سے پیدا کر دی۔ اور وہ یوں کہ ۱۹۲۴ء میں ویمبلے مذاہب عالم کانفرنس لندن میں منعقد ہونی قرار پائی۔ اور اس میں اسلام پر مضمون سنانے

کے لئے کمیٹی کے نائب ڈاکٹر سر تھامس ڈبلیو آرنلڈ اور پروفیسر مارگولیتھ اور انگلستان کے سربرآوردہ مستشرقین کی طرف سے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوت نامہ پہنچا۔ اس سے قبل حضور کو بھی اس مبارک سفر کے لئے کئی ایک رؤیا ہو چکے تھے۔ چنانچہ ایک رؤیا میں آپ نے دیکھا کہ آپ لندن میں ہیں اور ایک جلسہ میں شامل ہیں۔ مسٹر لائڈ جارج (سابق برطانوی وزیر اعظم) اس جلسہ میں تقریر کر رہے ہیں کہ یکدم ان کی حالت بدل گئی اور انہوں نے دہشت زدہ ہو کر کہا۔ مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ مرزا محمود امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکروں کو دباتی چلی آتی ہیں۔ اور مسیحی لشکر شکست کھا رہا ہے۔

دوسری رؤیا میں (جو کانفرنس کی تحریک سے دو تین ماہ پہلے کی تھی) آپ نے دیکھا۔ (جو حضور کے الفاظ میں یوں ہے)، کہ میں انگلستان کے ساحلِ سمندر پر کھڑا ہوں۔ جس طرح کہ کوئی شخص تازہ وارد ہوتا ہے اور میرا لباس جنگی ہے۔ میں ایک جرنیل کی حیثیت میں ہوں.... ......اس وقت میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جنگ ہوئی ہے اور اس میں مجھے فتح ہوئی ہے۔ اور میں اس کے بعد میدان کو ایک مدبر جرنیل کی طرح اس نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ اب مجھے اس فتح سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کرنا چاہیئے........... اتنے میں آواز آئی۔ "William the Conqueror" ولیم دی کنکر یعنی ولیم فاتح "

(الفضل ۲۴ جون ۱۹۲۴ء صفحہ ۸)

چنانچہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۴ء کو کانفرنس میں حضور کا وہ معرکۃ الآراء مضمون پڑھا گیا جس نے یورپ میں اسلام کی روحانی فتح کی بنیادیں رکھدیں۔ اور آخر میں پریذیڈنٹ سر تھیوڈرس نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ اور لوگوں نے محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو جنہوں نے مضمون پڑھا مبارکباد دی۔

اس کے بعد وہ سنہری موقعہ پیش آیا جس کے متعلق قرآن مجید میں چودہ سو سال پہلے سے پیشگوئی کی گئی تھی۔ چنانچہ ۱۹ اکتوبر کو حضورؓ نے اپنے دستِ مبارک سے ساؤتھ فیلڈز لندن میں مسجد فضل کی بنیاد رکھی اور اس موقع پر جبکہ مختلف قوموں اور متعدد مذاہب کے ممتاز اشخاص موجود تھے ان کی موجودگی میں مسجد کے محراب پر جھنڈا لہرایا گیا۔ تفصیلی حالات کے لئے دیکھیئے۔ (تاریخ احمدیت حصہ پنجم باب پنجم واقعات ۱۹۲۴ء)

خلیفۂ وقت کے اس مبارک تاریخی سفر میں حضور کے ہمراہ جانے والوں کی تعداد کے متعلق

Marfat.com

جب اراکین صدر انجمن احمدیہ کی آراء کا جائزہ لینے کا وقت آیا ہو گا۔ تو اس بارہ میں ان کی تعداد کے متعلق مختلف اندازے ہونے لگے ہوں گے جن کی طرف آیت میں اشارہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں جو پہلے سے مقدر ہو چکی تھی۔ اس کا علم بہتوں کو نہیں تھا۔ مَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ۔ سوائے اس ایک مقدس نفس خلیفۂ وقت کے جس کے دل میں وحی خفی سے انتخاب کا حل ڈالا گیا۔ حضور نے گیارہ اشخاص کا انتخاب فرمایا جن میں ایک وہ شخص بھی تھا جس نے کسی وقت آسمانی رفعت سے گر کر زمینی بن جانا تھا۔ ان گیارہ افراد کے علاوہ مصلحت الٰہی کی رو سے ایک اور بارھویں شخص کا بھی حضور کے ہمراہ جانا مقدر تھا۔ تا وہ آسمانی فیصلہ جس کا نظارہ لندن میں ایک انگریز کو رؤیا میں کرایا گیا تھا۔ کہ "مسیح بارہ حواریوں کے ہمراہ شہر لندن میں آیا ہے۔" (الفضل ۲۵ر نومبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۵) اس کا نفاذ زمین پر بھی ہو۔

جانتے ہو وہ بارھواں شخص کون تھا؟ وہ چوہدری علی محمد صاحب متوطن گوکھووال ضلع لائلپور تھا۔ جس نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ میں اپنے ذاتی خرچ پر حضور کے ہمراہ جاؤنگا تا سفر میں حضور کی خدمتگذاری کا شرف حاصل کر سکوں۔ حضور نے اجازت دیدی۔

ان حواریانِ مسیح کا قافلہ جب لندن میں پہنچا تو باقاعدہ تنظیم کے ماتحت سب ایک ہی یونیفارم میں تھے۔ ان سب کی پگڑیاں سبز تھیں۔ اسی تنظیم کے تحت جب انہیں بازاروں میں جانا ہوتا تو انہیں دیکھکر لوگ تعجب میں پڑجاتے۔ کیونکہ اس انگریز کے خواب کا چرچا حضور کی تشریف آوری سے پہلے پھیل چکا تھا۔ کسی نے اس انگریز کو بھی جا کر خبر دی کہ تیری خواب پوری ہو چکی۔ اور جب وہ حضور کی خدمت میں آیا تو اس نے اپنی آنکھوں سے خواب والے نظارہ کا مشاہدہ کر لیا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے الفضل پرچہ مذکور)

مجھے یاد ہے کہ انہی دنوں ۱۹۲۴ء میں ایک غیر احمدی شخص نے بھی خواب[۱] دیکھی تھی۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ یورپ کے سفر کی تیاری کر رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا۔ حضور کس لئے سفر کی تیاری ہے۔ فرمایا۔ علاج کے لئے۔ یہ خواب رسالہ صوفی میں بھی شائع ہوئی جو

---

[۱] اس خواب کا ذکر ایک موقع پر حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی خطبۂ جمعہ کے دوران فرمایا تھا۔ دیکھئے (الفضل ۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۷)

Marfat.com

پنڈی بہاؤ الدین سے نکلا کرتا تھا۔
میں اُن دنوں غیر احمدی تھا یہ رسالہ منگوا تا تھا۔ اس خواب کا چرچا اخباروں میں بھی ہُوا۔ اور لوگ اپنی اپنی ذہنیتوں کے مطابق اس خواب کی تعبیر کرنے لگے۔ کسی نے یہ لکھا کہ اس میں ہدایت ہے کہ اب ہمیں بھی مغربی تہذیب کی تقلید کرنی چاہیئے۔ اور انگریزی تعلیم میں جدوجہد کی جائے گویا انہوں نے یہ سمجھا کہ حضرت عمرؓ خود بیمار ہیں اور اپنا علاج کرانے کے لئے یورپ جا رہے ہیں۔ ؎

ہرچہ گیرد علتی علت شود
کفر گیرد کاملے ملت شود

ان نااہلوں کو یہ پتہ نہیں تھا کہ ان دنوں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مثیل فضلِ عُمر رُوحانی حکمہ کا سول سرجن خود یورپین ملتِ بیمار کا علاج کرنے جا رہا ہے۔ یہ انکشاف اسی کے متعلق تھا جس کو حقیقت ناشناس سمجھ نہ سکے۔ میں نے ۱۹۲۷ء میں بیعت کی تھی۔ گویا میری روحانی پیدائش سے بھی یہ واقعہ تین سال پہلے کا ہے۔
فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا
اس میں اشارہ ہے کہ اس سفر کے متعلق بعض طبائع میں بے چینی پیدا ہوگی۔ اور اعتراض ہونگے خلیفۂ وقت کا اپنی جماعت سے الگ ہو کر اتنی دُور جانا انہیں ناگوار گذرے گا۔ ارشادِ الٰہی ہے کہ خلیفۂ وقت کو چاہیئے کہ اس بارہ میں ان سے زیادہ اُلجھیں نہیں اور نہ ہی ان سے فتویٰ لینے کی حاجت ہے۔ یہ سفر مبارک ہے اس سفر کے ساتھ مستقبل کی بعض تقدیریں وابستہ ہیں جس کا قبل از وقت اظہار نہ کرنا مگر اس وقت جب خدا کی مشیّت اجازت دے۔ فرمایا۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ۔ ہاں اگر کہیں بھول چوک ہو جائے تو ذکر الٰہی کیجیئے۔ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ۔ اور جماعت کو تسلّی دیتے ہوئے یہ بشارت سنائیے کہ میرا رب مجھے ضرور کامیاب کرے گا اور ان قوموں کی ہدایت یابی کے لئے مجھے ایسی سکیمیں سمجھا دے گا جن کی رُو سے ہمارا مقصدِ رشد و ہدایت قریب تر زمانہ میں سرانجام پا سکے گا۔ فرمایا۔ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا۔
چنانچہ حضور نے اس مبارک سفر کے متعلق جماعت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:-

Marfat.com

"میرے نزدیک جن اغراض کے لئے اس سفر کی ضرورت ہے ان میں سے ایک تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رؤیا کو پورا کرنا ہے کہ آپ کا کوئی جانشین ان علاقوں میں جائے۔ دوسرے یہ دینی ضرورت اس کی داعی ہے کہ ہماری جماعت کا کام ساری دنیا میں تبلیغ کرنا ہے اور چونکہ ساری دنیا کو اسلام کے حلقہ میں لانا ہمارا فرض ہے اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے متعلق ہم ایک مکمل نظام تجویز کریں۔ تاہم دیانتداری سے یقین کر سکیں کہ یہ ہماری غرض کو پورا کر دے گا اور جو فرض ہم پر ہے۔ وہ اس سے ادا ہو جائے گا ...... پس مغربی ممالک میں تبلیغ کے کام کو اگر ہم نے جاری رکھنا ہے تو ضروری ہے کہ خود خلیفۂ وقت ان علاقوں میں جا کر ان کی مشکلات کو دیکھے اور وہاں کے ہر طبقہ کے لوگوں سے مشورہ کر کے ایک سکیم تجویز کرے جس پر چلنے کے لئے سب مبلغوں کو مجبور کیا جائے ...... پس ان ضروریات کو مدنظر رکھکر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مذہبی کانفرنس کی تحریک کو ایک خدائی تحریک سمجھکر اس وقت باوجود مشکلات کے اس سفر کو اختیار کروں۔"

(الفضل ۲۴ جون ۱۹۲۴ء ص)

۱۴
چودھویں پیشگوئی:۔ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا۔

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ کا عام طور پر جو ترجمہ کیا جاتا ہے تین سو سال۔ اس میں تسابل ہے۔ سو اور سو سے زائد عدد کی تمیز مفرد ہوتی ہے مگر یہاں جمع ہے۔ نیز مائۃ میں تنوین ہے اور تنوین اسم تام کی علامت ہے۔ اسم تام تمیز کا محتاج نہیں رہتا۔ پس سنین کو مائۃ کی تمیز نہ سمجھئے۔ بلکہ یہ ثلاث مأۃ کا بدل ہے۔ چنانچہ ائمہ لغت و نحو ابوالبقاء اور ابن الحاجب کا بھی یہی مسلک ہے اور علامہ زمخشری نے اس کو عطف بیان قرار دیا ہے۔ قال ابوالبقاء وابن الحاجب ھو منصوب علی البدلیۃ من ثلاث مأۃ وقال زمخشری انہ عطف بیان لثلٰثمأۃ۔ (روح المعانی)

پس مطلب یہ ہوا کہ ثلٰث مأۃ سے وہ مدت مراد لی جائے جس کا مجموعہ سنین ہو۔ قرون نہ ہو اور یہ مدت قمری دَور کی سمجھئے یعنی تین سو ماہ جن کے پچیس سال بنتے ہیں۔ بزرگان سلف ارباب کشوف میں سے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی امر کی طرف توجہ دلاتے

Marfat.com

ہوئے فرمایا۔ ثلثمأۃ سنین من التی تبتنی علی دَ ورالقمر فتکون کل سنۃ شھرًا ومجموعھا خمسۃ وعشرون سنۃ۔۔۔۔۔۔ لم یقل ثلثمأۃ سنۃ و تسعًا۔ (تفسیر ابن عربیؒ)

اس نکتہ کو مدِنظر رکھکر اب پیشگوئی پر نگاہ ڈالیئے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اصحاب الکہف کا حضرت مہدی موعود کی صحبت میں رہنے کا زمانہ چودھویں صدی میں سے پچیس سال اور نوماہ کا ہوگا۔ اس چودھویں صدی سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ایک نیا مبارک دور۔ عہدِ جدید شروع ہوچکا ہے۔ کیونکہ اس میں اسلام کا بدرِ کامل طلوع ہوگیا۔ اور امت اسلامیہ کے لئے یہ بہت ہی برکتوں کا زمانہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "غلام احمد قادیانی" (جس کے اعداد ۱۳۰۰ ہیں) میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ اب مسیح محمدی کا نیا دَور دَورِ خسروی شروع ہوچکا ہے۔ جس کے متعلق ایک دوسرے الہام میں یوں بشارت دی گئی ہے۔

چو دَورِ خسروی آغاز کردند

مسلماں را مسلماں باز کردند (تذکرہ ص۶۰)

اب اس سنہری دَور میں مسلمانوں کی عزّت وعروج اور ترقی واقبال کے لئے غیب سے بہت سے سامان مقدّر ہیں۔ جس کی بشارت ایک اور الہام میں یوں دی گئی ہے۔

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔" (تذکرہ ص۹۹)

(تبصرہ) ائمہ اہل بیت میں سے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی اس آیت "لَبِثُوْا فِی کَھْفِھِمْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ" کو اصحاب امام مہدی کے متعلق پیشگوئی قرار دیا ہے دیکھیئے (بحار الانوار جلد ۱۲ ص۱۶۶)

نیز آیت میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سنِ وفات کا بھی پتہ مل گیا۔ لقد صدق اللہ تعالیٰ۔ وَمَا مِنْ غَآئِبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ۔

(ازالہ شبہات) یہاں دو ایک شبہے پیدا ہوتے ہیں جن کا ازالہ بھی ضروری ہے۔

پہلا شبہ:۔ یہ کہنا درست نہیں کہ اصحاب الکہف کا حضورؑ کی صحبت میں رہنے کا زمانہ چودھویں صدی سے پچیس سال اور نوماہ کا ہے۔ کیونکہ حضور کا وصال ماہ ربیع الثانی میں ہوا۔ اور سال محرم سے شروع ہوتا ہے۔ لہذا محرم سے ربیع الآخر تک چار ماہ ہوئے نہ کہ نو ماہ۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سال کی ابتداء محرم سے شمار کی جائے جیسا کہ عام دستور ہے تب تو

Marfat.com

بے شک اعتراض وارد ہوتا ہے۔ مگر رُوحانی نظام کے اجراء کے لئے جو دَور چلتے ہیں اُن کی ابتداء ماہ رمضان سے ہوتی ہے جس کی طرف عارف اسرار رُوحانیات حکم عدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَسَّسَ نِظَامَ الدِّیْنِ مِنْ رَمَضَانَ فَاِنَّہٗ اَنْزَلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنَ ...... (وَ) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَتَوَجَّہُ اِلٰی اِعَانَۃِ النِّظَامِ فِیْ اٰخِرِ الْاَیَّامِ اِلَّا فِیْ ذٰلِکَ الشَّھْرِ الْمُبَارَکِ لِلْاِسْلَامِ۔ (نور الحق حصہ دوم ص۵)

(ترجمہ) خدا تعالیٰ نے دین کا نظام رمضان سے ہی باندھا ہے کیونکہ اس نے اس میں قرآن اتارا ہے۔ (اور) خدا تعالیٰ اعانت نظام کے لئے تاریکی کی انتہاء کے وقت صرف رمضان میں ہی توجہ فرماتا ہے۔

دُوسرا شبہ:۔ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلے جو جماعت سے بیعت لی وہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ میں لی گئی۔ اس کی رُو سے حلقۂ بیعت میں داخل ہو کر دربارِ مہدی میں حاضر رہنے والوں کا زمانہ انیس سال چند ماہ بنتا ہے نہ کہ پچیس سال۔ سو اس کا جواب بھی سُن لیجئے۔

بے شک ظاہری طور پر تو بیعت ۱۸۸۹ء میں ہوئی مگر رُوحانی طور پر مخلصین کی بیعت یعنی حضور سے دلی عقیدت اور وابستگی اس سے بہت عرصہ پہلے ہو چکی تھی۔ جبکہ براہین احمدیہ کی اشاعت ۱۸۸۰-۱۸۸۴ء میں ہوئی چنانچہ صوفیائے کرام میں سے حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ کو پہلی مرتبہ براہین احمدیہ کی زیارت نصیب ہوئی تو فراست ربانی کے نور سے منوّر ہو کر فوراً پکار اُٹھے ؎

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اور اس کے بعد آپ کی کیفیت یہ تھی کہ جب آپ کے پاس کوئی مرید ہونے کو آتا تو آپ فرماتے:۔

"سورج نکل آیا ہے اب تاروں کی ضرورت نہیں، جاؤ حضرت صاحب کی بیعت کرو۔" دیکھئے (تاریخ احمدیت جلد اوّل ص۲۲۹)

چنانچہ ۱۸۸۳ء میں مخلصین کے قلوب میں یہ تحریک شروع ہوئی کہ حضرت اقدس ان سے بیعت لیں۔

Marfat.com

پھر ان میں سے جب کوئی حضور کی خدمت میں بیعت کے لئے عرض کرتا تو حضرت اقدسؑ ہمیشہ یہی جواب دیتے کہ "لَسْتُ بِمَامُوْرٍ" یعنی مَیں مامور نہیں ہوں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے میر عباس علی صاحب کے ذریعہ مولانا عبدالقادر صاحب کو صاف صاف لکھا کہ

"اس عاجز کی فطرت پر توحید اور تفویض الی اللہ غالب ہے .... چونکہ بیعت کے بارے میں اب تک خداوند کریم کی طرف سے کچھ علم نہیں اس لئے تکلّف کی راہ میں قدم رکھنا جائز نہیں۔ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا۔" (حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ ۱۳-۱۴)

آخر جب ۱۸۸۸ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بیعت لینے کا ارشاد ہوا تو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ سے بیعت کا اعلان عام فرمایا اور پھر ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اور اشتہار میں بیعت کی اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ارقام فرمایا کہ بیعت کرنے والے ۲۰ر مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔ چنانچہ ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کے مکان میں بیعت کا آغاز ہوا۔

بیعت سے بہت عرصہ پہلے ۱۸۸۳ء میں حضورؑ کو اپنے ان مخلص دوستوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں مل گئی تھیں کہ وہ انہیں بہت برکتیں دے گا۔ اور ان کو دوسروں پر غلبہ بخشے گا۔ چنانچہ حضور اپنے ایک مکتوب میں جو عباس علی شاہ کو بھیجا تحریر فرماتے ہیں۔

"اور یہ آیت کہ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ بار بار الہام ہوئی اور اس قدر متواتر ہوئی کہ جس کا شمار خدا ہی کو معلوم ہے اور اس قدر زور سے ہوئی کہ میخ فولادی کی طرح دل کے اندر داخل ہو گئی۔ اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ خداوند کریم ان سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم ماریں بہت سی برکتیں دے گا۔ اور ان کو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشیگا۔ اور یہ غلبہ قیامت تک رہیگا۔ اور اس عاجز کے بعد کوئی مقبول ایسا آنے والا نہیں کہ جو اس طریق کے مخالف قدم مارے۔ اور جو مخالف قدم مارے گا اس کو خدا تباہ کریگا اور اس کے سلسلہ کو پائیداری نہیں ہوگی۔ یہ خدا کی طرف سے وعدہ ہے جو ہرگز تخلف نہیں کرے گا۔"

(مکتوب ۱۲ر جون ۱۸۸۳ء بنام عباس علی شاہ)

Marfat.com

اب آئندہ آیات میں اصحاب الکہف کے متعلق چند فرائض کا بیان ہے۔ اور ان فرائض کی بجا آوری پر ان کی نمایاں کامیابیوں اور اعلیٰ ترقیات کی بشارتیں ہیں۔ فرمایا۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَيْكَ مِنْ كِتٰبِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۞ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۞ ۲۹ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۚ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۞ ۳۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۞ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ

اور جو وحی تیرے رب کی کتاب میں سے تیری طرف اتاری جاتی ہے اُسے پڑھ کر لوگوں کو سُنا۔ اس کی باتوں کو کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور تو اُسے چھوڑ کر کوئی بھی پناہ گاہ نہیں پائے گا۔ اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ وابستہ رکھ جو اپنے رب کو اس کی خوشنودی چاہتے ہوئے صبح شام پکارتے ہیں۔ اور تیری آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں۔ (ورنہ) تو دنیاوی زندگی کی زینت کا خواہش مند ٹھہرے گا۔ اور اس شخص کی اطاعت نہ کرنا جس کا دل ہمارے ذکر سے غافل ہے۔ اور وہ اپنی خواہش نفس کا پیرو ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہُوا ہے۔

اور (لوگوں کو) کہدے کہ یہ سچائی تیرے رب کی طرف سے (نازل ہوئی) ہے۔ پس جو چاہے اس پر ایمان لاوے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے۔ (یاد رکھو کہ) ہم نے ظالموں کے لئے یقیناً ایک آگ تیار کی ہے جس کی چار دیواری نے انہیں گھیر رکھا ہے۔ اگر وہ فریاد کریں گے۔ تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائیگی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا۔ اور چہروں کو جھلس دیگا وہ بہت بُری پینے کی چیز ہوگی۔ اور وہ (آگ) بُرا ٹھکانا ہے۔ ہاں جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک مناسب حال عمل کئے ہیں۔ (وہ یقیناً بڑا اجر پائیں گے) جنہوں نے اچھے کام کئے ہوں ہم ان کا

Marfat.com

عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـٕیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۳۱

اجر ہرگز ضائع نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دائمی رہائش کے باغات ہیں ان کے (اپنے انتظام کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے باریک ریشم کے اور کمخواب کے پہنیں گے۔ اور وہ ان بہشتوں میں آراستہ پلنگوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہونگے۔ یہ کیا ہی اچھا اجر ہے اور بہت ہی اچھا ٹھکانا ہے۔

پہلا فرض:۔ اصحاب الکہف کے فرائض میں سے پہلا فرض یہ ہے کہ عالمگیر شریعت کی حامل وحی الٰہی یعنی قرآن حکیم کی تبلیغ کو وسیع کیا جائے اور آسمانی نشانات کی گونج اقصائے عالم تک پہنچائی جائے۔ فرمایا۔ وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ۔

دوسرا فرض:۔ مرکزی جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ رکھتے ہوئے دعاؤں میں ہر وقت مشغول رہنا چاہیے۔ فرمایا۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ الآیۃ

تیسرا فرض:۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ۔

چونکہ اس وقت دجالی اثرات کے ماتحت لوگوں کے قلوب نفسانی خواہشات کے تابع ہونگے۔ اور لذات دنیاوی اور عیاشی میں منہمک ہونے کے باعث اللہ کے ذکر سے وہ غافل ہونگے۔ اے حقیقی ایمان کے وارث اور روحانی لذتوں سے بہرہ ور ہونے والے تو ان کی پیروی نہ کرنا۔

چوتھا فرض:۔ غلبۂ اسلام کا اعلان دنیا بھر میں کر دیا جائے۔ فرمایا۔ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ۔

جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز بیت اللہ میں داخل ہو کر بتوں کی نجاست سے اُسے پاک کر کے اعلان کیا تھا۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اب تمہارا بھی فرض ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ کر یہ اعلان کر دو۔ کہ اب غلبۂ اسلام کا وقت آچکا ہے۔ شیطانی طاقتیں کچلی جائیں گی۔ مسیحیت اور تثلیث پرستی کا بت پاش پاش کیا جائیگا تہذیب مغرب اب آخری دموں پر ہے۔ جس کا اعتراف دانشوران اقوام بھی کرتے ہوئے آئندہ تغیرات اور انقلابات کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ چنانچہ مسٹر اوتھاں سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ نے کہا۔

Marfat.com

"انسانیت کا بیرونی ماحول اور انسانیت کی اندرونی حالت دونوں بگڑ چکے ہیں۔
شاید ہی کسی گذشتہ صدی یا کسی گذشتہ نسل نے اتنی مشکلات کا سامنا
کیا ہوگا جو آج درپیش ہیں" (بحوالہ پاکستان ٹائمز ۱۱ر مارچ ۱۹۷۰ء)

خود صدر امریکہ مسٹر نکسن کا اعتراف بھی امریکی تہذیب کے متعلق پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے جو کہا۔

"ریاستہائے متحدہ رو بانحطاط ہے ایسا انحطاط جس کا انجام تہذیب و ثقافت کی
ممکن تباہی کی صورت میں نکل سکتا ہے" (بحوالہ پاکستان ٹائمز ۸ر جولائی ۱۹۷۱ء)

ایک اور امریکی ماہر حیاتیات پروفیسر پال ارنج سینٹفورڈ یونیورسٹی کیلیفورنیا رقمطراز ہیں کہ

"تہذیب انسانی کو آئندہ سالوں میں تباہی کا شدید خطرہ درپیش ہے اس خطرہ
کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اگر حالات پر قابو پانے کی فوری کوشش نہ کی
گئی تو شاید نسل انسانی ۲۰۰۰ عیسوی نہ دیکھنے پائے گی۔ ہوا میں زہر آمیزی سے
ایسی تباہی کا اندیشہ ہے جو آج تک کسی کے خواب و خیال میں نہیں آئی۔ پھر
ایسی ایٹمی جنگ کا خطرہ ہے جو انسانی تہذیب کو ہمیشہ کے لئے ختم کر سکتی ہے"
(بحوالہ پاکستان ٹائمز ۱۶ر ستمبر ۱۹۷۱ء)

پس اس حکم ربانی کی تعمیل میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نے سرزمین یورپ میں جا کر یہ اعلان فرمایا۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری عالمگیر جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی
دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ .... آسمان سے موت اور تباہی کی
بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم
زمین پر آ رہے گا"

نیز آپ نے فرمایا۔

"تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی
اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع
ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کریں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف
اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے" (امن کا پیغام اور ایک کلمہ انذار)

Marfat.com

پھر آپ نے دنیا میں آنے والی تیسری عالمگیر تباہی اور اسلام کے غلبہ و اقتدار کی ابتداء کی میعاد کے بارہ میں فرمایا۔ کہ

"پچیس تیس سال جہاں ان (مغربی) اقوام کے لئے بڑے نازک ہیں۔ ہمارے لئے بھی یہ سال بڑے نازک ہیں۔ یہ زمانہ ہمارے لئے انتہائی نازک ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں ہماری ترقی کے بہت سے دروازے کھل رہے ہیں اور کھلیں گے انشاء اللہ تعالےٰ" (خطبہ فرمودہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۷ء۔ الفضل ؟)

پس یورپین اقوام کی تباہی جنگ کے ذریعہ مقدر ہے اسی حقیقت کی نشان دہی کرتے ہوئے آگے فرمایا۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ۔ بِئْسَ الشَّرَابُ وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا ٥

ہم نے ظالموں کے لئے یقیناً ایک آگ تیار کی ہے جس کی چار دیواری نے انہیں گھیرا ہوا ہے۔ اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا اور چہروں کو جھلس دیگا وہ بہت بُری پینے کی چیز ہوگی اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

ظالموں کی سزا دہی کے لئے آسمانی قضاء و قدر کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ عالمگیر جنگوں کی آگ کے خیمے گاڑ دیئے گئے ہیں۔ خواہ دنیا کتنا ہی مساعی امن کی کوشش کرے یہ آگ فرو نہیں ہو سکے گی جب تک کہ اقوام عالم اپنے آپ کو حقیقی امن کے نظام کے ساتھ وابستہ ہونے کے لئے تیار نہ کریں۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں جو جنگ لڑی گئی۔ انگلستان کے وزیر جنگ نے متعدد بار کہا کہ ہم نے ایک کروڑ انسانوں کو جنگ کے مہیب خونخوار درندے کے مُنہ میں اس لئے دھکیلا ہے کہ آئندہ جنگ نہ ہو سکے۔ لیکن لائڈ جارج ابھی زندہ ہی تھا۔ کہ دنیا نے دوسری عالمگیر جنگ کے مہیب بادلوں کو امنڈتے دیکھا اور یہ جنگ پہلی عالمگیر جنگ سے بھی زیادہ تباہ کن ثابت ہوئی۔ وارسائی اور لوزان کے معاہدے اور ان کے ساتھ کئی اور معاہدات بھی موجود تھے۔ لیگ آف نیشنز بھی جنیوا میں قائم تھی۔ مگر ان میں سے کوئی بھی اسے روک نہ سکا۔ ہیروشیما اور ناگاساکی کے مہیب نظارے دوسری عالمگیر جنگ میں دکھائی دیئے۔ اور ایٹم کی تباہ کاریوں نے انسانی جانوں کے ساتھ وہ بھیانک کھیل کھیلا جس کے تصور سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے

Marfat.com

ہیں۔ اب تیسری عالمگیر جنگ کا مہیب اور قوی ہیکل اژدہا منہ کھولے سامنے نظر آرہا ہے۔ دنیا کے سیاسی حالات بتاتے ہیں کہ ان نظاموں کی مدد سے جنگ کو روکنا محال ہے۔ اقوام عالم کے رہنما اور متحارب اقوام جنگ کے اسباب پر نگاہ ڈالنے سے قاصر ہیں۔ اب دنیا ان سے ناامید ہو کر ایک ایسے نظام کی تلاش میں ہے۔ جو حقیقتاً امن کا ذمہ دار ہو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ مذہب اسلام ہے جس کا نظام حیات اقوام عالم کے لئے عدل وانصاف کا میزان قائم کرنا اور رحم ومحبت اور شفقت بنی نوع کے لئے عالمگیر ادارہ پیدا کرنا ہے۔ وَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (الرحمٰن)

پس جب تک ساری دنیا کا نظام ایک مرکز پر نہ آئے۔ اور دنیا کے ہر خطے کے لوگ اپنی وطنی اور جغرافیائی خود غرضیوں سے بالاتر ہو کر ایسے نظام کے متلاشی نہ ہوں دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ آخر دنیا ایک وقت دھکے کھا کر اسلامی نظام کے سایہ تلے پناہ گیر ہو گی۔ اس لئے مومنوں کا فرض ہے کہ عالمگیر نظام امن کے دستور اکمل (قرآن حکیم) کو دنیا کے سامنے جہاں تک ہو سکے جلد تر پیش کرنے کی کوششوں کو تیز سے تیز تر کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو یقیناً بارآور کرے گا۔ اسی فریضہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آگے فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۳۱

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اور مناسب حال عمل کئے ہیں وہ یقیناً بڑے اجر پائیں گے جنہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے ہم ان کا اجر ہرگز ضائع نہیں کریں گے۔ ہاں انہی لوگوں کے لئے دائمی رہائش کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے ریشم اور کمخواب کے پہنیں گے۔ وہ ان میں آراستہ پلنگوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ یہ کیا ہی اچھا اجر ہے۔ اور بہت ہی اچھا ٹھکانا ہے۔

واضح ہو کہ ان دینی خدمات کی توفیق مومنین کی انہی جماعتوں کو میسر آئے گی جو اپنے اعمالِ حیات کی تاریں ایک مضبوط دینی مرکز (نظام خلافت) سے وابستہ کر چکی ہوں گی۔ پس اس نظام

Marfat.com

خلافت میں جو ترقی اقوام کے نظامات جاری ہوں گے۔ وہ انہی کے دلوں کی پکار اور انہیں کے قبضہ میں ہوں گے۔ کیونکہ مذہبی حکومت سیاسی نہیں ہوتی۔ بلکہ ماں باپ کی شفقت سے بھی بڑھ کر مربیانہ خدمت ہوتی ہے۔ خلیفۂ وقت کی زبان سے جو بھی آواز نکلتی ہے۔ وہ گویا ان کے دلوں کی پکار ہوتی ہے۔ اس لئے والہانہ طور پر متبعین اس پر لبیک کہتے ہوئے بشاشتِ قلبی سے مصروفِ عمل ہو کر اس دنیا میں جنّت کے وارث بن جاتے ہیں۔ اسی لئے آگے فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ۔ مگر چونکہ دنیاوی حکومتوں کی اساس جبر و تسلط پر ہوتی ہے۔ ان کی سیاست کی باگ ڈور رعایا کے قلوب پر نہیں بلکہ دوسروں کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ ارباب اقتدار عوام کو جدھر چلائیں وہ بے بس ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ دُنیا میں صحیح نظامِ امن قائم نہیں کر سکتے۔ ان کی سیاست رعایا کے قلوب کی آواز نہیں ہوتی ؛

اب اس کے بعد سُورۂ کہف کے پانچویں رکوع میں ایک مومن موحّد مبلّغِ اسلام کے مکالمہ و مباحثہ کا ذکر ہے۔ جو مسیحی اقوام سے اس کا اندازِ خطاب ہوگا ؛

Marfat.com

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا
رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا
جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَ
حَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا
بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۳۳ كِلْتَا
الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ أُكُلَهَا
وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّ
فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۳۴
وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ
وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ
مَالًا وَّ أَعَزُّ نَفَرًا ۳۵ وَدَخَلَ
جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ
قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖ
أَبَدًا ۳۶ وَّمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ
قَائِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ إِلٰى رَبِّيْ
لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۳۷
قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ
أَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ
تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ
سَوّٰىكَ رَجُلًا ۳۸ لٰكِنَّا هُوَ
اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّيْ
أَحَدًا ۳۹ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ
جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ
لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِنْ تَرَنِ
أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا

اور تو ان کے سامنے ان دو شخصوں کی حالت بیان کر۔ جن میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے تھے۔ اور انہیں ہم نے کھجوروں کے درختوں سے گھیر رکھا تھا اور ان دونوں کے درمیان ہم نے کچھ کھیتی بھی پیدا کی تھی۔ ان دونوں باغوں نے اپنا پھل خوب دیا۔ اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کیا۔ اور ان کے درمیان ہم نے ایک نہر جاری کی تھی۔

اور وہ بہت پھل لاتا تھا پھر اس نے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے (فخریہ) کہا کہ تیری نسبت میرا مال زیادہ ہے۔ اور جتھا معزز ہے اور ایک دفعہ اس شخص نے جو اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا (جب) اپنے باغ میں داخل ہوا تو کہا کہ میں خیال بھی نہیں کر سکتا کہ میرا یہ باغ کبھی تباہ ہوگا اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ (موعودہ تباہی کی) گھڑی آنیوالی ہے اور اگر (بالفرض) میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو میں (وہاں بھی) یقیناً اس سے بہتر ٹھکانا پاؤنگا۔ اسکے ساتھی نے اس سے سوال وجواب کرتے ہوئے کہا کہ کیا تو نے اس ہستی کا انکار کر دیا ہے جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر اس نے تجھے پورا آدمی بنایا۔ (تیرا تو یہ حال ہے) لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہیں بناتا۔ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو یہ کہدیتا کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ چاہیگا وہی ہوگا، اللہ کے (فضل کے) بغیر کوئی طاقت نہیں اگر تو مجھے اپنی نسبت مال اور اولاد میں کم سمجھتا ہے تو

Marfat.com

فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا
مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا
حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ
صَعِيْدًا زَلَقًا ۙ اَوْ يُصْبِحَ
مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ
طَلَبًا ۙ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ
يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ
فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى
عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ
لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ۙ
وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۙ
هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ
هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۙ

بالکل یہ ممکن ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر باغ دیدے اور (تیرے باغ) پر اُوپر سے کوئی آگ کا شعلہ گرا دے جس کی وجہ سے وہ ایک صاف اور چٹیل میدان ہو جائے۔ یا اس کا پانی خشک ہو جائے۔ (اور پھر تو اس کو تلاش بھی نہ کر سکے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور اس کے تمام پھلوں کو تباہ کر دیا گیا۔ (جب اس نے باغ کو اپنے سہاروں پر گرا ہوا (دیکھا) تو اپنے ہاتھ ملنے لگا۔ اس مال کی وجہ سے جو اس نے باغ کی ترقی کے لئے خرچ کیا تھا۔ اور کہنے لگا کہ کاش میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بناتا۔ اور (اس وقت) کوئی جماعت اسکے ساتھ نہ ہوئی جو اللہ کے سوا اسکی مدد کرتی اور نہ ہی کوئی (اس کا انتقام لے سکا۔ ایسے ہی موقع پر اللہ کی مدد اترتی ہے۔ جو معبود حقیقی ہے۔ وہ بدلہ دینے میں سب سے اچھا ہے اور انجام پیدا کرنے کی رو سے بھی سب سے اچھا ہے۔

مغربی تہذیب کا دلدادہ جو اس تہذیب کے متعلق یہ توقعات رکھتا ہوگا کہ یہ مٹنے والی نہیں مبلغ اسلام اسے متنبہ و بیدار کرتے ہوئے مغربی تہذیب کے زوال اور اس کے مٹنے کی پیشگوئی کو دلائل و بیّنات سے مبرہن کرکے آخر میں یہ کہہ دے گا کہ تو اس تہذیب پر اِترا نہیں۔ اور آسمانی فیصلہ کا منتظر رہ۔ جس کے متعلق پہلے سے یہ خبر دے دی گئی ہے کہ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا۔ اس کی عمارت دھڑام سے نیچے گرا دی جائیگی کیونکہ اس کی بنیادیں کھوکھلی ہیں۔ میں تو اپنی روحانی آنکھ سے ابھی سے مشاہدہ کر رہا ہوں۔ اور عنقریب تم بھی اس کا ظاہری آنکھ سے مشاہدہ کر لوگے۔ تب ایک زبردست روحانی انقلاب پیدا ہو جائے گا۔

اس میں فقرہ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قابلِ غور ہے۔ سورہ بقرہ میں حضرت حزقیل نبی کے کشف میں بھی یہی فقرہ ہے اور اس میں آگے فرمایا۔ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ۔ اس میں اشارہ ہے کہ جس طرح وہاں ایک صدی کے اندر روحانی انقلاب رونما ہوا تھا۔ اسی طرح اس وقت بھی ایک قسم کا روحانی انقلاب صدی کے اندر مبلغین اسلام

Marfat.com

کی مساعی جمیلہ سے ان اقوام میں ظہور پذیر ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لیجئے۔ ایک وہ وقت تھا جبکہ تہذیب مغرب کے دلدادگان یہی توقع رکھتے تھے کہ ہماری تہذیب کبھی مٹنے والی نہیں اور اب یہ موقت ہے کہ ان کے نمائندگان اپنے مونہوں سے اس تہذیب کے مٹنے کی خود خبریں دیتے ہوئے ان بھیانک خطرات پر جو آئندہ پیش آنے والے ہیں۔ اپنے دلی جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔

ایک وہ بھی وقت تھا جبکہ پرستارانِ مسیحیت اس امر پر اترا رہے تھے کہ ہماری ایمپائر پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اور اپنے ملک میں مبلغین اسلام کے داخلہ پر تمسخر کرتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ آج اس روحانی انقلاب کا نظارہ دیکھ لیجئے۔ کہ مبلغین اسلام کی اس چھوٹی سی جماعت (جماعت احمدیہ) کے مراکز تبلیغ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ پس اے نونہالان احمدیت! اس پر خدا کا شکر کیجئے۔ ہماری حیثیت تو دنیا کی نگاہ میں ایک تنکے سے بھی زیادہ نہیں۔ یہ تو خدا کا فضل ہے کہ اس ننھی سی جماعت کے ذریعہ وہ معجزانہ نشانات ظاہر فرما رہا ہے جس کی بشارت پہلے سے الہاماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے رکھی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ وَنُرِیَ فِرۡعَوۡنَ وَھَامَانَ وَجُنُوۡدَھُمَا مَا کَانُوۡا یَحۡذَرُوۡنَ (تذکرہ ص۱۸۱) کہ ہم فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ نظارے دکھائیں گے جن سے وہ ڈر رہے تھے یہ خلافت کی برکت ہے جس کے اعلیٰ نشان دنیا کے سامنے نمایاں کئے جا رہے ہیں۔

مگر یہ بھی یاد رکھیئے کہ ہمارے لئے آئندہ نئے سے نئے خطرات بھی رونما ہو رہے ہیں۔ جن کے مقابلہ کے لئے ہمیں نئی سے نئی قربانیوں کی بھی ضرورت پڑے گی ان کے لئے بھی ابھی سے تیار رہیئے۔ اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیئے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اب ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظلمات کے بادشاہ نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے دن قریب آگئے ہیں۔ آج ہمیں باہر سے اسلام کے خلاف صرف ملکی یا علاقائی تدابیر کے متعلق ہی معلومات حاصل نہیں ہوتیں بلکہ ایسے منصوبوں کے متعلق بھی ہمارے دوست ہمیں علم دیتے رہتے ہیں کہ جو بین الاقوامی منصوبے ہیں۔ کئی ممالک اکٹھے ہو کر سوچتے ہیں کہ کس طرح جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچایا جائے۔ اور اسلام کی جو زبردست اور عظیم مہم غلبۂ اسلام کے حصول کے لئے جاری ہوئی ہے اس کو کمزور کیا جائے۔ یا اسے ناکام کیا جائے...... لیکن ان تدابیر

Marfat.com

اور ان منصوبوں کی مضرات سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان ایمان پر پختگی سے قائم ہو اور عمل صالح کے نتیجہ میں حالات کے لحاظ سے اسے جو قربانیاں[1] دینی چاہئیں وہ دے کر دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرے۔"

آگے حضور فرماتے ہیں:۔

"پس جہاں تک ہمارے کانوں میں غیر ممالک سے یہ اطلاعات پہنچتی ہیں۔۔۔۔۔ وہاں خدا کرے کہ ہمارے کانوں میں ساری دنیا کے احمدیوں کی طرف سے یہ آواز بھی پہنچے کہ خدا تعالیٰ کے دین کی حفاظت اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے موعود "الدین" کے غلبہ کو قریب لانے کے لئے جن قربانیوں کی بھی ضرورت پڑے گی وہ ہم[2] دیتے چلے جائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں کا زیادہ سے

---

[1] جماعت کی قربانیوں کا معیار کیا ہونا چاہیئے۔ اس کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد پڑھیئے۔ حضور رضی نے فرمایا۔ "ہماری جماعت کے افراد کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اس وقت کیا نمونہ پیش کر رہے ہیں جب وہ خبروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں دیکھو ہماری جماعت کتنی قربانی کر رہی ہے۔ کس طرح نوجوان اپنی زندگیاں وقف کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ حالانکہ جو کچھ مکّہ والوں نے کیا اگر ساری جماعت قربانی کے اس نقطہ تک پہنچ جائے تو دنیا میں حیرت انگیز طور پر ہماری تبلیغ کا سلسلہ وسیع ہو جائے۔ میرا اپنا اندازہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کی ماہوار آمد پچیس تیس لاکھ سے کم نہیں۔ اگر دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے جس کے معنی کم از کم ۱۵ فیصد کے ہیں تو تیرہ لاکھ ماہوار آمد بن جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ مکّہ والے بھی اپنی آمد کا نصف قومی کاموں کے لئے دیدیا کرتے تھے۔۔۔۔ ان کے سامنے کوئی اعلیٰ درجے کا آئیڈیل نہیں تھا۔ محض اتنی بات تھی کہ قصیٰ نے ہم کو کہا ہے کہ ہمارے دادا ابراہیمؑ نے یہ کہا ہے کہ مکّہ میں رہو اس لئے ہم یہاں رہنے کے لئے آگئے ہیں۔ یہ کتنا چھوٹا سا آئیڈیل ہے اس کے مقابلہ میں تمہارا آئیڈیل یہ ہے کہ تم نے دنیا فتح کرنی ہے تم نے دنیا میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت قائم کرنی ہے۔ تم نے دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم کرنی ہے۔ وہ اپنے چھوٹے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنا نصف مال لا کر دیدیتے تھے۔۔۔۔۔ مگر تم بڑے مقصد کے لئے وہ قربانی نہیں پیش کر سکتے۔ اگر تم ایسا کرو تو سلسلہ کی سالانہ آمد سوا کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ ہونی چاہیئے۔ اگر جماعت مکّہ والوں کی قربانی کے برابر قربانی کرنے لگ جائے اسے نصف بھی کرنے لگ جائے اس سے چوتھا حصّہ بھی کرنے لگ جائے تو کتنا عظیم الشان کام ہو سکتا ہے کتنی تبلیغ ہو سکتی ہے۔" (تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم سورۃ قریش صفحہ ۲۳۷)

[2] ان نئی قربانیوں کے لئے ایک تازہ ترین تحریک بھی ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء پر صد سالہ

Marfat.com

زیادہ وارث بنائے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ اخاء ۱۳۵۱ ہش - ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۲ء)
(مندرجہ الفضل ۱۳ وفا ۱۳۵۲ ہش ۱۳ جولائی ۱۹۷۳ء)

لبیک یا امیرالمؤمنین لبیک۔ ستجدنا ان شاء اللہ تعالیٰ من الطائعین۔

پس اے نونہالانِ اسلام! جب تم اپنی ان قربانیوں سے ان نئے خطرات پر قابو پالو گے تو غلبۂ اسلام کی وہ گھڑی جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آج سے ۷۰ سال پہلے اس کی خبر دے رکھی تھی تم اپنی آنکھوں کے سامنے نمودار پاؤ گے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

بقیہ حاشیہ ۶۳:۔ احمدیہ جوبلی فنڈ کے لئے اپنی جماعت کے سامنے رکھی۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ آج سے قریباً پندرہ سال دو ماہ کے بعد جماعت احمدیہ جو دنیا میں غلبۂ اسلام کے لئے قائم کی گئی ہے اپنی زندگی کی دوسری صدی میں داخل ہو گی۔ اس تحریک کے ذریعہ ہم جماعت کی زندگی پر سو سال گذرنے پر اللہ تعالیٰ کے حضور عملی رنگ میں شکر اور حمد کے جذبات پیش کریں گے۔ اور مزید قربانیاں پیش کرتے ہوئے دوسری صدی کا استقبال کریں گے جو در اصل غلبۂ اسلام کی صدی ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ"

اس دوسری صدی کے استقبال کے لئے انجیل برنباس کے اردو ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۱۶ء میں بھی ایک پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ فصل ۸۳ میں زیر آیت ۲۴ تا ۲۶ میں لکھا ہے کہ "آدھی رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے قریب گئے۔ تب یسوع نے ان سے کہا یہی رات مسیّا رسول اللہ کے زمانہ میں وہ سالانہ جوبلی ہو گی جو کہ اس وقت ہر سو برس پر آتی ہے اس لئے میں نہیں چاہتا ہوں کہ ہم سو رہیں۔ بلکہ یہ کہ ہم سو مرتبہ اپنے سر کو جھکاتے ہوئے نماز پڑھیں۔ اپنے قدیم رحیم معبود کے لئے سجدہ کریں۔ جو کہ ابد تک مبارک ہے۔" (انجیل برنباس فصل ۸۳ ص ۱۲۵)

یہ پیشگوئی جس وجود مسعود کے ہاتھوں پوری ہو گی اس کی بشارت بھی طالمود میں موجود ہے کہ وہ خلیفۂ وقت مسیح موعود کا پوتا ہو گا۔ لکھا ہے کہ "مسیح موعود کی وفات کے بعد آسمانی بادشاہت پہلے اس کے فرزند کو پھر اس کے پوتے کو سونپی جائے گی۔" دیکھئے (طالمود جوزف بارکلے باب پنجم ص ۳۷ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

نیز حضور نے قربانیوں کی تحریک فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا۔"میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اسی تحریک کیلئے اڑھائی کروڑ روپیہ کی تحریک کی تھی اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضلوں پر امید رکھتے ہوئے یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس تحریک میں جماعت کا چندہ پانچ کروڑ روپیہ تک پہنچ جائے گا۔

اور حضور نے ۸ فروری کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ کہ مخلصین جماعت کے وعدے کوئی بعید نہیں کہ پانچ کروڑ

Marfat.com

"خدا تعالےٰ نے جس تہذیب کے پھیلنے کا ارادہ فرمایا ہے اُسے اب کوئی روک نہیں سکتا جیسے جب کوئی بڑا بھاری سیلاب آتا ہے تو اس کے آگے کوئی بند نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کا ارادہ اس سیلاب سے بھی بڑھکر زبردست ہے۔ کون ہے جو اس کے آگے بند لگائے۔ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا میں سچی تہذیب اور رُوحانیت پھیلے" (الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی ایک موقع پر احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو ہاں تم کو خدا تعالےٰ نے اس نوبت خانہ کی ضرب پھیر دی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں۔ اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں۔ تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالےٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالےٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اس غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے۔ اور اس غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا تعالےٰ کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہؐ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴:- سے بھی زیادہ بلکہ دس کروڑ کے قریب تک پہنچ جائیں۔ اور فرمایا اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی اور تضرع کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی دعاؤں کی از حد ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس منصوبے کیلئے آسمانی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھولدے حضور نے اس سلسلے میں دعاؤں اور عبادات کا بھی ایک خاص پروگرام سامنے رکھا۔ (الفضل ۱۰ فروری ۱۹۷۴ء) اس کے بعد حضور ۸ ہجرت ۱۳۵۳ ہش کے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"میں بڑی خوشی سے آپ کو یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ اس چٹھی کے لکھے جانے کے وقت یہ رقم ۱۰۲۴۴۷۳۴۴ ہو گئی ہے اور ہر روز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ثم الحمد للہ"

(الفضل ۱۲ ہجرت ۱۳۵۳ ہش (۱۲ مئی ۱۹۷۴ء) صفحہ ۱)

چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہؐ کو دینا ہے۔ اور محمد رسول اللہؐ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالٰے کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو! اور میری بات کے پیچھے چلو کہ مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے مَیں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔"

(سیر روحانی جلد سوم ص۲۸۶ و ۲۸۷)

نیز حضور نے فرمایا:-

"مَیں نے اللہ تعالٰے سے دعا کی کہ یہ سلسلہ سب سے زیادہ خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ یا الٰہی تُو اپنا فضل کر۔ اور یہی دعا کرتا کرتا مَیں سو گیا۔ صبح کے قریب کا وقت تھا۔ کہ میرے سامنے ایک کاغذ لایا گیا۔ جس پر ...... یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔" اُکُلُھَا دَائِمٌ وَظِلُّھَا۔" اس کے بعد یہ الفاظ میرے دل پر اور زبان پر بھی نازل ہونے شروع ہوئے ...... اس میں اللہ تعالٰے نے بتایا ہے کہ اللہ تعالٰے نے احمدیت کے پھلوں کو اور اس کے سایہ کو دائمی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔" (الفضل ۵ رجون ۱۹۲۴ء ص۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز نے بھی خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ رجولائی ۱۹۷۰ء میں دنیا بھر میں رُونما ہونے والے غلبۂ اسلام کے آثار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"دُنیا کے ہوتے ہمیں ڈرا نہیں سکتے۔ کب اور کس نے یہ توفیق پائی۔ کہ اللہ تعالٰے کے منشاء کے خلاف جماعت احمدیہ کو ہلاک کر دے؟ کسی نے بھی یہ توفیق نہیں پائی۔ اسّی سال سے دُنیا اکٹھی ہو کر ہمیں مٹانے کی کوشش کر رہی ہے ...... اسّی سال سے ساری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو کر اس ایک آواز کو خاموش کرنے کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ جو یکہ و تنہا تھی۔ جب وہ آواز اُٹھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لیکن دنیا اسے خاموش نہیں کر سکی۔ تمہاری آوازیں اس کی بازگشت ہیں۔ جو مَیں سن رہا ہوں اس لئے مَیں خوش ہوں۔ پس ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اور نہ ہو سکتا ہے کہ وہ آواز خاموش کرا دی جائے۔ لیکن جو فرداً فرداً اللہ تعالٰے کے فضل نازل ہوتے ہیں۔ وہ ہماری YOUNGER GENERATION (ینگر جنریشن) یعنی نوجوانوں کو معلوم ہونے چاہئیں کہ اس میں کیا لذّت اور کیا سرور اور کیا مزہ ہے۔ تاکہ ساری دنیا سے بے پرواہ اور بے خوف ہو کر قربانیوں اور ایثار کے میدان میں آگے آئیں۔ اور وہ کام انجام پائے

Marfat.com

جو مشروط طور پر ہوتا ہے۔ کہ تم قربانی دو گے تو انعام ملے گا ورنہ قرآن کہتا ہے
کہ اللہ ایک اور قوم کو لائے گا جو ان نعمتوں کی وارث بنے گی۔ پس جو نعمتیں ایک
عام اندازہ کے مطابق اس رنگ میں اور اس شان کے ساتھ آج سے ۲۰ سال
بعد ہمیں ملتی ہیں وہ نوجوانوں کی جوانی کے جوش اور قربانی اور ایثار کے نتیجہ میں بیس
سال کی بجائے دس سال کے بعد مل جائیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غلبۂ اسلام کے دن مجھے
HORIZEN (افق) پر نظر آ رہے ہیں۔ یہ سورج انشاء اللہ طلوع ہو گا۔ اور
نصف النہار پر پہنچے گا۔ اور بہت جلدی پہنچے گا۔ لیکن اس سورج کی تپش کے ذریعہ
سے گناہ کی خشکی سے بچنے کے سامان اللہ تعالیٰ پیدا کرے۔ تبھی ہمیں فائدہ ہے۔ اور
جو توانائی اس مادی دنیا کو سورج کی شعاعیں دے رہی ہیں روحانی سورج کی شعاعیں
ہماری روحانی دنیا میں ہمیں ان فیوض کا اہل پائیں اور ہمیں وہ اتنی ملیں اتنی
ملیں کہ ہم حقیقۃً اور واقعہ میں صحابہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو
جائیں جیسا کہ ہمیں وعدہ دیا گیا ہے۔" (الفضل ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء صفحہ ۱-۲)

اسی کے متعلق آگے آیت ۴۵ میں یہ بشارت دی گئی ہے۔ کہ جب تم ایسی قربانیاں پیش کر دو گے
تو ھُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا۔ اس وقت
سچے خدا کی بادشاہت تم اپنی آنکھوں کے سامنے پاؤ گے۔ یہ تمہاری ان تھک تبلیغی مساعی
کا نتیجہ ہو گا۔ کیونکہ وہ بہترین نتیجہ نکالنے والا اور اچھا انجام پیدا کرنے والا ہے۔
اس مبارک دور کے متعلق حضرت مسیح ناصری پر بھی یہ انکشاف ہوا تھا کہ خدا کی بادشاہت
عنقریب قائم ہونے والی ہے۔ چنانچہ مرقس ۱/۱۵ میں ہے۔ کہ
"یسوع نے گلیل میں آ کر خدا کی خوشخبری کی منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہو گیا ہے
اور خدا کی بادشاہت نزدیک آ گئی ہے توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ۔"

لہ واضح ہو کہ متی نے اس منادی کو یوحنا کی طرف منسوب کر دیا۔ دیکھئے (متی ۳/۲) اور عام طور پر عیسائی
منّاد اب تک اس پیشگوئی کو حضرت مسیح ناصری پر چسپاں کر کے یہی دعوٰی کرتے رہے کہ حضرت یوحنا نے
منادی کی تھی کہ خدا کی بادشاہت مسیح کے زمانہ میں قائم ہو گی۔ پادریوں کی اس دجالی چال کی تنقید کی اب تک
ان میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی مگر اب جبکہ مسیح محمدی کے منّاد ان ملکوں میں پہنچ کر مسیح کے جلالی شان کے

Marfat.com

اور مسیح نے یہ بھی فرمایا۔ کہ

"خدا کی بادشاہت رائی کے دانہ کی مانند ترقی پذیر ہے۔" (مرقس ۱۴/۳۰)

پس اس وقت ہم مسیح کے ماننے والوں کو یہ خوشخبری سُنائیں گے کہ وہ رائی کا دانہ جس کو مسیحؑ نے ترقی پذیر ہوتے ہوئے دیکھا تھا اب نشوونما پاکر ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کے سایہ تلے اب اقوام عالم پناہ لیں گی۔ اور حضرت مسیح کی انہیں وہ بشارت بھی دیں گے جو فرمایا تھا کہ

"بادشاہت کی خوشخبری کی منادی تمام دُنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو اور اس وقت خاتمہ ہوگا۔" (متی ۲۴ : ۱۴)

نیز اُس وقت ہم مسیحیوں کے سامنے حضرت مسیح کا وہ ارشاد بھی رکھیں گے جو اسی زمانہ کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ

"خدا کی بادشاہت تمہارے پاس آگئی۔" (لوقا ۱/۹)

پس اسے ٹھکراؤ نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم حضرت مسیحؑ کے اس انذار کا مصداق بنو جو فرمایا۔

"وہ جو اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔" (متی ۷/۲۱)

نیز فرمایا۔

"سوئی کے ناکہ میں اُونٹ کا گذر جانا آسان ہے لیکن دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا بہت مشکل ہے۔" (مرقس ۱۰/۲۵)

نیز حضرت یوحنّا کا مکاشفہ بھی ان کے سامنے لاکر ان سے پوچھیں گے کہ کیا اس قدر وضاحت بھی تمہاری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں جو حضرت یوحنّا نے کشف میں دیکھا تھا۔ کہ

"آسمان پر لڑائی ہوئی۔ میکائیل اور اس کے فرشتے اژدہا سے لڑنے کو نکلے۔ اور اژدہا اور اس کے فرشتے ان سے لڑے لیکن غالب نہ آئے۔ اور اس کے بعد آسمان پر اُن کیلئے

بقیہ حاشیہ ص۶۷ :- ظہور کی خبر ان ممالک میں پہنچا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے مفسرین بائبل کی ایک جرأت مندسی جماعت بھی کھڑی کردی۔ جنہوں نے اس غلطی کا پردہ چاک کرکے واضح الفاظ میں یہ کہدیا کہ "یہ منادی حضرت مسیح نے ہی کی تھی۔ متی نے غالباً کسی غلط فہمی کی بناء پر اس کو یوحنّا کی طرف منسوب کردیا حالانکہ یوحنّا کا پیغام تو انذاری تھا۔" دیکھئے (دی انٹرپریٹرس بائبل جلد ۷ نیویارک)

Marfat.com

جگہ نہ رہی۔ اور وہ بڑا اژدہا یعنی وہی پُرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے اور سارے جہان کو گمراہ کر دیتا ہے زمین پر گرا دیا گیا اور اس کے فرشتے بھی اس کے ساتھ گرا دیئے گئے۔ پھر مَیں نے آسمان پر سے یہ بڑی آواز آتی سُنی کہ اب ہمارے خدا کی نجات اور قدرت اور بادشاہی اور اس کے مسیح کا اختیار ظاہر ہوا۔"

(مکاشفہ یوحنا ۱۲: ۷ تا ۱۰)

ہاں ہم مسیحیوں کے سامنے حضرت مسیح کے کڑوے دانوں کی وہ تمثیل بھی رکھیں گے۔ جس کی تشریح آپ نے اپنے شاگردوں کے سامنے کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس کے شاگردوں نے اس کے پاس آ کر کہا کہ کھیت کے کڑوے دانوں کی تمثیل ہمیں سمجھا دے۔ اس نے جواب میں کہا کہ اچھے بیج کا بونے والا ابن آدم ہے اور کھیت دُنیا ہے اور اچھا بیج بادشاہی کے فرزند اور کڑوے دانے اس شریر کے فرزند ہیں۔ جس دشمن نے ان کو بویا وہ ابلیس ہے اور کٹائی دنیا کا آخر ہے اور کاٹنے والے فرشتے ہیں۔ پس جیسے کڑوے دانے جمع کئے جاتے اور آگ میں جلائے جاتے ہیں ویسے ہی دنیا کے آخر میں ہوگا۔ ابنِ آدم اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ سب ٹھوکر کھلانے والی چیزوں اور بدکاروں کو اس کی بادشاہی میں جمع کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ اس وقت راستباز اپنے باپ کی بادشاہی میں آفتاب کی مانند چمکیں گے جس کے کان ہوں سُن لے۔" (متی ۱۳: ۳۶ تا ۴۳)

پھر آسمان کی بادشاہی کی تمثیل بھی اُسے سُنائیں گے جو حضرت مسیح نے فرمائی:۔

"پھر آسمان کی بادشاہی اس بڑے جال کی مانند ہے جو دریا میں ڈالا گیا اور اس نے ہر قسم کی مچھلیاں سمیٹ لیں۔ اور جب بھر گیا تو اسے کنارے پر کھینچ لائے اور بیٹھ کر اچھی اچھی تو برتنوں میں جمع کر لیں اور جو خراب تھیں پھینک دیں۔ دنیا کے آخر میں ایسا ہی ہوگا۔ فرشتے نکلیں گے اور شریروں کو راستبازوں سے جُدا کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔"

(متی ۱۳: ۴۷ تا ۵۰)

مسٹر اوتھر فرڈ اپنی تصنیف "The Truth shall make you free" میں اس معنی خیز تمثیل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

Marfat.com

"ایسی تمثیلی زبان میں مسیح نے دراصل پیشگوئی کی تھی کہ نقلی مسیحی اصلی مسیحیوں سے الگ کر دیئے جائیں گے۔ اور منافق قسم کے دیندار بالآخر تباہ ہو جائیں گے۔" (ص ۲۸۲-۲۸۱)

ان نقلی مسیحیوں کے متعلق انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں زیر لفظ اینٹی کرائیسٹ جو مقالہ درج ہے وہ بڑا ہی دلچسپ ہے اسے غور سے پڑھیئے۔ لکھا ہے۔

۱۔ کہ "عیسائی مصلحین پہلے تو بعض پوپوں کو اینٹی کرائیسٹ کہتے تھے۔ لیکن سولہویں صدی کی تحریک اصلاح کے دوران اس تحریک کے لیڈروں نے یہ اعلان کیا کہ پاپائیت بجائے خود اینٹی کرائیسٹ یعنی مسیح دجال ہے۔

۲۔ عیسائی میتھیاس نے بھی اعلان کیا کہ چرچ کے اندر اینٹی کرائیسٹ پیدا ہو چکا ہے۔

۳۔ یہ خیال کہ برائی دراصل کلیسیا کے سربراہ کی صورت میں تشکیل پا چکی ہے خصوصاً پادریوں کی فوج اور ان کی اعلیٰ تنظیم مسیح دجال کا پیکر ہے۔ پاپائیت روما کے خلاف ایک بہت بڑا حربہ بن گیا ہے۔

۴۔ لوتھر نے تو اگرچہ کسی پوپ کو انفرادی طور پر اینٹی کرائیسٹ قرار نہیں دیا مگر پاپائیت کے کلیسائی نظام کو مسیح دجال کا لقب دیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک پاپائیت اللہ تعالیٰ کے کلام پر حکم بن کر بیٹھ گئی ہے۔

۵۔ عہدِ حاضر کے کچھ پراٹسٹنٹ علماء اس نظریئے کے حامل ہیں کہ اینٹی کرائیسٹ کون ہے۔ ان علماء کے نزدیک انجیل حتمی طور پر بتاتی ہے کہ مسیح کی مسخ شدہ تصویر یا مسیح کے نام سے جھوٹی عیسائیت اینٹی کرائیسٹ ہے۔ یہ بات بھی زیر بحث رہی ہے کہ (مسخ شدہ) عیسائیت کی اشاعت بجائے خود خدا کے خلاف بغاوت کے امکان کو نشوونما دینے والی ہے۔" (اینٹی کرائیسٹ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا)

اے نقلی عیسائیت پر فخر کرنے والو! آخری دنوں کے ان مسیحیوں کے اخلاق و عادات کا نقشہ جو پولوس رسول نے کھینچتے ہوئے اپنے زمانہ کے مسیحیوں کے سامنے رکھا اسے غور سے پڑھو۔

پولوس رسول تیمیتھیس کے نام اپنے خط میں مسیحیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"لیکن یہ جان رکھ کہ آخر زمانہ میں برے دن آئیں گے۔ کیونکہ آدمی خود غرض۔ زردوست۔ شیخی باز۔ مغرور۔ بدگو۔ ماں باپ کے نافرمان۔ ناشکرے۔ ناپاک۔ طبعی محبت سے خالی۔ سنگدل۔ تہمت لگانے والے۔ بے ضبط۔ تندمزاج۔ نیکی کے دشمن۔ دغاباز۔

Marfat.com

ڈھیٹھ ۔ گھمنڈ کرنے والے ۔ خدا کی نسبت عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے ۔ وہ دینداری کی وضع تو رکھیں گے مگر اس کے اثر کو قبول نہ کریں گے ایسوں سے بھی کنارہ کرنا ۔ ان میں سے وہ لوگ ہیں جو گھروں میں دبے پاؤں گھس آتے ہیں ۔ اور ان چھچھوری عورتوں کا دل قابو میں کر لیتے ہیں جو گناہوں میں دبی ہوئی ہیں ۔ اور طرح طرح کی خواہشوں کے بس میں ہیں اور ہمیشہ تعلیم پاتی رہتی ہیں ۔ مگر حق کی پہچان تک کبھی نہیں پہنچتیں ۔ اور جس طرح کہ ینیس اور یمبریس نے موسیٰ کی مخالفت کی تھی ۔ اسی طرح یہ لوگ بھی حق کی مخالفت کرتے ہیں ۔ یہ ایسے آدمی ہیں جن کی عقل بگڑی ہوئی ہے اور وہ ایمان کے اعتبار سے نامقبول ہیں ۔ مگر اس سے زیادہ نہ بڑھ سکیں گے ۔ اس واسطے کہ ان کی نادانی سب آدمیوں پر ظاہر ہو جائے گی ۔"

(تیمیتھیس ۲ باب ۳ ۔ آیت ۱ تا ۹)

انجیل متی باب ۴ میں ہے کہ یسوع مسیح کو شیطان ایک پہاڑی پر لے گیا ۔ اور دنیا کی دولتیں دکھائیں ۔ اور وعدہ کیا کہ سجدہ کرنے پر یہ تمام دولتیں تجھے دوں گا ۔ یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جب عیسائی قوم اس کو سجدہ کرے گی تو دنیا کی تمام دولتیں اس کو دی جائیں گی ۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا ۔

اب آگے رکوع ملا میں مغربی تہذیب کے پارہ پارہ ہو جانے کا فلسفہ پیش کیا جاتا ہے ۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۴۵ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ

اور تو ان کے سامنے اس ورلی زندگی کا حال بیان کر وہ تو اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے بادل سے اتارا اور اس میں زمین کی روئیدگی مل گئی ۔ پھر وہ بھوسے کا چورا بن گئی جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ۔

مال اور بیٹے اس ورلی زندگی کی زینت ہیں ۔ اور باقی رہنے والے نیک اور مناسب حال کام تیرے رب کے نزدیک بدلہ کے لحاظ سے بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں ۔ اور (اس دن بھی ان نتائج کا ظہور ہوگا) جس دن ہم پہاڑوں کو اپنی جگہ سے

Marfat.com

وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۚ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۚ

چلادینگے اور تُو زمین والوں کو مقابلہ میں جنگ کے لئے نکلتا ہُوا دیکھے گا۔ اور ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے۔ اور ان میں سے کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑیں گے۔ اور وہ صف باندھے ہوئے تیرے رب کے سامنے پیش کئے جائینگے (اور کہا جائیگا کہ دیکھ لو) تم (اسی طرح کمزوری کی حالت میں) ہمارے پاس آ گئے جس حالت میں ہم نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا تھا (اور تم یہ امید نہیں رکھتے تھے) بلکہ تمھیں دعویٰ تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ (کے پورا ہونے) کی ساعت مقرر نہیں کریں گے۔ اور کتاب انکے سامنے رکھدی جائیگی پس (اے مخاطب) تُو ان مجرموں کو اسکی وجہ سے جو اس میں لکھا ہوگا ڈرتے دیکھے گا اور وہ کہیں گے ہائے افسوس! ہماری تباہی اس کتاب کو کیا ہُوا کہ یہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے اور نہ بڑی بات کو مگر یہ کہ اس نے ان سب کا احاطہ کیا ہُوا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا اسے اپنے سامنے پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

مغربی تہذیب کے مٹائے جانے کا فلسفہ

خدائے تعالےٰ کے ہاں کوئی بے ضابطگی اور دھاندلی نہیں کہ یونہی کسی تہذیب اور معاشرہ کو تباہ کردیا جائے بلکہ اس کے تو ایسے پُرحکمت۔ محکم اور اٹل قوانین ہیں جن میں کوئی تبدیلی نہیں لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ - وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا -

سُنو! مغربی تہذیب کا مطمحِ نظر محض حیوانی زندگی کی ابتدائی مراحل تھیں۔ مال و دولت کمانا اور عیش و عشرت کرنا ہی ان کے ہاں انسانی زندگی کا منتہائے مقصد تھا۔ حالانکہ مال و دولت اور کثرت اولاد ادنیٰ زندگی کے سامان ہیں۔ جن کی عمر حیوانی زندگی کی طرح محدود الوقت اور قلیل المقدار رہے۔ اس کی مثال اس زمینی روئیدگی کی طرح ہے کہ کچھ وقت تک کے لئے تو آسمانی پانی کی طراوت پاکر سبزہ اُگتا ہے۔ مگر زمینی آلائشوں کے اختلاط سے جب وہ طراوت اس میں باقی نہیں رہتی تو آخر خشک ہوکر چورہ چورہ ہوجاتا ہے۔ اور پھر وہ وقت بھی آتا ہے کہ جب

Marfat.com

آندھیاں چلتی ہیں تو اس چورہ کو اڑا کر اسے بے نام ونشان کر دیتی ہیں۔
یاد رکھو انسان محض حیوان ہی نہیں کہ اس کی زندگی محض حیوانی زندگی کی طرح محدود الوقت ہو۔ بلکہ وہ حیوانیت اور روحانیت کا ایک ایسا ملغوبہ اور معجون مرکب ہے جو حیوانی زندگی کے ساتھ روحانی زندگی کے بھی لوازم رکھتا ہے اس کی روحانی زندگی کے بقائے ابدی کے سامان "الباقیات الصالحات" ہیں۔ جو اسے دیر تک سلامت رکھتے ہیں۔ جو قومیں ان سامانوں سے محروم ہوتی ہیں۔ جب انقلابات دہر کی آندھیاں چلتی ہیں تو چونکہ ان میں اخلاق وروحانیت کی طراوت وتازگی نہیں ہوتی۔ وہ خشک پتوں کی طرح ہوتی ہیں جنہیں آندھیاں اُڑا کر بے نام ونشان کر دیتی ہیں۔ اسی مضمون کو آیت ۴۶، ۴۷ میں یوں بیان فرمایا۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۤءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۤءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝

پس جب سابقہ پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آئے گا تو انقلابات دہر کی ایسی آندھیاں چلیں گی جن سے بڑی بڑی حکومتوں کے تخت الٹ جائیں گے۔ اور ایسے زبردست سیاسی انقلابات آئیں گے کہ دنیا میں جو امیر وغریب کا فرق رکھکر غرباء کے خون چوسے جا رہے تھے ان انقلابات سے یہ تفرقے مٹ جائیں گے اور زمین کے نشیب وفراز پر ٹریکٹرز اور بل ڈوزر چلا کر اسے ہموار کر دیا جائے گا۔ لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمْتًا۔ جن غرباء کو کچل کر ان کے دلی جذبات کو دبا دیا گیا تھا آخر وہ اُبھر آئیں گے اور منتقمانہ جذبات سے بھرپور ہو کر اپنا انتقام لینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

آخر دنیا میں وہ تباہی آئے گی جس کے تصور سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہی انقلابات سیاسی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا۔ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا۔ اس تباہی کا نقشہ سورۂ حج میں نہایت ہی بھیانک پیش کیا گیا ہے۔ اور اسے زلزلۃ الساعۃ کا نام دیا گیا ہے۔ فرمایا۔

Marfat.com

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ۔ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَاهُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ۔ (الحج آیت ۲-۳)

اے لوگو! تم اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ فیصلہ والا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ اس دن تم دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی عورت جس کو دودھ پلا رہی ہو گی اس کو بھول جائیگی اور ہر حاملہ عورت اپنے حمل کو گرا دے گی۔ اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ بدمستوں کی طرح ہیں۔ حالانکہ وہ بدمست نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

اس عذاب کا اقوام یاجوج ماجوج کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِأَةٍ وَتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَعِنْدَهٗ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَاهُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ۔

(بخاری کتاب الانبیاء و مسلم کتاب الایمان)

(ترجمہ) ابوسعید خدری سے روایت ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ آدم علیہ السّلام سے مخاطب ہو کر فرمائیگا اے آدم! وہ عرض کرے گا لبّیک وسعدیک والخیر کلّہ فی یدیک۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بعث النّار کو نکال۔ تو آدم عرض کرے گا کہ بعث النّار کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (دوزخ کی آگ کا ایندھن ہیں) تب اس ہولناک منظر کو دیکھکر لوگوں پر اس قدر دہشت طاری ہو گی کہ اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت حمل گرا دے گی۔ اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا مگر دراصل وہ مدہوش نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہو گا۔

Marfat.com

اور صحیح مسلم میں ہے فَقَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفًا وَّ مِنْکُمْ رَجُلٌ۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ تمھیں بشارت ہو کہ تمہاری تعداد بہ نسبت یاجوج ماجوج کے ہزار میں سے ایک ہوگی۔

واضح ہو کہ حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے یہ واقعہ قیامت کا نہیں۔ یہاں آدم سے مراد آخری زمانہ کا آدم حضرت امام مہدی ہے جسے اللہ تعالےٰ نے وحی میں بھی آدم فرمایا۔ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ (تذکرہ ص۶۴) مَیں نے خلیفہ بنانا چاہا تو آدم کو پیدا کیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اس قیامت خیز زلزلہ کے متعلق خبر دی اور آپ نے اس بھیانک منظر کا جو نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اسے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اقوام یورپ کو پیغام امن کے ضمن میں ان کے سامنے پیش فرمادیا۔ حضور نے اس تیسری عالمگیر تباہی کے ذکر کے بعد ان قوموں کو اسلام کی فتح کی بشارت سناتے ہوئے فرمایا:۔

"تب عالمگیر تباہی کی انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ و اقتدار کی ابتدا ہوگی اور اس کے بعد بڑی سُرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کریں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے۔" (امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ)

اس حقیقت کو اگلی آیت میں یوں پیش فرمایا گیا ہے وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ۔ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا۔ اور وہ صف باندھے ہوئے تیرے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم اب ہمارے پاس اس حالت میں آئے ہو جس طرح ہم نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور تم یہ امید نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ تمہارا یہ خیال تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ کی ساعت مقرر نہیں کریں گے یعنی تمہاری تباہی کا وقت نہیں آئے گا۔ پس اب تم دیکھ لو۔ وہ وقت آگیا۔ وَوُضِعَ الْکِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا۔ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا۔ اور اس وقت اس

Marfat.com

کتاب ربانی کی پیشگوئیوں کو ان کے سامنے رکھدیا جائے گا۔ اور جب وہ مجرم اپنی ان کرتوتوں کی تفصیل اس میں موجود پائیں گے تو تُو مجرموں کو دیکھے گا کہ وہ اس کی وجہ سے جو اس میں درج ہوگا ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے۔ ہائے افسوس۔ اس کتاب کو کیا ہُوا کہ نہ کسی چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے۔ اور نہ بڑی بات کو مگر یہ کہ اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور وہ اپنے کرتوت اپنے سامنے پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

اب آگے ساتویں رکوع میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ اس نئے نظام کے قائم کرنے کے لئے آدم وقت پیدا ہو چکا ہے اور فرشتوں اور فرشتہ سیرت لوگوں کو حکم ہے کہ اس کی پیروی کریں فرمایا:۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا

(اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدم کے ساتھ مل کر سجدہ کرو۔ اس پر انہوں نے تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ وہ جنوں میں سے تھا۔ سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی (اے میرے بندو!) کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی نسل کو دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کیلئے بہت ہی بُرا بدلہ ہے۔ میں نے انہیں نہ تو آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے موقعہ پر حاضر کیا تھا اور خود انکی اپنی جانوں کی پیدائش کے موقعہ پر۔ اور نہ ہی میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا دست و بازو بنا سکتا تھا اور (اس دن کو بھی یاد کرو) جس دن (خدائے بزرگ و برتر ان سے) کہیگا کہ اب تم میرا ان شریکوں کو بلاؤ جنکے متعلق تمہارا خیال تھا (کہ وہ ہماری مدد کرینگے) جس پر وہ انہیں بلائینگے مگر وہ انہیں کوئی جواب نہیں دینگے اور ہم انکے درمیان ایک آڑ حائل کر دیں گے اور مجرم اس آگ کو دیکھیں گے اور سمجھ جائینگے کہ وہ اس میں پڑنے والے ہیں۔ اور وہ اس سے پیچھے

عَنْهَا مَصْرِفًا ۵۳ | ہٹنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔

ہم نے نئے آسمان اور نئی زمین[۱] کی تخلیق کے لئے آدمِ وقت کو پیدا کر دیا ہے اور فرشتوں اور فرشتہ سیرت ہستیوں کو حکم صادر ہو چکا ہے کہ اس کے مقصدِ بعثت کی تکمیل کے لئے ہر طرح اس کی فرمانبرداری کریں۔ اور اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ مجسمۂ اطاعت بن جائیں۔ ہاں تم صفحۂ ارض پر بعض ابلیسی صفت وجود بھی پاؤ گے جو اس کی اطاعت سے انحراف کریں گے وہ تمہارے دشمن ہوں گے ان کو ہرگز اپنا دوست نہ بنانا ایسا نہ ہو کہ کہیں ظالموں کی فہرست میں تمہارا نام آجائے اور اس کا خمیازہ تمہیں بھی بھگتنا پڑے۔ فرمایا۔ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۔

اور یاد رکھو کہ آسمانی نظام کے قیام میں انصار و مددگار ہمیشہ قدوسی جماعتیں ہی ہوتی ہیں۔ خدا نے اس نظام کی تخلیق میں کبھی شیطان اور شیطانی سیرت گمراہ کُن مضلّین کو اپنا دست و بازو نہیں بنایا اور نہ ہی انہیں قریب آنے دیا۔ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا۔

آج جو برسرِ اقتدار مغربی اقوام نئے نظام کی مدعی بن کر دنیا میں قیامِ امن کا ڈھنڈورا پیٹتی ہیں یہ سب ان کی ملمع سازیاں اور سیاسی چالیں ہیں۔ یہ قومیں ہرگز امن قائم نہیں کر سکتیں[۲]

---

[۱] آج دنیا دھکے کھا کر اس بیہودہ لادینی نظام اور تہذیبِ مغرب سے بیزاری کا اعتراف کر رہی ہے۔ اور بڑے جوش و خروش سے نئے نظام کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ چنانچہ جاپان کے قدیمی دارالحکومت کیوٹو میں جو مذہب اور امنِ عالم کے متعلق ایک عالمی کانفرنس ۱۶ تا ۲۱ر اکتوبر سنہ ۱۹۷۰ء میں منعقد ہوئی اس کانفرنس میں دنیا کے دس بڑے مذاہب کی جانب سے ۲۱۲ نمائندے شامل ہوئے۔ اس کی افتتاحی تقریر میں ڈاکٹر ڈانا میکلین گریلے جو انٹرنیشنل ایسوسی ایشن فار ریلیجس فریڈم لیگ کے صدر ہیں۔ فرمایا۔

"پرانی زمین اور پرانے آسمان کا زمانہ اب ختم ہے۔ اب ہمیں نئی زمین اور نئے آسمان کی ضرورت ہے۔"

We need the mandate of a Prophet and the knowledge of the Political Scientist. منہ ۔۱۲

[۲] بلکہ ان کی حالت تو یہ ہے کہ دنیا میں امن قائم کرنے کی بجائے فتنہ و فساد اور جنگ و خونریزی کے جذبات ابھار کر جنگی کارروائیوں کے لئے دھڑا دھڑ جنگی اسلحہ تیار کر رہی ہیں۔ اقوام متحدہ کے ماہرین کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۶۰ء سے سنہ ۱۹۷۰ء تک یعنی دس سال میں اقوامِ عالم نے اسلحہ پر جو رقوم

Marfat.com

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی تصنیف نظام نو میں تحریر فرماتے ہیں:

"اے دوستو! دنیا کا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روزویلٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹرز کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص اور کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے۔ نہ غریب کی بیجا حمایت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالےٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں رکھ دی گئی ہے۔" (نظام نو ص ۱۱۳)

بقیہ حاشیہ ص ۷۷: ۔ صرف کیں ان کا مجموعہ بیس کھرب ڈالر سے کچھ زیادہ ہے۔ لطف یہ ہے کہ اسلحہ پر صرف ہونے والی رقوم روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ چنانچہ اندازہ یہ ہے کہ سن ۱۹۷۰ء اور سن ۱۹۸۰ء کے درمیان یعنی دس سال کے عرصہ میں اقوام عالم کی اسلحہ کی دوڑ پر ساڑھے ساٹھ کھرب ڈالر کا اسلحہ چھ بڑے ملکوں یعنی امریکہ۔ روس۔ چین۔ فرانس۔ برطانیہ اور مغربی جرمنی میں تیار ہوگا۔ اور قریباً بارہ کھرب ڈالر کا اسلحہ دنیا کے دوسرے پسماندہ ممالک میں بنے گا۔" (مشہور امریکہ رسالہ دی پلین ٹروتھ بحوالہ روزنامہ مشرق ۱۰ر نومبر ۱۹۷۱ء ص ۳)

امریکی وزیر خارجہ کسنگر نے کانگرس وایوان نمائندگان کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ "حکومت اسرائیل کو اکیس ارب ڈالر امداد دینے کی سفارش کرے گی۔" (امروز ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۵ء)

ان کے ارادے جو مسلمانوں کے متعلق ہیں ان کا اندازہ کسی قدر آپ ایک یورپین جنگی افسر کے قول سے بھی کر سکتے ہیں کہ ان کے دلی جذبات اسلام اور مسلمانوں کے متعلق کیسے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم میں جب انگریزوں نے فلسطین پر قبضہ کیا تو فیلڈ مارشل ایلن بی باوردی ہونے کے باوجود ننگے سر اور ننگے پاؤں بیت المقدس میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔ اے خدا۔ اے مسیح مقدس تیرے کرم سے آج صلیبی جنگ ختم ہوئی۔"

(محشر فلسطین ص ۲۱۸-۲۱۹)

ممباسہ کے لاٹ پادری ڈبلیو جی پیل نے ایک موقع پر عیسائیوں کو اشتعال دلاتے ہوئے کہا۔ اس بیسویں صدی میں ہر مسیحی مرد اور عورت پر لازم ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کی رفتار روکنے کے لئے جو کچھ

Marfat.com

اگرچہ اس وقت دنیا نئے نظام قائم کرنے والے مامور الٰہی کی آواز پر عموماً کان نہیں دھرتی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو خبر دے دی ہے۔ کہ اس کی صداقت منوانے کے لئے دنیا میں طرح طرح کے جلالی نشانات ظاہر کئے جائیں گے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا۔

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

(تذکرہ صفحہ ۱۰۴)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸:۔ اس سے بن پڑے کرے۔ اسلام نے نہ صرف مسیحیت کی ترقی کے راستے میں دیوار کھڑی کر دی ہے بلکہ تہذیب کی اشاعت کی راہ میں بھی روڑا اٹکا دیا ہے"

(ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۲۴ء صفحہ ۴۷)

سوئیتھ ویل کے بشپ نے اپنے دلی جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

"اسلام اور عیسائیت کے درمیان ایک بڑی جنگ ہونے والی ہے۔ دریائے فرات کو خشک کر کے ٹرکی کی حکومت کو تباہ کرنے کے بعد اسلام کو تباہ کرنا ہمارا فرض ہوگا" (ریویو پرچہ مذکور صفحہ ۴۶)

اور سنیئے۔ بھلا ایسی قوموں سے امن عالم کی کیا توقع ہو سکتی ہے، جن کا کردار تاریخ واقعات ذیل کی صورت میں پیش کرتی ہے۔ چنانچہ مشہور عالمی مصنف برٹرینڈ رسل اپنی تصنیف (WAR CRIMES IN VIETNAM) میں لکھتا ہے:۔

"امریکہ نے گذشتہ چودہ سال میں زرعی پیداوار خریدنے پر چار ارب ڈالر خرچ کئے ہیں۔ لاکھوں ٹن گندم باجرہ۔ مکی اور پنیر کا ذخیرہ کر کے ان میں زہر ملا دیا گیا۔ تاکہ عالمی مارکیٹ میں قیمتیں زیادہ رکھی جا سکیں۔ اور پنیر کے بڑے بڑے پہاڑوں میں نیلا تھوتھا ڈال دیا جاتا ہے کہ وہ ناقابل استعمال ہو جائے ۱۹۶۰ء تک ساڑھے بارہ کروڑ ٹن غلہ امریکہ میں ذخیرہ کیا گیا کہ سڑ جائے۔ یہ غلہ ہندوستان کی مکمل آبادی کے لئے ایک سال کے لئے کافی ہو سکتا تھا" (WAR CRIMES IN VIETNAM. Page 116)

روزنامہ امروز لاہور کے پرچہ ۲۷ جنوری ۱۹۷۱ء میں درج شدہ خبر بھی پڑھیئے۔ کہ

"تاس نے یہ خبر دی ہے کہ گذشتہ سال گندم کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو برقرار رکھنے کے لئے مغربی جرمنی کے اجارہ داروں نے پندرہ لاکھ ٹن گندم ضائع کر دی"

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ منہ

Marfat.com

چنانچہ حضور کی زندگی میں بھی بڑے بڑے جلالی نشان ظاہر ہوئے۔ عالمگیر طاعون[1] کا نشان بھی نمودار ہوا۔ اور بڑے بڑے زلزلے بھی آئے۔ اور کئی ایک سیلاب بھی آئے جو طوفانِ نوحؑ کا نمونہ تھے۔ بلکہ کچھ کچھ وقفہ کے بعد اب بھی آرہے ہیں۔ ابھی پچھلے سال جو بے پناہ طوفان آیا۔ اخباروں میں شور اٹھا کہ اس کی نظیر پچھلے سو سال تک نہیں ملتی۔ اور جلی قلم سے ایسے فقرے شائع ہوئے۔ کہ **"طوفانِ نوح آگیا" "قیامت کا نمونہ طوفان"**
مگر باوجود اس اصلی علاج کی طرف توجہ ہی نہیں دی گئی۔ اسی کے متعلق محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید ربوہ کی صدائے قلبی اور نوید ناصحانہ بھی سنیئے۔ جو سعید الفطرت طبائع کو متنبہ و بیدار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

چیخ و پکار ہے کہ یہ طوفانِ نوحؑ ہے
لیکن تلاشِ کشتیٔ نوحِ زماں نہیں
دھیما ہے۔ بُردبار ہے۔ توّاب ہے خدا
انسان ہے کہ پھر بھی وہ توبہ کناں نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا پہلے سے انذار فرماگئے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا۔
"پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہوجائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہوجائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا۔ کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف تجلیاتِ الٰہیہ میں فرماتے ہیں "جس طاعون اور جس زلزلہ کو اب تم دیکھتے ہو میں اپنے کشفی عالم میں پچیس ۲۵ برس سے اسے دیکھ رہا ہوں" (ص۱۱)

Marfat.com

پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے ۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے ۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمّت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے۔ اور وہ جو بلا سے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں ۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا۔ یہ مت خیال کرو ۔ کہ امریکہ وغیرہ ملکوں میں زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے ۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے ۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد و یگانہ خدا ایک مدّت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں ۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے ۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لُوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

Marfat.com

اب آگے ذکر ہے کہ ان عذابوں اور جلالی نشانوں کے متعلق جو ظاہر ہو رہے ہیں یا جو آئندہ ظاہر ہونے والے ہیں۔ پرستاران مذاہب باطلہ کو بذریعہ مامور الٰہی یہ چیلنج دیا جائیگا کہ تم بھی اپنے معبودوں سے مدد طلب کرو۔ اور ان عذابوں سے نجات پانے کی انتہائی جدوجہد کرو۔ چنانچہ وہ ان کے ٹالنے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کریں گے اور اپنے معبودان باطلہ سے جن کو اپنا حاجت روا سمجھ رکھا تھا دعائیں بھی مانگیں گے مگر ناکام رہیں گے۔ فرمایا۔ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا۔ وَرَاَ الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا۔ اس دن کو یاد کرو جس دن خدائے برتر مشرکوں کو کہے گا۔ کہ تم بھی میرے ان شریکوں کو بلاؤ جن کے متعلق تمہارا خیال ہے کہ وہ میری خدائی میں شریک ہیں۔ جس پر وہ انہیں بُلائیں گے مگر وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے۔ اور ہم ان کے درمیان ایک روک پیدا کردیں گے۔ اور مجرم اس آگ کو دیکھیں گے اور سمجھ جائیں گے کہ وہ اس میں پڑنے والے ہیں۔ اور وہ اس سے پیچھے ہٹنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔

اس ارشادِ الٰہی کی تعمیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بشارتیں پاکر بذریعہ اشتہارات ان مذاہب کو چیلنج دیا۔ جس کے مقابلہ سے وہ عاجز آگئے۔ چنانچہ حضور کشتی نوحؑ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسان کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اس نے مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا۔ اور جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔ اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا۔ تا وہ قوموں میں فرق کرکے دکھلاوے۔ لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے دلگیر مت ہو۔ یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں۔"

Marfat.com

آگے حضور مردہ مذاہب سے چمٹے ہوئے نفوس مشرکین کو چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ میں نے خدا سے الہام پا کر ایک گروہ انسانوں کے لئے جو میرے قول پر چلنے والے ہیں عذاب طاعون سے بچنے کے لئے خوشخبری پائی ہے اور اس کو شائع کر دیا ہے۔ ایسا ہی اگر اپنی قوم کی بھلائی آپ لوگوں کے دل میں ہے تو آپ لوگ بھی اپنے ہم مذہبوں کے لئے خدا تعالیٰ سے نجات کی بشارت حاصل کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے اور اس بشارت کو میری طرح بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے شائع کریں۔ تا لوگ سمجھ لیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے بلکہ یہ موقعہ عیسائیوں کے لئے بہت ہی خوب ہے۔۔۔۔۔۔۔ بالخصوص پادری صاحبان جو دنیا اور آخرت میں مسیح ابن مریم کو ہی منجی قرار دے چکے ہیں وہ اگر دل سے ابن مریم کو دنیا و آخرت کا مالک سمجھتے ہیں تو اب عیسائیوں کا حق ہے کہ ان کے کفارہ سے نمونہ نجات دیکھ لیں۔ اس طرح پر گورنمنٹ عالیہ کو بھی بہت آسانی ہو سکتی ہے کہ برٹش انڈیا کے مختلف فرقے جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی پر بھروسہ رکھتے ہیں اپنے گروہ کے چھڑانے کے لئے اور طاعون سے نجات دلانے کے لئے یہ انتظام کریں کہ اس خدا سے جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں یا کسی اور معبود سے جس کو انہوں نے بجائے خدا سمجھ لیا ہے **ان مصیبت زدوں کی شفاعت کریں۔** اور اس سے پختہ وعدہ لے کر اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کر دیں جیسا کہ ہم نے یہ اشتہار شائع کر دیا ہے۔" (کشتی نوح ص۱تا۹)

اس کے بعد آٹھویں رکوع میں ان مجرموں کو کچھ عرصہ کے لئے ڈھیل دیئے جانے کا بیان ہے تا وہ اس عرصہ امہال میں اگر اپنی اصلاح کر لیں تو آئندہ آنے والے عذابوں سے بچ جائیںگے کیونکہ خدا غضب میں دھیما ہے۔ بلا وجہ اپنے بندوں کی ہلاکت نہیں چاہتا۔ فرمایا۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى

اور ہم نے اس قرآن میں یقیناً ہر ایک ضروری بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے اور (ایسا کیوں نہ کرتے کہ) انسان سب سے بڑھ کر بحث کرنے والا ہے۔ اور ان لوگوں کو جب ان کے پاس ہدایت آئی تو اس پر ایمان لانے اور اپنے

Marfat.com

وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ
تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ
يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝
وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا
مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَ
يُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ اٰيٰتِيْ
وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ
رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ
مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ
يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ
وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى
فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝
وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ
لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا
لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ
لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا
مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝ وَتِلْكَ
الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا
ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ
مَّوْعِدًا ۝

رب سے بخشش چاہنے سے صرف اس بات نے روکا
کہ پہلے لوگوں کی سی حالت ان پر بھی آئے۔ یا پھر
عذاب ان کے سامنے آکھڑا ہو۔ اور ہم رسولوں کو
صرف بشارت دینے والا اور عذاب سے آگاہ کرنے
والا بنا کر بھیجتے ہیں اور جن لوگوں نے انکار کیا ہے وہ جھوٹ کے ذریعہ سے اسلئے
جھگڑتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے حق کو مٹا دیں۔
اور انہوں نے میرے نشانوں اور میرے انذار کو
ہنسی کا نشانہ بنا لیا ہے۔ اور اس شخص سے زیادہ ظالم
اور کون ہو سکتا ہے جسے اسکے رب کے نشانوں کے ذریعہ سمجھایا گیا
لیکن پھر بھی وہ اس سے روگردان ہو گیا اور جو کچھ اس کے
ہاتھوں نے کما کر آگے بھیجا تھا اُسے اس نے بھلا دیا ان
لوگوں کے دلوں پر ہم نے یقیناً کئی پردے ڈال رکھے ہیں
تاکہ وہ اسے نہ سمجھیں۔ اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر
دی ہے۔ اور اگر تو انہیں ہدایت کی طرف بلائے تو (وہ تجھ سے ایسا
حسد رکھتے ہیں کہ) اس صورت میں وہ ہدایت کو کبھی قبول نہیں کریں گے
اور تیرا رب بہت ہی بخشنے والا اور بہت ہی رحم کرنیوالا ہے
اگر وہ انکے (بُرے) اعمال کی وجہ سے انہیں ہلاک کرنا چاہتا
تو ان پر فوراً عذاب نازل کر دیتا۔ مگر وہ ایسا نہیں کرتا
بلکہ ان کے لئے ایک میعاد مقرر ہے جس سے ورے وہ
ہرگز کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے
اور وہ بستیاں جن کو ہم نے ان کے ظلم کی وجہ سے ہلاک
کر دیا۔ (ان کے لئے موجب عبرت ہیں) اور ہم نے ان کی ہلاکت
کے لئے ایک میعاد مقرر کر دی تھی۔

آگے نویں اور دسویں رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کشف کی تفصیل ہے اور گیارھویں
رکوع میں ذوالقرنین کے تین سفروں کا بیان ہے۔ جن کے ضمن میں موجودہ دَور کے واقعات اور

Marfat.com

حوادث کے متعلق اشارات اور آئندہ وقوع پذیر ہونیوالے بڑے بڑے زبردست انقلابات کی پیشگوئیاں ہیں جن میں سے بعض سیاسی بعض اقتصادی اور بعض ذہنی قسم کے انقلابات ہوں گے۔ خاکسار کو ایک موقع پر ان کے متعلق انکشاف ہوا۔ کہ ایسے تقریباً دس قسم کے انقلابات میں سے دنیا گذر کر اور چکر کھا کر آخر اسی نقطہ پر آجائے گی جس محور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری عرصہ حیات پر آگئی تھی۔ جس کے متعلق حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اس حقیقت کی نشان دہی فرماتے ہوئے فرمایا تھا:۔

اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ (مشکوٰۃ کتاب المناسک باب خطبۃ یوم النحر)

زمانہ چکر کھا کر یقیناً اب اس ہیئت اور شکل پر آگیا جو ہیئت اس کی اس وقت تھی جبکہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

انہی انقلابات میں سے ایک بہت بڑا عظیم الشان معجزانہ نشان **قیامِ پاکستان** ہے جس کی شاندار عمارت کی تکمیل کا بھی وہ مبارک وقت بہت جلد آنے والا ہے جو پیاسی دنیا کے لئے آبحیات کا نمونہ پیش کرے گا۔ اسی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے پسر موعود حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کئی ایک بشارتیں فرما گئے ہیں[۱]۔

---

[۱] حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے لئے رؤیا میں مسلم لیگ کی سیاسی فتح کے متعلق آسمانی انکشاف ہوا۔ کشفی طور پر آپ کو بعض واقعات دکھائے گئے۔ حضور نے دیکھا کہ آپ دلی میں ہیں اور اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور لوگ ذکر کر رہے ہیں۔ کہ مسلم لیگ نے کوئی تیاری نہیں کی۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ کانگریس نے مسلم لیگ پر حملہ کر دیا ہے۔ اور مسلم لیگ والے گھبرا گئے ہیں۔ ایک شخص بلند آواز سے پکار رہا ہے۔ مسلمانو! مدد کے لئے پہنچو۔ ...... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کانگریس والے اپنا ہنر دکھا چکے۔ اب مسلمان اپنا ہنر دکھانے لگے۔ اس کے بعد یہ نعرہ لگا کہ مسلمان جیت گئے" (الفضل ۴ر نومبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۳)

اس رؤیا کی بناء پر آخر حضور بذاتِ خود دلّی تشریف لے گئے اور اس بارہ میں مساعی جمیلہ شروع کر دیں۔ مسلم لیگ جو عبوری حکومت میں شامل ہو گئی تھی۔ چونکہ اس مشترکہ حکومت کے قیام سے وجود پاکستان معرضِ خطر میں پڑنے لگا تھا۔ اور عوامی حلقوں میں یہ آواز اٹھنے لگی کہ کانگریس جیت گئی

Marfat.com

اور حقیقت میں پاکستان کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی توجہ اور دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے۔ حضور اقدس کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ ایک وقت قادیان سے ہجرت کرنی پڑے گی۔ اور الہام ہؤا "داغ ہجرت" (تذکرہ صفحہ ۶۶۷) اور کشفاً نظارہ دکھایا گیا کہ آپ موسیٰ ہیں اور آپ کے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور فرعون لشکر کثیر کے ساتھ تعاقب میں ہے آپ کے ساتھی بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے تو حضور نے بلند آواز سے کہا۔ کَلَّآ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ضرور میرے لئے راستہ نکالے گا۔ دیکھئے (تذکرہ صفحہ ۷۵۴)

اس کے لئے حضور نے دربارِ الٰہی میں دعائیں کیں اور بعض دعائیں آپ کو الہاماً بھی سکھائی گئیں۔ چنانچہ ایک دعا آپ کو یہ الہام ہوئی۔ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۳۳)

اس کا ترجمہ حضور دافع البلاء صفحہ ۲۱ میں حسب تفہیم الٰہی یوں فرماتے ہیں "خدایا پاک زمین میں جگہ دے۔"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵ :- اور مسلم لیگ ہار گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی مساعی جمیلہ کو نوازا اور اس رؤیا کے مطابق آخر بساطِ سیاست الٹا دی گئی۔ کانگرس کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں اور پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

۲۔ دوسری رؤیا) حضور کو ایک اور رؤیا میں پاکستان کی شاندار ترقی کے متعلق انکشاف ہؤا۔ جس کی وجہ سے پاکستان بین الاقوامی سیاست کی صف اوّل میں آگیا۔ حضور فرماتے ہیں "میں نے رؤیا میں دیکھا کہ پاکستان کی حکومت نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے۔ اتنی تعریف کہ اس کو پڑھ کر حیرت آتی ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ چوہدری صاحب نے اپنے اس کام سے پاکستان کی جڑیں مضبوط کر دی ہیں اور اس کو بین الاقوامی صفِ اوّل میں لا کھڑا کر دیا ہے۔ میں اس وقت سمجھتا ہوں کہ یو۔ این۔ او میں یا برطانوی یا امریکی حلقوں میں چین کے متعلق روس کے بڑھتے ہوئے اثر کو روکنے کے لئے) کوئی خدمت ہندوستان کے سپرد کرنے کا فیصلہ ہؤا تھا اور اس خدمت کے نتیجہ میں ہندوستان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہو جانی تھی۔ اور پاکستان کی حیثیت گر جانے والی تھی۔ لیکن چوہدری صاحب نے معاملہ کی اہمیت کو بھانپ کر یو۔ این۔ او یا امریکن اور برطانوی حکومتوں پر واضح کیا کہ پاکستان اس خدمت میں

Marfat.com

اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قادیان سے ہجرت کی خبر قبل از وقت رویا میں بتائی گئی۔ حضور فرماتے ہیں :-

"۱۹۴۱ء میں مجھے قادیان سے نکلنے کی خبر دی گئی اور مجھے دکھایا گیا کہ لڑائی ہو رہی ہے گولیاں چل رہی ہیں اور ہم نئے مرکز کی تلاش میں کسی دوسری جگہ گئے ہیں۔"

(سیر روحانی جلد دوم ص۶۵)

اور حضور نے ایک اور موقع پر فرمایا :-

"پاکستان بننے میں بھی خدائی طاقت کا دخل تھا۔ خدا تعالیٰ عالم الغیب تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مسلمانوں کو بالجبر ہندو بنایا جائے گا اور سومنات مندر کی دوبارہ تعمیر ہوگی اس لئے خدا تعالیٰ نے پسند نہ کیا کہ اس کے بندے کعبہ کی بجائے سومنات کے آگے جھکیں۔ اس نے پاکستان قائم کر دا دیا اور پھر ایسے حالات میں پاکستان قائم کروایا۔ کہ لارڈ مونٹ بیٹن جو اس تمام واقعہ کا ذمہ دار ہے اور ایک ایسا شخص ہے جس کی گردن پر لاکھوں مسلمانوں کے قتل کا گناہ ہے۔ جب مشرقی پنجاب کے لوگ مارے گئے۔ ہندو تمام روپیہ لے کر ہندوستان چلے گئے۔ ملکی صنعت پر ہندوؤں نے قبضہ کر لیا تو اس نے کہا۔ خدایا۔ میں یہ تو جانتا تھا کہ پاکستان ٹوٹ جائیگا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ اتنی جلدی ٹوٹ جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کو شرمندہ کیا ...... حکومت کا ان حالات میں بچ جانا جن سے پاکستان گذرا ہے پھر اس کا ترقی کرنا اور

بقیہ حاشیہ ص۸۶ :- بہت بڑا حصّہ لے سکتا ہے اور یہ کہ کم سے کم ایک حصّہ خدمت کا ایسا ہے جسے صرف پاکستان ہی بجا لا سکتا ہے اور ایسے زور سے اس معاملے کو پیش کیا اور اتنے زبردست دلائل دیئے کہ حکومتوں کو ان کے دعویٰ کی صداقت تسلیم کرنی پڑی اور بجائے اس کے کہ وہ خدمت کلی طور پر ہندوستان کے سپرد کی جاتی اس کا ایک حصّہ پاکستان کے بھی سپرد کیا گیا جسے کامیاب طور پر پورا کرنے کی صورت میں پاکستان بہت بڑی اہمیت حاصل کر لیگا اور دنیا کی سیاست میں صفِ اوّل پر آ جائیگا۔" (الفضل ۲۵ جنوری ۱۹۵۰ء)

عزت مآب چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کا عالمی عدالت کے لئے جج منتخب ہونا بھی اس رؤیا کی تصدیقی شہادت تھی۔ جبکہ ہندوستان کے سر بینگل نرسنگ راؤ کے انتقال سے جگہ خالی ہونے پر چوہدری صاحب کے اس عہدہ پر متمکن ہونے سے خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ظاہر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک - ۱۲ منہ

Marfat.com

عزت حاصل کر لینا کوئی معمولی بات نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا اس میں کتنا ہاتھ تھا۔ . . . . . خدا تعالےٰ جس کی نصرت پر آتا ہے کوئی طاقت اس کو بگاڑ نہیں سکتی۔" (الفضل ۱۷ ار نومبر ۱۹۵۱ء)

نیز ایک اور موقع پر حضور نے یہ پُر شوکت اعلان بھی فرمایا۔

"پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقعہ میسّر آگیا ہے اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اب ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں۔ تو دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی۔ اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی پاکستان ایک چھوٹی چیز ہے۔ ہمیں اپنا قدم اس سے آگے بڑھانا چاہیئے۔ اور پاکستان کو اسلامستان کی بنیاد بنانا چاہیئے۔ بے شک پاکستان بھی ایک اہم چیز ہے بے شک عرب بھی ایک اہم چیز ہے۔ بے شک حجاز بھی ایک اہم چیز ہے بے شک مصر بھی ایک اہم چیز ہے۔ بیشک ایران بھی ایک اہم چیز ہے۔ مگر پاکستان اور عرب اور حجاز اور دوسرے اسلامی ممالک کی ترقیات صرف پہلا قدم ہیں۔ اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے۔ ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے۔ ہم نے پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عزت اور آبرو کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ ہمیں پاکستان کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں مصر کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے ہمیں عرب کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں ایران کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ مگر ہمیں حقیقی خوشی تب ہوگی جب سارے ملک آپس میں اتحاد کرتے ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں۔ ہم نے اسلام کو اس کی پُرانی شوکت پر قائم کرنا ہے۔ ہم نے خدا تعالےٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے ہم نے عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور ہم نے عدل و انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے۔ یہی اسلامستان ہے جو دنیا میں حقیقی امن قائم کرے گا اور ہر ایک کو اس کا حق دلائے گا۔ جہاں روس اور امریکہ فیل ہوا

Marfat.com

صرف مکہ اور مدینہ ہی انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔"

(الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۸)

اور حضور نے جماعت کو اپنے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تفسیر کبیر میں یہ ارقام فرمایا۔

"تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ پری ہسٹارک (PRE HISTORIC) زمانہ سے مراد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے کا زمانہ ہے اور ہسٹارک (HISTORIC) زمانہ سے مراد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالے نے ان رسل و رسائل کے ذرائع کو وسیع کر کے بتا دیا کہ اب لیکون للعٰلمین نذیرًا کا زمانہ آگیا ہے جس میں تمام دنیا کا نقطۂ مرکزی پر جمع ہونا ضروری ہے۔ ...... اب دُنیا میں ایک ہی مذہب کی حکومت ہوگی۔ اور ظاہری اور باطنی طور پر تمام دنیا ایک ہی جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ ...... اگر ہر قوم کو اور ہر جماعت کو اور ہر زبان بولنے والے کو اور ہر ملک میں رہنے والے کو تبلیغ نہیں پہنچے گی تو اس کی ذمہ داری ہماری جماعت پر ہوگی۔ کیونکہ خدا تعالے نے ہمیں اسی غرض کے لئے کھڑا کیا ہے۔ کہ ہم اسلام کو تمام دنیا پر غالب کریں۔ اور اللہ تعالے کا نام دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیں۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۱۶۔۱۷)

پاکستان کی مذہبی اہمیت کے متعلق دردمندانِ اسلام میں سے برسرِ اقتدار طبقہ کو بھی اعتراف ہے کہ وہ ایک دن عظیم الشان مقصد کا حامل بنے گا۔ چنانچہ سابق وزیر تعلیم جناب اے۔ ٹی۔ ایم مصطفٰے مرحوم کے حالات میں ایک فاضل مضمون نگار نے ان کا قول نقل کیا ہے۔ فرماتے تھے کہ

"پاکستان کے افق سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آفتاب طلوع ہوگا۔ ہم اس سرزمین پر آنچ نہیں آنے دینگے۔" (المنبر لائل پور ۸ مارچ ۱۹۶۶ء)

اس اجمال کی تفصیل اس وقت حالات زمانہ کی رُو سے مناسب ذکر نہیں آئندہ زمانہ خود اس کی شہادت ادا کرے گا۔ بعض مواقع پر خاکسار کو اس کی روحانی فلم بھی دکھائی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ الہام بھی سامنے آیا کہ "اَلرَّحٰی تَدُوْرُ وَیَنْزِلُ الْقَضَاءُ۔ چکی پھرے گی اور قضاء و قدر نازل ہوگی۔" (تذکرہ صفحہ ۳۴۵)

دسمبر ۱۹۷۱ء کا بھی واقعہ ہے جبکہ سقوط مشرقی پاکستان[۱] کی وجہ سے دل سخت حزیں تھا۔ پاکستان

---

[۱] اے مشرقی پاکستان کے باشندو! اور اہالیان بنگال! آپ اپنے مداوا کی بابت آسمانی بشارت بھی سُن لیجئے

کے نازک حالات کی صورت میں پاکستان کی سلامتی و استحکام کے متعلق خاکسار دعائیں کر کے سویا تو خواب میں ایک فلم دکھائی گئی جس میں موجودہ فتنوں کے متعلق قرآن مجید میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ آیات تھیں۔ بیدار ہونے پر وہ تو بھول گئیں البتہ ایک آیت یاد رہی۔ وہ یہ تھی ۔ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَايَشْتَهُوْنَ " (ترجمہ) ان کے درمیان اور ان کی خواہشات کے درمیان روکیں ڈال دی گئیں۔

بقیہ حاشیہ ص۸۹ :- جو آج سے ۷۰ ستر سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی" (تذکرہ ص۵۹۶)

اور حضور کے پسر موعود مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جو پیغام باشندگانِ بنگالہ کے نام بھجوایا تھا اسے بھی غور سے سنیئے کہ اس میں الہامی پیشگوئی کے دوبارہ ظہور کی بشارت ہے آپ نے تحریر فرمایا۔

"سنو اے فرزندانِ بنگال! خدا تعالیٰ کا مسیح مغربی ہند میں نازل ہوا اور وہ شوقِ محبت سے آپ لوگوں کی طرف جو مشرق ہند کے بسنے والے ہیں بڑھا۔ اور اس نے زندگی کا پانی چھڑک کر آپ لوگوں میں سے بعض کو زندہ کیا۔ اور عرفان کی روشنی ڈال کر بعض سوتوں کو جگایا۔ اب پنجاب بنگال سے ملنے کے لئے بے تاب ہے۔ مگر اس کے راستے میں سدِ سکندری حائل ہے۔ ہاں کفر کی دیوار اس کے اور بنگال کے درمیان کھڑی ہے۔ وہ دیوار جسے پٹھانوں اور مغلوں کی چھ سو سالہ حکومت بھی توڑ نہیں سکی۔ اسلام نے اپنی نشو و نما کے لئے پنجاب اور بنگال کو چنا تھا۔ اس طرح احمدیت نے بھی پنجاب اور بنگال کو چنا ہے۔ مگر درمیانی علاقے خالی ہیں۔ بادشاہتیں اس دیوار کو توڑ نہیں سکیں۔ لیکن دو محبت کرنے والے دل اس روک کو اٹھانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اٹھو اے بھائیو! محبت سے پُر دلوں کو لے کر اُٹھو۔ بادلوں کی طرح اُٹھو۔ جو سب ملک کو ایک آن میں سیراب کر جاتے ہیں۔ آندھیوں کی طرح اُٹھو۔ جو سب خس و خاشاک کو ایک منٹ میں اڑا دیتی ہیں۔ سیلاب کی طرح اٹھو۔ جو مکانوں۔ قصبوں اور شہروں کو اپنے آگے بہا کر لے جاتا ہے۔ ہاں ہاں سورج کی طرح بلند ہو جس کی روشنی تمام تاریکیوں کو مٹا دیتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے پیغام کو اپنے ملک میں پھیلاتے ہوئے دریائے گنگا کے کنارے کنارے اس علاقہ کی طرف آ جاؤ جہاں سے کہ آپ لوگوں کے آباؤ نے مشرق کا رُخ کیا تھا۔"

(الفضل ۱۸ر جون ۱۹۲۶ء صہ۲)

Marfat.com

ایک اور موقع پر جب کہ پاکستان کو پیش آمدہ خطرات کے دفعیہ کے لئے دعائیں کر رہا تھا تو حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا یہ شعر سامنے آیا ؎

غم مخور زانکہ من در ایں تشویش

خرمی وصلِ یار مے بینم

اس کے بعد القاء ہوا "باب المندب" جس سے دل دہل گیا۔ اگرچہ اس کی پوری تفہیم اس وقت تو نہ ہو سکی۔ مگر ایک سال سے زائد عرصہ گذرنے پر جب روزنامہ امروز کے ۲۰ مارچ ۱۹۷۳ء کے پرچے میں یہ سرخی پڑھی کہ "اسرائیل نے فوجی اڈے تعمیر کرنے کے لئے باب المندب[۱] کے قریب ایک جزیرہ حاصل کر لیا"۔ تب اس کی حقیقت سمجھ میں آئی۔ جس میں اس طرف اشارہ تھا کہ سقوط مشرقی پاکستان کا المیہ تو تحریک صیہونیت[۲] کا ایک ابتدائی مرحلہ ہے۔ مگر اس سے بڑھکر بڑی بڑی مصیبتیں

---

[۱] الحمدللہ۔ روزنامہ امروز ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۳ء کے پرچہ میں یہ خبر پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ مصر نے بحیرہ احمر کے دہانے پر واقع جزیرہ باب المندب کو ۹۹ سالہ پٹے پر حاصل کر لیا ہے۔ مصر یہاں بحری اڈہ بنائے گا۔ تاکہ اسے جب بھی ضرورت ہو وہ اسرائیل کی بحری ناکہ بندی کر سکے"۔ خدا کرے مسلمانوں کو موجودہ وقت کے فرائض کما حقہٗ بجا لانے کی توفیق ملے۔ خصوصاً عربوں کو بھی کہ وہ آپس میں حقیقی اسلامی اتحاد پیدا کر کے دشمنانِ اسلام کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کی کوشش کریں۔ ۱۲ منہ

[۲] تحریک صیہونیت کا مقصد تمام صفحۂ ارضی پر یہودی حکومت کا قیام ہے۔ یہودی صفحۂ ارضی میں سے جب کسی خطہ میں اسلامی اثر و نفوذ قائم شدہ دیکھتا ہے۔ تو یہ بدترین دشمن اس کے مٹانے کے لئے سرتوڑ کوشش کرتا ہے برٹش میوزیم میں ایک کتاب بنام (PROTOCOLS OF THE ELDERS OF ZEON) موجود ہے جس میں یہود کے خطرناک خفیہ منصوبوں کی تفصیل ہے۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ روس میں کس طرح انقلاب لایا جائے۔ یا امریکہ پر کیسے قبضہ کیا جائے۔ ترکی خلافت کو کیونکر ختم کیا جائے۔ اور عظیم اسرائیل کی تشکیل کے خاکہ کو کیسے عملی جامہ پہنایا جائے۔ عظیم اسرائیل میں مصر شام۔ اردن۔ فلسطین اور (مدینہ منورہ) سعودی عرب کے اکثر و بیشتر حصے شامل ہیں۔۔۔۔ اس کے علاوہ متذکرہ بالا کتاب میں کرۂ ارض پر قبضہ جمانے کے جملہ اصول اور نکات تفصیلاً موجود ہیں۔ صیہونیوں نے اپنے عزائم کی تکمیل کی خاطر ۱۹۰۵ء کے بعد بڑی تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا۔ روس کا انقلاب جو در اصل صیہونی انقلاب ہے اس تحریک کی ایک اہم کڑی تھا۔ اشتراکی نظام کے قائدین

Marfat.com

جو غرب ممالک پر آنے والی ہیں۔ اس سے دنیائے اسلام بے خبر ہے۔ بڑا غم تو اس کا ہونا

بقیہ حاشیہ صا۹ :- اور مفکرین سبھی صیہونی تھے۔ انہوں نے اپنے نام بدل لئے۔ کارل مارکس ماں باپ دونوں کی طرف سے یہودی تھا۔ ٹراٹسکی اور لینن خالصتہً یہودی تھے۔ لینن اور سٹالن کی مائیں اور بیویاں یہودی تھیں۔ انقلاب روس لانے کے لیئے یہودی خاصے گرم تھے۔ چنانچہ جنگ عظیم اوّل کی ابتداء میں ۱۹۱۴ء کے بعد لینن اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو جرمنی سے روس کی سرحد کے اندر اپنے خوفناک منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر دھکیل دیا گیا۔ اس کے ۱۶۵ ساتھیوں کے نام ابھی تک محفوظ ہیں جن میں ۱۲۸ خالص یہودی ہیں۔ اس مقصد کے تحت جس طرح لینن کو جرمنی سے بھیجا گیا تھا اسی طرح ٹراٹسکی کو امریکہ سے تین سو روسی یہودیوں کے ہمراہ روس بھیجا گیا۔ دونوں روس میں پہنچ کر صیہونی انقلاب لانے میں کامیاب ہو گئے۔ انقلاب کے بعد روسی حکومت کی پانچ سو چھپن ۵۵۶ کلیدی اسامیوں میں سے چار سو ستاون ۴۵۷ پر یہودیوں نے قبضہ کر لیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حالیہ حکومت کے کئی عہدیدار یہودی اور یہودی نواز ہیں۔ اسی وجہ سے اسرائیل کی ناجائز حکومت کو روس نے فوراً تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد صیہونی اکابرین نے امریکی سیاست کو اپنے تابع کرنے کی زبردست کوششیں شروع کر دیں۔ جن کی امداد امریکہ میں موجود یہودی سرمایہ دار جن کا شمار دنیا کے کروڑ پتی افراد میں ہوتا ہے۔ کرنے لگے۔ چنانچہ اس انتظام کے بعد صیہونیت پرست یہودی امریکی سیاست پر چھا گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جو بھی امریکی صدر بنتا ہے۔ وہ براہ راست صیہونی اثر کے تابع ہوتا ہے۔ اتنے وسیع اختیار حاصل کرنے پر بھی صیہونی ذہن مطمئن نہ ہوا بلکہ برابر کوششیں کرتا رہا۔ آخر صدر نکسن کے خلاف واٹرگیٹ کا سیکنڈل تیار کیا گیا۔ (حالانکہ نکسن زبردست یہود نواز تھا) جس طرح صیہونیوں نے امریکہ اور روس کی سیاست اور حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اسی طرح فرانس اور برطانیہ کو بھی زبردست حامی بنا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر موقع پر برطانوی حکومت نے اسرائیل کی علی الاعلان بھرپور مدد کی۔ اس صیہونی منصوبہ کے تحت یورپی حکومتوں کو اپنا زبردست ہم خیال بنا لیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ادارہ اقوام متحدہ کا قیام بھی یہودی المیاد کے باعث ہوا۔ اسی طرح صیہونیوں نے دنیا کے تمام ممالک کو اپنا زیر اثر بنانا چاہا۔ موجودہ سیکرٹری جنرل کورٹ والڈ ہائم بھی یہودی ہے۔ اقوام متحدہ کی تشکیل کی تفصیل مشہور یہودی عالم ہنری کلین کی کتاب "صیہونی دنیا پر حکمران ہیں" میں موجود ہے۔ عظیم صیہونی منصوبہ کی تکمیل کے لیئے صیہونیوں کی بھیانک کوششیں برابر جاری ہیں۔ چنانچہ خصوصی طور پر اسلامی ممالک اور صیہونی دشمن ممالک میں تخریب کاری کے لیئے انہوں نے کئی ایک خطرناک

Marfat.com

چاہیئے کیونکہ مقاماتِ مقدسہ اس کی زد میں ہیں۔ اور مسلمان غافل۔ مگر جس طرح رحمتِ الٰہی اپنی خاص تجلیات سے پاکستان کی مدد میں آئی۔ اور دشمنوں کو ان کے منصوبوں میں ناکام رکھا۔ اسی طرح عربی ممالک کے لئے بھی تجلیاتِ[1] خاصہ مقدر ہیں۔ جن کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲ :۔ تنظیمیں تیار کی ہیں۔ ان تنظیموں کا طریق کار نہایت جدید اور سائنٹفک ہے۔ ان تنظیموں میں ایک تنظیم فری میسن لاج ہے۔ جو اپنا کام نہایت ہوشیاری سے سرانجام دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ملک کے ذہین افراد اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ تنظیم اتنی رازداری سے کام لیتی ہے کہ اس ملک کے عہدہ داروں تک کو تنظیم کے بانیوں کا پتہ نہیں چل سکتا۔ اس میں شامل جو افراد علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔ انہیں اس کا بری طرح خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ اس تنظیم کے متعلق جین انڈ ویسٹ جیوس اسرائیلائٹ الائنس یڈیور سیکے نے ۱۹۳۰ء میں پیرس کے رسالہ الکیپٹل ڈاری لیجن میں لکھا تھا کہ "پچھلی صدی کا لب لباب یہ ہے کہ آج تین سو یہودی سرمایہ دار جو سب کے سب یہودی ہیں۔ پوری دنیا پر حکومت کر رہے ہیں۔ یہ تنظیمیں ملکی سیاست پر گہرا اثر رکھتی ہیں۔ سی۔ آئی۔ اے بھی یہودی بلکہ صیہونی ذہن کی اختراع ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی تمام بڑی بڑی نیوز ایجنسیاں بھی صیہونیت کے زیر اثر ہیں۔ جن ممالک میں یہ تنظیمیں کام کرتی ہیں وہاں کی حکومت کو اپنا ہمنوا بنا لیتی ہیں۔ بعض اوقات ان کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ یہ تنظیمیں علیحدگی پسندوں کی حمایت کرتی ہیں۔ اور انقلاب کے بعد اپنی حمایت کے انعام کے طور پر اس ملک کی سیاست پر قبضہ جما لیتی ہیں۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی۔ قبرص کی عالمگیر جنگ بھی انہی تنظیموں کی مرہونِ منت ہے۔ ویٹنام اور کمبوڈیا میں بھی صیہونی تنظیمیں مصروفِ کار ہیں۔ صیہونیت اسلام کی زبردست دشمن ہے۔ چنانچہ اس دیرینہ دشمنی کی وجہ سے جب ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا تو اس وقت کے صیہونی لیڈر بن گوریان نے اعلان کیا کہ "ہمیں فوراً پاکستان کی طرف توجہ دینی چاہیئے کیونکہ یہ ملک مذہبی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ اس کی موجودگی سے عربوں کو زبردست مدد ملے گی۔ چنانچہ اس کو ختم کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ بھارت مسلم دشمنی میں مشہور ہے لہٰذا ہمیں پاکستان کے خلاف بھارت سے مل کر کام کرنا چاہیئے۔" (اقتباس از روزنامہ نوائے وقت ۴؍ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

[1] ان تجلیات کی بشارتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف والہامات میں بکثرت ہیں۔ حضور فرماتے ہیں
وَاِنِّیْ مَعَکُمْ یَا اَبْنَاءَ الْعَرَبِ بِالْقَلْبِ وَالرُّوْحِ وَاِنَّ رَبِّیْ قَدْ بَشَّرَنِیْ فِی الْعَرَبِ وَاَلْهَمَنِیْ اَنْ اُمَوِّنَهُمْ وَاُرِیَهُمْ طَرِیْقَهُمْ وَاُصْلِحَ لَهُمْ شُیُوْنَهُمْ (حمامۃ البشریٰ)

Marfat.com

اور سورۃ بنی اسرائیل کے سلسلہ مضامین میں بھی اسی آسمانی سکیم کا کچھ تفصیلی تذکرہ ہے جس کیلئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳ (ترجمہ) اے عرب کے شرفاء میں قلب اور روح کی گہرائیوں کے ساتھ تمہارے ساتھ ہوں۔ اور میرے رب نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی ہے۔ اور الہام کیا کہ میں ان کی خبر گیری کروں۔ اور ٹھیک راہ بتاؤں اور ان کا حال درست کروں۔

نیز فرمایا۔ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ یَدْخُلُوْنَ اَفْوَاجًا فِیْ حِزْبِ اللّٰہِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ وَھٰذَا مِنْ رَّبِّ السَّمَآءِ وَ عَجِیْبٌ فِیْ اَعْیُنِ اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ (ترجمہ) اور میں دیکھتا ہوں کہ اہلِ مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہو جائیں گے اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب۔ (تذکرہ صفحہ ۲۵۶)

اور اہلِ مدینہ کے متعلق بھی آپ کو الہاماً بشارت ملی۔ یَآ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ جَآءَکُمْ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ (تذکرہ صفحہ ۲۷۳) اے مدینہ والو! (گھبراؤ نہیں) اللہ کی نصرت تمہارے پاس آ رہی ہے اور فتح قریب ہے۔

نیز حضور کو الہام ہوا۔ مَصَالِحُ الْعَرَبِ۔ مَسِیْرُ الْعَرَبِ (تذکرہ صفحہ ۵۶۳) عرب کی مصلحتیں عرب کا سفر۔

اور یہ بھی الہام ہوا۔ یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَ عِبَادُ اللّٰہِ مِنَ الْعَرَبِ۔ یعنی تیرے لئے ابدال شام دعا کرتے ہیں۔ اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۱۴۹)

اور حضور کو عرب کے بعض بادشاہ بھی دکھائے گئے جو حضور کی تصدیق کریں گے اور آپ پر ایمان لائیں گے۔" (تذکرہ صفحہ ۱۱)

اور حضور کے پسر موعود مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بھی خواب میں مختلف عربوں سے ملاقات ہوئی جو مشورہ کی غرض سے آئے تھے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ میں عرب بلاد میں ہوں۔ اور ایک موٹر میں سوار ہوں۔ ساتھ ہی ایک اور موٹر ہے جو غالباً میاں شریف احمد صاحب کی ہے۔ پہاڑی علاقہ ہے اور اس میں کچھ ٹیلے سے ہیں جیسے پہلگام کشمیر یا پالم پور میں ہوتے ہیں۔ ایک جگہ جا کر دوسری موٹر جو میں سمجھتا ہوں میاں شریف احمد صاحب کی ہے کسی اور طرف چلی گئی ہے۔ اور میری موٹر اور طرف۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موٹر ڈاک بنگلے کی طرف جا رہی ہے۔ بنگلہ کے پاس جب میں موٹر سے اُترا۔ تو میں نے دیکھا کہ بہت سے عرب جن میں کچھ سیاہ رنگ

Marfat.com

تمام دنیا کے مسلمانوں کو باہم متحد ہو کر اس کی تکمیل کے لئے اپنی قربانیوں سے فرائض بجالانا ضروری ہیں۔

بقیہ حاشیہ ص۹۴ :- کے ہیں اور کچھ سفید رنگ کے میرے پاس آئے ہیں۔ میں اس وقت اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرف جانا چاہتا ہوں لیکن ان عربوں کے آجانے کی وجہ سے ٹھہر گیا ہوں۔ انہوں نے آتے ہی کہا۔ السّلام علیکم یا سیّدی! میں ان سے پوچھتا ہوں۔ مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ! کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ جِئْنَا مِنْ بِلَادِ الْعَرَبِ وَ ذَهَبْنَا اِلٰی قَادِیَانَ وَ عَلِمْنَا اَنَّكَ سَافَرْتَ فَاتَّبَعْنَاكَ حَتّٰی عَلِمْنَا اَنَّكَ جِئْتَ اِلٰی هٰذَا الْمَقَامِ۔ یعنی ہم قادیان گئے اور وہاں معلوم ہوا کہ آپ باہر گئے ہیں اور ہم آپ کے پیچھے چلے یہاں تک کہ ہمیں معلوم ہوا کہ آپ یہاں ہیں۔ اس پر میں نے ان سے پوچھا۔ کہ لِاَیِّ مَقْصَدٍ جِئْتُمْ۔ کس غرض سے آپ تشریف لائے ہیں تو ان میں سے لیڈر نے جواب دیا۔ کہ جِئْنَا لِنَسْتَشِیْرَكَ فِی الْاُمُوْرِ الْاِقْتِصَادِیَّةِ وَ التَّعْلِیْمِیَّةِ

(ترجمہ۔ ہم اقتصادی اور تعلیمی امور میں آپ سے مشورہ کرنے کی خاطر آئے ہیں۔ مصنف)

اور غالباً سیاسی اور ایک اور لفظ بھی کہا۔ اس پر میں ڈاک بنگلہ کی طرف مڑا۔ اور ان سے کہا کہ اس مکان میں آجایئے۔ وہاں مشورہ کریں گے۔ جب میں کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میز پر کھانا چنا ہوا ہے۔ اور کرسیاں لگی ہیں۔ اور میں نے خیال کیا۔ کہ شاید کوئی انگریز مسافر ہوں۔ ان کے لئے یہ انتظام ہو۔ اور میں آگے دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہاں فرش پر کچھ پھل اور مٹھائیاں رکھی ہیں اور ارد گرد اس طرح بیٹھنے کی جگہ ہے جیسے کہ عرب گھروں میں ہوتی ہے۔ میں نے ان کو وہاں بیٹھنے کو کہا۔ اور دل میں سمجھا کہ یہ انتظام ہمارے لئے ہے۔ ان لوگوں نے وہاں بیٹھ کر پھلوں کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اس رؤیا سے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلاد عرب میں احمدیت کی ترقی کے دروازے کھلنے والے ہیں۔" (الفضل ۲۷ دسمبر ۱۹۴۵ء ص۳-۸) عربوں کے اس ذہنی انقلاب کے متعلق دو ایک مرتبہ خاکسار پر بھی انکشاف ہوا۔ ایک دفعہ جبکہ ۱۹۶۷ء میں مصر اور جمہوریہ عرب پر وہ المناک گھڑی آئی۔ میں دعا کر رہا تھا تو ایک تڑپتی روح کی پکار سنی جو کہہ رہی تھی "صدر ناصر تو ناکام ہو گیا۔ اب مرزا ناصر سے امیدیں وابستہ ہیں"۔ ایک اور موقعہ پر خواب میں ایک عرب کی تڑپتی روح کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ لِلّٰهِ خَادِمٌ يَجِيْئُ يَتَرَيَّبُ۔ خدا کے لئے کوئی خادم یثرب میں آئے جب جاگا تو زبان پر یہی الفاظ تھے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

انہی ایام میں ایک اور رؤیا میں خاکسار کو ایک خط بھی دکھایا گیا جو کسی نے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں براہِ راست لکھا تھا یا اس نے وہ خط کسی اور کے نام بھیجا تھا۔ اور اس دوسرے شخص نے وہ خط حضور کو بھیج دیا۔ وہ خط بہت لمبا تھا۔ فل سکیپ کاغذ کے دونوں طرف بھرا ہوا تھا۔ اس کے آخر میں یہ لکھا تھا کہ ع

"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

اس خط بھیجنے والے نے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اس خط کے اقتباسات پڑھے جائیں۔ اس خط کا مکمل مضمون تو مَیں بھول گیا۔ البتہ اس کے چند ایک فقرے جو مجھے یاد رہے وہ درج ذیل ہیں:-

۱- ہمارے اندر ...... (گویا ان خامیوں کی تفصیل تھی جو سقوط مشرقی پاکستان کا باعث بنیں)

۲- صدر امریکہ کو پڑھا دو۔ (واللہ اعلم اس سے کیا مطلب[1] ہے۔ زمانہ مستقبل کے واقعات اس پر روشنی ڈالیں گے)

۳- ہمیں چاہیئے کہ ...... (گویا ان تعمیری عوامل و اسباب کے اختیار کرنے کی ہدایت تھی جو پاکستان کی شاندار عمارت کو مستحکم کر سکیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہو کر رہے گا)

---

[1] ممکن ہے اس میں شہزادۂ امن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس رؤیا والے پیغام کی طرف اشارہ ہو جس کا حضور نے یوں ذکر فرمایا:-

"مَیں نے دیکھا کہ امریکہ کے لوگوں کو مخاطب کر کے مَیں انہیں ایک پیغام دے رہا ہوں اور پیغام یہ دیتا ہوں کہ امریکہ اور یورپ کے لوگ جو یہ کوشش کر رہے ہیں کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ اس میں وہ کامیاب نہیں ہونگے نہ ان کے طریق کار درست ہیں اور نہ ان کے اندر وہ جذبۂ اخلاص پایا جاتا ہے جس کے بغیر دل فتح نہیں ہوسکتے اس کام میں تو وہی جذبہ اور وہی کوشش کامیاب ہوسکتی ہے جو اسلامی اصول کے مطابق ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑے ہوئے لوگ اس کام کو کریں۔ اس سلسلہ میں مَیں یہ کہتا ہوں کہ اس کام کو کامیاب بنانے کے لئے جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ "یہ مشرقی محبت یہ رنگ مومنانہ" یعنے جو خلوص اور محبت ہم مشرقی لوگوں کے دلوں میں پائی جاتی ہے اور جو مادی اثرات کی وجہ سے مغربی لوگوں میں نہیں پائی جاتی اس سے یہ کام ہوسکتا ہے دوسرے اس کے لئے اسلامی تعلیم کی ضرورت ہے اور یہ چیزیں امریکہ اور یورپ کے لوگوں میں نہیں پائی جاتیں۔ پس ہم اس کام میں کامیاب ہونگے وہ نہیں ہونگے"

(الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۴۹ء صہ ۳)

Marfat.com

آیئے۔ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کشف کی تفصیل سُنیئے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا	اور (اسوقت کو بھی یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنے نوجوان (رفیق) سے کہا کہ میں (اس راستہ سے) نہیں ہٹونگا یہاں تک کہ مجمع البحرین پر پہنچ جاؤں یا مدتوں تک چلتا جاؤں۔ پھر جب وہ (اس جگہ سے) آگے نکل گئے۔ تو اپنی مچھلی وہاں بھول گئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶ :۔ یا شاید اس سے اس امر کی طرف اشارہ ہو کہ اسرائیل اور ویٹ نام جو امریکہ کے تجویز کردہ دو ایسے اڈے ہیں جہاں سے وہ ایشیا میں اپنا قدم جمانے کے خواب دیکھ رہا ہے ویٹ نام تو چین کے خلاف اڈہ ہے اور اسرائیل عالم اسلامی کے خلاف۔ پس اس خط کے مضمون سے گویا صدر امریکہ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ جنگ ویٹ نام کے انجام سے تمہیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ جہاں امریکہ اربوں ارب ڈالر خرچ کرکے اور لاکھوں امریکی نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کرکے اس جنگ میں دھکیل دینے کے باوجود فتح حاصل نہ کر سکا بلکہ کھلی کھلی شکست کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ پس اسے چاہیئے کہ اپنے دماغی توازن کا جائزہ لے کر ٹھنڈے دل سے مشرق وسطیٰ کے مسئلہ پر بھی نظرِ ثانی کرے۔

ویٹ نام کی جنگ کے متعلق تو ان قوموں میں کوئی مذہبی روایت موجود نہیں تھی جس سے لوگوں کے مذہبی جذبات بھڑک اٹھتے۔ مگر عربی ممالک میں دجالی اقوام کی ریشہ دوانیوں سے صیہونی مملکت کے قیام کے متعلق تو پہلے سے ہی مذہبی روایات اور پیشگوئیاں قرآن حکیم اور صحف اولیٰ میں بکثرت موجود ہیں اور ان کا انجام بھی واضح طور پر بتا دیا گیا ہے جس کا اسے ضرور نشانہ بننا پڑے گا۔

۹ راگست ۱۹۶۰ء کی رات کا واقعہ ہے کہ خاکسار نے بحالتِ غنودگی بیداری میں یہ آواز سُنی۔ "پانچ لاکھ امریکن ہلاک ہوئے اور کئی لاکھ کراڑ (ہندو) تباہ ہوں گے۔" اس انکشاف کا ایک حصّہ تو پورا ہو گیا۔ روزنامہ امروز کے پرچہ ۱۴ر فروری ۱۹۶۶ء میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ویٹ نامی مزدور دل کے صدر نے اپنے مراسلہ میں کہا ہے کہ ویٹ کانگ حریت پسند اب تک دشمن کے پانچ لاکھ فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں۔ نیز حسنین ہیکل کے بیان کے ضمن میں یہ اعتراف بھی سن لیجیئے۔" ویٹ نام کی جنگ میں پانچ لاکھ امریکی مارے گئے۔" (امروز ۱۱ر نومبر ۱۹۷۳ء)

اب انکشاف کے دوسرے حصّے کے پورے ہونے کی باری ہے۔ جس کی ابتداء تو مشرقی پاکستان کی جنگ ۱۹۷۱ء میں ہو چکی ہے اور اس کی تکمیل کا اندازہ مستقبل کے واقعات بتا سکیں گے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي
الْبَحْرِ سَرَبًا ۝٦١ فَلَمَّا جَاوَزَا
قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا
لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا
نَصَبًا ۝٦٢ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا
اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ
الْحُوْتَ ز وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ
اَنْ اَذْكُرَهٗ ج وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ
فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝٦٣ قَالَ ذٰلِكَ
مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى
اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝٦٤ فَوَجَدَا
عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً
مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا
عِلْمًا ۝٦٥ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ
اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا
عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝٦٦ قَالَ اِنَّكَ
لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝٦٧
وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ
بِهٖ خُبْرًا ۝٦٨ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ
لَكَ اَمْرًا ۝٦٩ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ
فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى
اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝٧٠
فَانْطَلَقَا ٭ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا
فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ط قَالَ

پھر مچھلی نے تیز دوڑ کر سمندر میں اپنی راہ لی۔ پھر جب وہ دونوں آگے نکل گئے۔ تو موسٰے نے اپنے نوجوان سے کہا کہ ہمیں ناشتہ دو۔ ہمیں تو اس سفر کی وجہ سے تھکان ہو گئی ہے۔ اس نے کہا۔ کیا آپ کو پتہ نہیں۔ جب ہم آرام کے لئے اس چٹان پر ٹھہرے تو مچھلی (کا مجھے خیال ہی نہ رہا) میں بھول گیا۔ یہ بات مجھے شیطان ہی نے بھلا دی۔ اور مچھلی نے سمندر میں عجیب طرح سے اپنی راہ لے لی۔ (اس پر) موسٰے نے کہا یہی وہ مقام ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔ پھر وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس لوٹے تو انہوں نے ہمارے (برگزیدہ) بندوں میں سے ایک ایسا بندہ پایا۔ جسے ہم نے اپنے حضور سے رحمت بخشی تھی اور ہم نے اسے اپنی طرف سے علم بھی عطا کیا تھا (اس سے مل کر) موسیٰ نے اسے کہا کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں اس غرض کیلئے کہ جو علم آپ کو عطا ہوا ہے اس میں سے کچھ رشد کی باتیں مجھے بھی سکھائیں اس نے کہا کہ تو میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہیں کر سکیگا۔ اور جس بات کے علم کا تو نے احاطہ نہیں کیا اس پر تو کیونکر صبر کر سکتا ہے اس نے کہا۔ اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔ اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرونگا۔ اس (بزرگ) نے کہا۔ اچھا اگر تو میرے ساتھ چلے تو تو کسی چیز کے متعلق مجھ سے مت پوچھنا۔ جبتک میں خود ہی تجھ سے اس کا ذکر نہ کروں۔ پھر وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس (برگزیدہ بندے) نے کشتی میں شگاف کر دیا۔ اس پر

Marfat.com

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ
جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ
اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ
صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ
بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ
اَمْرِيْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا
حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ
قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ
بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا
نُّكْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ
اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ
صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ
عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا
تُصٰحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ
لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا
حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ
اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ
يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا
جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ
فَاَقَامَهٗ قَالَ لَوْ شِئْتَ
لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا
فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ
بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ
صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ
لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ

موسیٰ نے کہا۔ کیا آپ نے اس لئے شگاف کیا ہے کہ آپ کشتی میں سوار لوگوں کو غرق کر دیں۔ آپ نے یقیناً یہ ایک ناپسندیدہ کام کیا۔ (اس برگزیدہ بندے) نے کہا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہیں کر سکیگا اس پر موسیٰ نے کہا (کہ اس دفعہ تو) آپ مجھ پر گرفت نہ کریں کیونکہ میں (آپکی ہدایت کو) بھول گیا تھا۔ اور آپ میری اس بات کی وجہ سے مجھ پر سختی نہ کریں پھر وہ دونوں وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ ایک لڑکے کو ملے (تو اس خدا کے بندے) نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ اس پر موسیٰ نے کہا کیا آپ نے ایک پاکباز بے گناہ شخص کو بغیر خون کے بدلہ کے (ناحق) مار ڈالا۔ آپ نے یقیناً یہ بہت برا کام کیا ہے۔ اس (بندے) نے کہا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ رہکر ہرگز صبر نہیں کر سکیگا۔ موسیٰ نے کہا کہ اگر اس کے بعد میں کسی بات کے متعلق تجھ سے پوچھوں تو بیشک مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا اس وقت آپ میرے نزدیک معذور سمجھے جائینگے حدتک پہنچ چکے ہیں پھر وہ وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے تو ان سے کھانا مانگا مگر انہوں نے انہیں اپنا مہمان بنانے سے انکار کر دیا پھر انھوں نے اس بستی میں ایک ایسی دیوار پائی جو گرنے والی تھی تب اس (خدا کے بندے نے) اس دیوار کو درست کر دیا اس پر موسیٰ نے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو البتہ اسکی کچھ نہ کچھ اجرت لے سکتے تھے اس (خدا کے برگزیدہ) نے کہا کہ یہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان جدائی (کا وقت) ہے اب میں آپ کو اس کی حقیقت بتلاتا ہوں جس پر آپ صبر نہیں کر سکے (اب سنو) وہ کشتی تو چند مسکینوں کی تھی۔ جو دریا میں کام کرتے ہیں پس میں نے چاہا کہ اسے عیبدار

Marfat.com

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ
وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ
سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ
فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ
اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝
فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا
خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ
رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ
لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ
وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ
اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ
اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا
كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ
وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ۭ ذٰلِكَ
تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ
صَبْرًا ۝ ع

کردوں (کیونکہ) ان کے پیچھے ایک (ظالم) بادشاہ تھا۔
جو ہر ایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ اور یہ جو لڑکے
کا واقعہ ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے ماں باپ
دونوں مومن تھے۔ اس پر ہم ڈرے کہ ایسا نہ ہو بڑے
ہو کر وہ ان پر سرکشی اور کفر کا الزام لگوا دے۔ پس
ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس لڑکے کی بجائے دوسرا لڑکا ان
کو ایسا دے جو پاکیزگی اور رحم و انصاف کے لحاظ سے
بہتر ہو۔ اور وہ دیوار اس شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور
اور اس کے نیچے ان کا کچھ خزانہ تھا اور ان کا باپ
ایک نیک شخص تھا۔ تیرے رب نے چاہا کہ وہ اپنی
جوانی کو پہنچ جائیں۔ اور بڑے ہو کر اپنے خزانہ کو
خود نکالیں۔

(یہ) تیرے رب کی طرف سے ان پر خاص رحم ہوا ہے۔
اور یہ کام میں نے اپنے نفس کے حکم سے نہیں کیا۔
یہ ہے اس بات کی حقیقت۔ جس پر تو صبر نہیں
کر سکا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکاشفہ میں جن امور کا ذکر ہے ان کے تعبیری واقعات مثانی کا پہلو رکھتے ہیں۔ بعض[1] واقعات تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں واقع ہوئے۔ اور بعض[2] واقعات عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو علمبردارانِ شریعت موسوی کے آخری تاجدار تھے۔ اور بہت[3] سے واقعات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں نمودار ہوئے جن کی تفصیل حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی بے نظیر تفسیر "تفسیر کبیر" میں فرما دی ہے۔ شائقین علم وعرفان کو اپنی پیاس بجھانے کے لئے اس چشمۂ آبحیات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

وَيُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ۔

اور بعض[4] واقعات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کے دور کے متعلق ہیں جو آپ کے بروزِ اکمل اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے پسر موعود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے ہاتھوں سرانجام پائے۔ اور بعض سکیمیں جو حضرت مصلح موعود کی حیاتِ طیبہ میں تکمیل پذیر نہیں ہو سکی تھیں ان کی تکمیل اس وقت آپ کے پسر موعود نافلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھوں سے سرانجام پا رہی ہیں میرا موضوع سخن چونکہ عہد حاضر کے واقعات پر روشنی ڈالنا ہے اس لئے خاکسار اس آخری دور کے واقعات کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق نوجوان سے جو یہ کہا۔ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر کا مقصد مجمع البحرین میں پہنچ کر اس شخص سے ملنا تھا جس کے لئے انہیں ارشاد الٰہی ہوا تھا کہ اس سے علم سیکھو (صحیح بخاری کتاب الانبیاء) یہ شخص جمہور مفسرین کے نزدیک خضر تھا (روح المعانی) حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "اس کشف کا خضر میرا محمد ہی ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم جس کے ساتھ چلنے کی موسیٰ علیہ السلام کو طاقت نہ تھی۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ استاذی المکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے تھی کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود متمثل ہوا تھا" (تفسیر کبیر)

چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالمگیر ہے۔ اس لئے تمام دنیا کو اسلام کی تبلیغ کر کے لوائے اسلام کے نیچے لانا بھی آپ کا فریضہ تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اگرچہ تکمیل شریعت تو ہو گئی۔ مگر تکمیل تبلیغ کے سامان اس وقت مہیا نہیں ہوئے تھے اس لئے اکنافِ عالم میں تکمیل تبلیغ کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی مقدر تھی۔ جو حضرت امام مہدی کے وجود میں بروزی طور پر حضور کا ظہور ہو کر اس وقت لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی پیشگوئی کا پورا ہونا تھا۔ پس حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کا ظہور گویا حضور ہی کا ظہور ہے۔ اس حقیقت کا انکشاف بعض بزرگان سلف ارباب کشف پر بھی ہوا۔ اور انہوں نے خضر کا نام احمد بتایا۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ دجال کو قتل کریگا دیکھیئے تفسیر (روح المعانی علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ)

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی فرمایا:۔

وَاِنِّیْ اَنَا الْخِضْرُ فِیْ بَعْضِ صِفَاتِیْ لَا تُحَاطُ اَسْرَارِیْ۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعودؑ قلمی ص۲۴ موجودہ خلافت لائبریری ربوہ) میں اپنی بعض صفات کی رو سے خضر ہوں۔ میرے

Marfat.com

رازوں کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

چنانچہ حضورؑ کے دعویٰ مسیح موعود ہونے پر خضر اور موسیٰ والے واقعات کا بھی ظہور ہوا۔ آپ کے دعویٰ مسیحیت پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ناراض ہو گیا۔ اور حضور کو لکھا کہ "آپ اگر اس دعویٰ میں حضرت خضر کی طرح معذور ہیں تو میں اس کے انکار اور خلاف میں حضرت موسیٰ کی طرح مجبور ہوں۔ آپ کے رسائل توضیح مرام اور ازالہ اوہام میرے خلاف کو نہیں روکیں گے۔"

اس کے جواب میں حضورؑ نے اس کو لکھا:۔

"حضرت موسیٰ کی جو آپ نے مثل لکھی ہے۔ اشارۃ النص پایا جاتا ہے کہ ایسا نہیں کرنا جیسا کہ موسیٰؑ نے کیا۔ اس قصے کو قرآن شریف میں بیان کرنے سے غرض بھی یہی ہے کہ تا آئندہ حق کے طالب معارف روحانیہ اور عجائب مخفیہ کے کھلنے کے شائق رہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی طرح جلدی نہ کریں۔ حدیث صحیح بھی اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔"

(مکتوبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۴ ص۳)

(تبصرۃ لمن یریٰ)

خضر کے بارہ میں سلف کے مختلف اقوال ہیں جو بظاہر متضاد نظر آتے ہیں مگر خاکسار کے نزدیک در اصل ان میں ایک ہی حقیقتِ مخفیہ کے مختلف پہلوؤں کا نقشہ ہے:۔

۱۔ قِیْلَ اَحْمَدُ ۔ آپ کا نام احمد بتایا گیا ہے۔

۲۔ وَاِنَّہٗ رَکِبَ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ حَتّٰی بَلَغَ بَحْرَ الْھِنْدِ ۔ آپ اپنے صحابہ کی جماعت کے ساتھ سوار ہو کر بحرِ ہند تک پہنچے۔

۳۔ اَلْجُمْھُوْرُ عَلٰی اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَلَیْسَ بِرَسُوْلٍ وَقِیْلَ ھُوَ رَسُوْلٌ وَقِیْلَ ھُوَ وَلِیٌّ وَعَلَیْہِ الْقُشَیْرِیُّ وَجَمَاعَۃٌ ۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ آپ نبی ہیں رسول نہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ رسول ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آپ ولی ہیں۔ اور یہ قشیری اور ایک جماعت کا مسلک ہے۔

۴۔ وَذَھَبَ جُمْھُوْرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّہٗ حَیٌّ مَوْجُوْدٌ بَیْنَ اَظْھُرِنَا وَذَالِکَ متفق علیہ عند الصوفیۃ قالہ النووی ۔ جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ آپ زندہ ہیں، ہمارے ہاں موجود ہیں۔ بقول نووی یہ صوفیاء کا متفقہ مسلک ہے۔

۵۔ فقد نقل الشیخ صدر الدین القونوی فی تبصرۃ المبتدی وتذکرۃ

Marfat.com

المنتھی ان وجود الخضر علیہ السّلام فی عالم المثال۔ وذھب بعضھم الی ان الخضریۃ رتبۃ یتولّاھا بعض الصالحین علی قدم الخضر الذی کان فی زمن موسٰی۔ شیخ صدرالدین قونوی نے اپنی تصنیف تبصرۃ المبتدی وتذکرۃ المنتھی میں نقل کیا ہے کہ خضر کا وجود عالم مثال میں ہے۔ اور بعض اس طرف گئے ہیں۔ کہ خضریۃ ایک رتبہ اور منصب ہے جس پر بعض وہ صلحاء فائز ہوتے ہیں جو قدم خضر پر ہوں۔

۶۔ ومنھم من یقول انہ یقاتل الدجال ویموت (روح المعانی) اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آپ دجال کا مقابلہ کرنے کے بعد فوت ہوں گے۔

۷۔ واخرج الدارقطنی فی الافراد وابن عساکر من طریق مقاتل بن سلیمان عن الضحاک عن ابن عباسؓ قال الخضر ابن اٰدم لصلبہ ونسئ لہ فی اجلہ حتّٰی یکذب الدجّال (درمنثور) دارقطنی اور ابن عساکر حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ خضر حضرت آدم کا صلبی بیٹا ہے۔ آپ کو لمبی عمر دی گئی یہانتک کہ آپ دجّال کو جھٹلائیں گے۔

۸۔ وان الخضر علیہ السلام صاحب لوائہ الاعظم (تفسیر قرطبی) خضر علیہ السلام لوائے اسلام کو سنبھالنے والے ہوں گے۔

میرے نزدیک ان بزرگان کے روحانی نظاروں اور رؤیا وغیرہ کی بناء پر یہ مختلف آراء درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی ذات کے متعلق مبشرات ہیں۔

(الف) آپ کا نام احمدؐ ہے۔

(ب) وطن کے لحاظ سے آپ کا تعلق بحر ہند سے ہے۔

(ج) آپ کی نبوّت کے بارہ میں اختلاف ہونے والا تھا۔

(د) عالم روحانی میں آپ کی روح سے جن بزرگوں سے ملاقات ہوئی[1] وہ آپکی حیات کے قائل ہو گئے۔

---

[1] ان بزرگوں میں سے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وہ مقدس ہستی ہیں کہ آپ کی ملاقات کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کثرت سے ہوئی جس کی نظیر دوسرے بزرگوں میں نہیں پائی جاتی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"کنت کثیر الاجتماع بہ (ای بعیسٰی) فی الوقائع وعلی یدہ تُبتُ ودعالی بالثبات

Marfat.com

(ھ) بعض بزرگوں نے تو تصریح کر دی کہ آپ کا وجود عالم مثال ہیں ہے۔
(و) حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا دجال سے مقابلہ ہوگا۔
(ز) بعض پر انکشاف ہُوا کہ آپ اسلام کے علمبردار ہوں گے۔

پس یہ سب روحانی تمثیلات اور استعارات ہیں۔ ان کے علاوہ خضر کی وجہ تسمیہ کے متعلق بھی دو روایتیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ اخرج احمد والترمذی وابن ابی حاتم عن ابی ھریرةؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما سمی الخضر لانہ جلس علی فردة بیضاء فاذا ھی تھتز من خلفہ خضراء۔

احمد اور ترمذی اور ابن ابی حاتم بواسطہ ابو ہریرہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خضر کا نام اس لئے رکھا گیا کہ ایک دفعہ آپ سفید پوستین پہ بیٹھے تو وہ پوستین سرسبز ہو کر اس کے پیچھے سے لہلہانے لگی۔

۲۔ واخرج ابن عساکر عن ابن عباسؓ عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما سمی الخضر خضرًا لانہ صلّی علی فردة بیضاء فاھتزّت خضراء۔ (تفسیر دُرِّ منثور)

اور ابن عساکر ابن عباسؓ سے اور حضرت ابن عباسؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خضر کا نام خضر اس لئے تجویز ہُوا کہ ایک دفعہ اس نے سفید پوستین پر نماز پڑھی تو وہ پوستین سرسبز ہو کر لہلہانے لگی۔

میرے نزدیک یہ بھی روحانی تمثیل ہے۔ ورنہ ظاہر میں نماز پڑھنے سے سبزی اُگنے کے کیا معنی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس جگہ ساری عمر میں نمازیں پڑھتے رہے وہاں تو کوئی سبزی نہ اُگی۔ خضر کی ایک

بقیہ حاشیہ ص۱۰۳:۔ علی الدین فی الحیاة الدنیا والاٰخرة ودعانی بالحبیب وامرنی بالزھد والتجرید " (فتوحات مکیہ جلد ۲ ص۵۵ باب ۷۳ سوال ۶۴)

(ترجمہ) وقائع کشفیہ میں میری ملاقات آنیوالے عیسٰی سے بکثرت ہوتی تھی میں نے آپکے ہاتھ پر توبہ کی اور آپ نے میرے لئے دنیوی اور اخروی زندگی میں ثابت قدمی کی دعا کی اور مجھے حبیب کے خطاب سے پکارا۔ اور دنیا سے کنارہ کش رہنے کا مجھے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

نماز سے سبزی کیونکر اُگ پڑی۔ میرے نزدیک اس میں ایک پیشگوئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چلّہ ہوشیار پور کی طرف اشارہ ہے۔آپ کی دعاؤں کے طفیل اسلام کی سرسبزی کے لئے جس موعود بیٹے کی حضور نے بشارت پائی۔ اور فرشتوں کو سبز روشنائی سے دیوار پر آیات تحریر کرتے دیکھا۔ اور اس حقیقت کے اظہار کے لئے سبز اشتہار بھی شائع کیا۔ ان روایات میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

نیز حضورؑ نے اپنے متعلق یہ بھی دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے باغ کو جو خشک اور ویران ہو چکا تھا میرے ذریعہ سرسبز کر دے گا۔ اور اس کے درخت پاکیزہ پھلوں سے لدے ہوئے ہوں گے اور ان درختوں کی لکڑیاں جو خشک ہو چکی تھیں وہ نرم ٹہنیوں کی صورت میں بدل جائیں گی فرمایا۔

" وانما ھی آیات لرجل بعث فیکم من اللہ المنّان لیجدّد اللہ دینہ ویظھر براھینیہ ویخضر بساتینہ ویثمر اشجارہ من الثمرات الطیبات ولیجعل حطبہ کالغصون الناعمات " (الاستفتاء ص۵۵)

اور حضور نے یہ بشارت بھی دی ؎

اک بڑی مدّت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

(حقیقۃ الوحی)

اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰـہُ :۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکاشفہ میں جو آپ کا ساتھی نوجوان تھا اس کے متعلق روایات یہ ہیں۔ کہ وہ یوشع بن نون تھے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ اوّل ہوئے۔ مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ

" یہ حضرت عیسیٰؑ تھے جنہوں نے موسوی سلسلہ کے سفر کے آخری دور میں رہنمائی کرنی تھی۔" (تفسیر کبیر) اس کو اختلاف مت سمجھیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مکاشفہ میں حضرت عیسیٰؑ کی روحانیت کا تمثل یوشع بن نون کی صورت میں ہوا۔ تا اوّل و آخر کا تقابل ذریعہ تماثل بن سکے۔

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا۔ مچھلی کا کھانا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو نصیب نہ ہوا۔ بلکہ وہ مچھلی ان کے قبضہ سے نکل کر سمندر میں جا گھسی۔ اس میں اشارہ ہے کہ اسلام کی اشاعت بحری ممالک میں موسوی اور عیسوی دور میں نہیں ہونی تھی۔ بلکہ یہ کام اس خضرِ وقت کے ہاتھ سے سرانجام

Marfat.com

پایا جاتا تھا جو روایاتِ سلف میں سمندروں کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ جبکہ مجمع البحرین کا منظر دو سلسلوں اسرائیلی اور اسماعیلی کا اجتماع ایک بروزی وجود ذوالقرنین میں رونما ہونا تھا اور مشرقی اور مغربی اقوام کے اتحاد کے لئے ایک پلیٹ فارم تیار ہو کر دنیا میں مجمع البحرین کا نقشہ پیش کیا جانا تھا۔ اس وقت اس بڑی مچھلی کا شکار اس خضرِ وقت کے ذریعہ ہونا مقدر تھا۔

(یہ مچھلی کیا ہے اور اس کا مسکن کہاں ہے؟)

سو سنیئے۔ یہ مچھلی[1] بحری اقوام ہیں۔ جن کی جائے سکونت کے متعلق سلف کی ایک روایت ہے۔

عن مجاهد قال كان يقال النون الحوت الذی تحت الارض السابعة (تفسیر ابن جریر۔ سورۃ ن) مجاہد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نون کی تفسیر میں کہا جاتا تھا کہ یہ وہ مچھلی ہے جو ساتویں زمین کے نیچے رہتی ہے۔

اس روایت کو سرسری نگاہ سے دیکھ کر ٹال نہ دینا۔ یہ ایک قیمتی موتی ہے۔ کسی بزرگ کا کشف معلوم ہوتا ہے جو حقیقت مجوبہ کی نقاب کشائی میں مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔ تحت الارض السابعہ میں ان جزائر کی طرف اشارہ ہے جو اقلیم ہفتم میں واقع ہیں۔ پرانے جغرافیہ یونانی میں کرۂ ارض کو سات حصوں میں تقسیم کر کے دنیا کو ہفت اقلیم قرار دیا جاتا تھا۔ آپ اگر یونانی نقشہ کے کرۂ ارض پر نگاہ ڈالیں۔ تو آپ کو اقلیم ہفتم کے دوسرے درجہ میں انگلستان کا ملک نظر آئے گا۔ پس یہی اس مچھلی کا مسقط الراس ہے۔ ان جزائر میں رہنے والی اقوام یاجوج ماجوج کے مورثانِ اعلیٰ کے دو بُت گلڈ ہال لنڈن میں نصب شدہ ہیں جو ہمارے مضمون کی تصدیقی شہادت دے رہے ہیں۔ مزید تصدیقی شہادت کے لئے مشہور مورخ ابن خلدون کا بیان بھی پڑھ لیجئے۔ لکھتے ہیں:۔

الاقلیم السابع البحر المحیط قد غمر عامته من جهة الشمال الی وسط

---

[1] پہلی عیسوی دو صدیوں میں جبکہ عیسائیوں میں عقیدۂ توحید کا غلبہ رہا ان کا مذہبی نشان بھی مچھلی تھا۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ۱۹۷۲ء میں ہے کہ "مچھلی کو ابتداء میں عیسائی شعار بنا لیا گیا تھا یسوع کے لئے علامت ہے اور نئے بپتسمہ یافتہ اور عشائے ربانی کے لئے بھی"۔ (دیکھو زیر لفظ فش) مگر جب عیسائیت بگڑی اور عقیدہ توحید کی جگہ تثلیث نے لے لی تب سے ان کا مذہبی نشان صلیب ٹھہرا۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

الجزء الخامس حيث يتصل بجبل قوقيا المحيط بياجوج وماجوج - فالجزء الاول والثانی محموران بالماء الاما انکشف من جزیرۃ انکلترا - (مقدمہ ابن خلدون ص۵۹)
ساتویں اقلیم میں بحر محیط ہے جس کا اکثر حصّہ شمالی طرف سے پانچویں جزو کے وسط تک پانی میں ڈوبا ہوا ہے - جس کے متصل کوہ قوقیا ہے - جو یاجوج و ماجوج کو گھیرے ہوئے ہے اس کی پہلی اور دوسری جزو تو ساری پانی میں ڈوبی ہوئی ہے صرف انگلستان کا جزیرہ پانی سے باہر ہے۔
قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا - حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے نوجوان ساتھی سے ناشتہ کا مطالبہ کیا تو وہ اُسے پیش نہ کر سکا - اور کہا - اِذْ اَوَیْنَآ اِلَی الصَّخْرَۃِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ - یعنی صخرہ پہنچنے پر جب ہم نے آرام پایا تو میں وہاں مچھلی بھول گیا -
اسی قسم کا واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت اولیٰ میں بھی پیش آیا - مگر تھوڑے سے فرق سے - کیونکہ مسیح محمدی مسیح عیسوی کی طرح محض ایک ہی قوم کا مسیح نہیں بلکہ بروز محمدؐ ہونے کی وجہ سے مسیح الاقوام ہے - حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں صبح کا ناشتہ کرنے کے لئے جب حسب قرآنی پیشگوئی نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ کے مغربی ممالک میں اس مچھلی کے شکار کرنے کا ارادہ کیا جو اہر اللّٰہی زنبیل سے نکلی ہوئی تھی - اور آپ نے ممبران صدر انجمن احمدیہ سے پہلا مشن بھیجنے کیلئے مبلغ اور اس کے اخراجات مہیا کرنے کا مطالبہ کیا تو ان نفوس نے جو بعد میں باغیانِ خلافت قرار پائے - اسے کئی حیلوں بہانوں سے ٹال دیا - آخر اُن کے رویّہ سے تنگ آکر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس اولوالعزم نوجوان (حضرت محمود مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی طرف رجوع کیا تو اس نوجوان پہلوان نے پہلے ہی سے جو اس مچھلی کے شکار کے لئے ایک مضبوط جال (حزب انصار اللہ) تیار کر رکھا ہوا تھا فوراً ہی انصار اللہ کے دو مجاہدین توشہ سفر سمیت آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے - اور وہ پیشگوئی جو حدیث نبوی میں تھی آپ ہی کے ہاتھوں پوری ہوئی جو ان مجاہدین جنتی گروہ کے متعلق فرمایا گیا تھا - کہ ان کی پہلی خوراک یا ناشتہ کبد الحوت یعنی مچھلی کا جگر ہوگا - (صحیح مسلم)
واضح ہو کہ حوت عربی میں بڑی مچھلی کو کہتے ہیں - سمندر میں سب سے بڑی مچھلی وھیل مچھلی ہے - جو ایک ایسا خطرناک سمندری جانور ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو ٹکر مار کر انہیں پاش پاش کر دیتا اور ڈبو دیتا ہے - مگر در اصل ہے وہ حلال جانور - اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اس کو بھی انسان کی خوراک بنایا ہے۔ اسلام کی نشأۃ اُولیٰ میں صحابہ کرامؓ کو بھی ایک موقع پر وہیل مچھلی کا شکار ملا تھا۔ جو اسلامی لشکر کے لئے مہینہ بھر کی خوراک بنا رہا۔ روحانی لحاظ سے اس میں گویا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ ان کے عہد میں مشرق و مغرب کی دو زبردست سلطنتیں (قیصر و کسریٰ) ان کے قبضہ میں آکر اسلامی مفادات کا باعث بنیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اسی طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں بھی اس وہیل مچھلی کا شکار سمندروں کے بادشاہ خضرِ وقت کے ہاتھ پر مقدر تھا۔ دنیا بھر میں کوئی اور قوم اس کو شکار نہیں کر سکتی۔ لایدان لاحدٍ بقتالھم ارشادِ نبوی ہے۔ یہ خونخوار مچھلی اپنی زبردست ٹکروں سے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو پاش پاش کر رہی ہے۔ زارِ روس۔ ہیروشیما اور ناگاساکی کے واقعات آپ کی نظروں کے سامنے گذرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے امن عالم کے شہنشاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کے شکار کے لئے آسمانی سکیم بتا دی ہے۔ اور اس کو قابو میں لانے کے لئے ایک عالمگیر شریعت کا مضبوط جال بھی ثریا سے اتار کر اس کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ چنانچہ اس وقت حضور اقدس کے غلام مغربی ممالک میں گھس کر اس جال سے اپنا شکار کر رہے ہیں۔ اس شکار کا ذکر صحفِ اولیٰ میں بھی ہے۔

حضرت یرمیاہ فرماتے ہیں:۔ "خداوند فرماتا ہے۔ دیکھ مَیں بہت سے ماہی گیروں کو بلواؤں گا۔ اور وہ ان کو شکار کریں گے۔ اور پھر مَیں بہت سے شکاریوں کو بلواؤنگا اور وہ ہر پہاڑ سے اور ہر ٹیلے سے اور چٹانوں کے شگافوں سے ان کو پکڑ کر نکالینگے کیونکہ میری آنکھیں ان کی سب روشوں پر لگی ہوئی ہیں۔ وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور ان کی بدکرداری میری آنکھوں سے چھپی نہیں اور مَیں پہلے ان کی بدکرداری اور خطاکاری کی دُونی سزا دوں گا۔ کیونکہ انہوں نے میری سرزمین کو اپنی مکروہ چیزوں کی لاشوں سے ناپاک کیا۔ اور میری میراث کو اپنی مکروہات سے بھر دیا۔" (یرمیاہ ۱۶/ ۱۷-۱۸)

قَالَ اَرَءَيۡتَ اِذۡ اَوَيۡنَاۤ اِلَى الصَّخۡرَةِ فَاِنِّىۡ نَسِيۡتُ الۡحُوۡتَ۔ یہ آیت پیشگوئی کے رنگ میں مسلمانانِ عالم کے متعلق بالعموم اور عربوں کے لئے بالخصوص ان کے اس کردار پر روشنی ڈالتی ہے۔ جو زمانۂ حال میں ان سے صادر ہُوا۔ دجّال کے متعلق مکاشفہ یوحنا میں یہ خبر دی گئی تھی کہ سمندر میں سے ایک حیوان نکلیگا اور ساری دنیا اس حیوان کے پیچھے ہو لیگی

Marfat.com

سوائے ان نفوس کے جن کے نام برّہ کی کتاب حیات میں لکھے ہوں گے وہ اس حیوان کی پرستش سے محفوظ ہوں گے باقی سب اس کی پرستش کریں گے۔ دیکھئے (مکاشفہ یوحنا ۱۳ / ۱۸ تا ۱)
قرآن حکیم میں بھی اس کے فتنوں سے دنیا کو بچنے کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا گیا تھا۔ کہ ایک وقت یہ دجّالی گروہ۔ تثلیث پرست مسیحی اقوام دنیا کو امن کے نام سے دھوکہ دے کر صفحۂ ارضی پر ایسے جہنمی شرارے چھوڑے گا۔ جس سے ساری دنیا کا نظام امن تباہ و برباد ہو جائے گا۔ فرمایا۔ اِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ (المرسلات)
افسوس کہ دنیا نے اس ہدایت ربانی کی طرف کان نہ دھرا۔ اس دجّالی گروہ نے اپنی سحر آفرینیوں سیاسی چکنی چپڑی باتوں سے پروپیگنڈا کر کے دنیا میں ایسا جال بچھا دیا جس کے پھندے میں بہت سی مسلمان حکومتیں بالخصوص عرب ممالک بھی پھنس گئے۔[۱] اور اپنی سیاسی آزادی اور ملکی ترقی کے لئے دجّالی اقوام کی تقلید کو ایک اعلیٰ منزل اور قصر بریں سمجھتے ہوئے ان کے پیچھے ہو لئے۔
كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے فقرہ میں اس طرف اشارہ ہے۔ کہ عرب بھی اس کو اپنے لئے ایک قیمتی متاع سمجھنے لگ جائیں گے۔ عربوں کے نزدیک زرد اونٹ ایک قیمتی متاع گنی جاتی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ انگریزوں اور اتحادیوں نے عربوں کو پچھلی جنگ میں ترکی حکومت سے علیحدہ کر کے عربی ممالک کو اپنے مشئوم سیاسی منصوبوں کے پورا کرنے کے لئے اپنی رصدگاہ بنا لیا۔ اور سادہ لوح عربوں کو اپنی اس سیاسی شطرنج کے لئے بطور مہرہ استعمال کر کے آخر

---

[۱] صلیبی جنگوں کا بدلہ لینے کیلئے ان قوموں کے دلوں میں مسلمانوں کو بالخصوص کوں اور عربوں کو عیسائیت میں لانے کے لئے کیا کیا منصوبے ہیں اس کے لئے آپ تاریخی کتب کا مطالعہ کیجئے۔
ٹی اے آرچر اور چارلز لیبرج کنگز اپنی کتاب "قوموں کی تاریخ صلیبی جنگ" میں لکھتے ہیں ؛۔
"حدود یورپ سے باہر قدم رکھنے کے بعد صلیبی نائٹوں نے سیاسی شادیاں کیں جن کی نظیر سوائے اوتھو ثانی (OTHO II) کے کہیں نہیں ملتی یہی نہیں بلکہ شاہ ایڈورڈ اوّل کو بڑے وثوق کے ساتھ یہ مشورہ دیا گیا کہ یورپ کی حسین شہزادیوں کو مشرقی زبانوں کا ماہر بنا کر بھیجا جائے تاکہ ان کی شادیاں ترک اور عرب والیان ملک سے کرا دی جائیں اور وہ خدا کی رحمت اور اپنی رعنائی حسن سے اپنے خاوندوں کو عیسائی مذہب میں لے آئیں"۔ (بحوالہ حدیث دفاع صفحہ ۱۲۲ میجر جنرل محمد اکبر خان صاحب)

انہیں بھی عالمگیر جنگ کی بھڑکتی آگ میں داخل کر دیا اور عربوں کو اپنی آزاد عربی سلطنت بنانے کا جھانسہ دے کر اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ جنگ ختم ہونے پر بجائے اس کے کہ تمام عرب ممالک عربوں کے حوالے کر کے ان کی ایک آزاد اور وسیع عربی مملکت قائم کر دی جاتی اُلٹے اس دجّال خنّاس نے عربوں کے قلب میں خنجر گھونپنے کے لئے فلسطین[1] میں یہودیوں کی سلطنت قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور تحریک صیہونیت[2] جو عرصہ سے خفیہ خفیہ جڑیں پکڑ رہی تھی اس شجرۂ خبیثہ

[1] فلسطین کے انتخاب کی وجہ اس خطہ کی جنگی اہمیت ہے۔ یہاں سے روس اور چین کو آسانی سے دُور مار میزائلوں کی زد میں لیا جا سکتا ہے۔ ۱۲ منہ

[2] تحریک صیہونیت کے پروگرام کے مادہ ۲ میں ہے "یہودی حکومت کی حدود شمال سے صور کی بندرگاہ واقع لبنان سے شروع ہو کر بحر ابیض کی بندرگاہ عزبش تک جنوباً اور عقبہ کی بندرگاہ واقع بحر احمر تک ہیں۔ اس کے بعد شرق اردن کے پایۂ تخت عمان پر قبضہ کر کے بادیۃ الشام اور حجاز پر بھی قبضہ کیا جائے۔

واضح ہو کہ مجلس صیہونیت کی داغ بیل اسرائیل کے ایک یہودی لیڈر ڈاکٹر ٹامس نے ۱۸۹۶ء میں ڈالی اور ۱۸۹۷ء کے اختتام پر سوئٹزرلینڈ کے مشہور مقام بار میں ایک یہودی کانفرنس ہوئی۔ اس میں فلسطین یہود کے قومی وطن کی تشکیل کا ریزولیوشن پاس ہوا۔ اور فلسطین میں یہودی حکومت کے قیام کے تحت سیاسی اقتصادی اور اجتماعی مفادات کو زیر بحث لایا گیا اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایک مجلس عاملہ بنائی گئی۔ اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ سیاست کا اخلاق سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۳ء تک ڈاکٹر ہرزن نے سلطان عبدالحمید سے ملاقاتیں کیں کیونکہ ان دنوں فلسطین کا علاقہ ترکی حکومت کے ماتحت تھا۔ ۱۹۰۳ء میں جوزف چیمبرلین نے یہود کو مغربی افریقہ میں آباد کرنے کی پیشکش کی۔ مگر یوگنڈین نے ۱۹۰۵ء میں یہود کی اس پیشکش کو مسترد کر دیا۔ اور یہود کا یہ اصرار تھا۔ کہ ہم نے اپنے علاقہ فلسطین میں آباد ہونا ہے۔ چنانچہ مختلف آراء کے بعد ۱۹۱۳ء میں یہود نے عبرانی یونیورسٹی کے قیام کے اعلان کا ریزولیوشن پیش کیا۔ چنانچہ اس کے قیام کے لئے بنک سسٹم نو آبادیات کا آغاز ہوا۔ اور مشہور یہودی حرش نے ۹۰ لاکھ پونڈ عطیہ دیا۔ ان ایام میں مشہور انگریز کرنل لارنس ملک عرب میں سازشیں کرنے میں مشغول تھا۔ اس کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ عرب ترکوں کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دے۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کے شعلے بھڑک اُٹھے اور اس جنگ میں ترکی حکومت کو

Marfat.com

کے کھلم کھلا حامی بن کر آخر برطانیہ نے ۱۹۱۷ء میں اعلان بالفور[ك] کے ذریعہ فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنانے کا اعلان کر دیا۔ لارڈ بالفور کے بعد جب لارڈ کرزن برطانیہ کا وزیر خارجہ بنا تو قرارداد کا مسودہ اس کی نگرانی میں تیار ہوا۔ جاسوسوں کے ذریعہ عرب سربراہوں کو لارڈ کرزن کی ایک تحریر دستیاب ہوئی۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ "مشرق وسطیٰ میں ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ عربوں کو متحد ہونے کا موقع نہ مل سکے۔ ورنہ عربوں کا اتحاد یہودیوں کی آزاد مملکت کے لئے ایک مستقل خطرہ ثابت ہوگا۔ ہم ایسے عرب لیڈروں کی تلاش کر رہے ہیں جن پر ہم بھروسہ کر سکیں۔ اور جن کے حوالے چھوٹی چھوٹی عرب ریاستیں کر دی جائیں۔ مشرق وسطیٰ میں جتنی زیادہ ریاستیں ہوں گی ہمارے مفاد کو تقویت پہنچے گی۔"

افسوس کہ اس دجالی گروہ کے خطرناک منصوبوں کا علم پانے کے باوجود دنیائے اسلام کی مملکتوں نے بالعموم اور عربوں نے بالخصوص اپنے آپ کو متحد نہ کیا۔ بلکہ بعض امرائے عرب تو ایسے بے خود رہے کہ اس دجالی قوم کے کھونٹے سے اپنے آپ کو مربوط کر کے اپنی ذاتی وجاہتوں اور عیاشیوں میں مشغول رہے۔ بلکہ بعض نفوس تو اب تک بھی ایسی ذہنیت رکھتے ہیں۔ کہ ان بڑی طاقتوں سے شدید قسم کے زخم کھانے کے باوجود پھر بھی ان سے سنہری تمغے پانے پر فخر کر رہے اور خوشیاں منا رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مصلح موعودؓ کو ایک موقع پر ان کے اتحاد نہ کرنے کے باعث ایک بہت ہی منذر رؤیا دکھایا گیا تھا جس سے بڑے ہی دردِ دل سے مسلمانوں کو ایسے نازک وقت میں اتحاد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

"اسلام کے لئے ایک نہایت ہی نازک دور آ رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو دنیوی اور سیاسی معاملات میں اپنے آپ کو متحد کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کی نجات ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰: شکست ہوئی۔ اور برطانوی حکومت فلسطین میں قائم ہو گئی۔ ۱۹۴۸ء میں جب برطانوی حکومت کا دور اقتدار ختم ہوا تو اس نے یہود کے ساتھ سازش کر کے اپنا اثاثہ اس کے سپرد کیا۔ ۱۲ منہ

[ك] اعلان بالفور کے باوجود عرب کے حکمران اس خوش فہمی میں مبتلا رہ کر چپ رہے کہ ان چند ہزار اسرائیلی یہودیوں سے کیا خطرہ؟ ہم جب چاہیں انہیں نکال باہر کریں گے۔ لیکن عربوں کی یہ کم فہمی تھی تحریک صیہونیت کی تہہ کو وہ نہ پا سکے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

یہ نہایت ہی مشکل بات ہے۔ آسان نہیں۔ اس وقت مختلف مسلمان گروہوں کی طبائع میں اس قدر اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ کہ وہ اختلافی مسائل پر زور دینا زیادہ پسند کرتے ہیں بہ نسبت اتحاد کی کوشش کے۔ بحیثیت مجموعی انہیں مسلمانوں کی بہبودی کی اتنی فکر نہیں جتنی ہر پارٹی کو پارٹی کی فکر ہے ...... میں ہر احمدی کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائے کہ تمہاری پھوٹ تمہاری تباہی کا موجب ہوگی۔ اس وقت تمہیں اپنی ذاتوں اور اپنے خیالوں اور اپنی پارٹیوں کو بھول جانا چاہئیے اور ہر ایک مسلمان کہلانے والے کو اسلام کی حفاظت کے لئے متحد کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اختلاف کو نظر انداز کر دینا چاہیئے ...... ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس آواز کو اٹھائے اور رات اور دن اس کام میں لگ جاؤ۔ حتیٰ کہ سیاسی پارٹیاں اتحاد کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر اب بھی مسلمان اختلاف پر زور دینے کی بجائے اتحاد کے پہلوؤں پر جمع ہو جائیں۔ تو اسلام کا مستقبل تاریک نہیں رہیگا ورنہ افق سماء پر مجھے **سپین کا لفظ لکھا ہوا نظر آتا ہے**۔" (الفضل ۲۸ اگست ۱۹۴۱ء)

افسوس کہ مسلمانوں نے اس حقانی آواز کی طرف وقت پر کان نہ دھرا۔ اگر اس وقت اس کی طرف توجہ دیتے تو وہ بھیانک واقعات جو بعد میں ۱۹۴۸ء میں پیش آئے اور اسرائیلی حکومت قائم کر دی گئی اگر اس وقت مسلمان پیکر اتحاد بن کر بنیانٌ مرصوص کا نمونہ پیش کرتے تو یہ روز بد انہیں دیکھنا نہ پڑتا۔ مگر ہوا یوں کہ جب ۱۹۴۷ء میں مسئلہ فلسطین اقوام متحدہ میں پیش ہوا[1]۔ اس وقت پانچ

[1] مسئلہ فلسطین اقوام متحدہ میں کیوں پیش ہوا۔ اس بارہ میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا بیان پڑھیے فرماتے ہیں۔

"جنگ (یعنی دوسری عالمگیر جنگ۔ ناقل) ختم ہونے کے بعد برطانوی حکومت نے فلسطین کے قضیہ کو سلجھانے کی کوشش کی۔ عرب اور صیہونی مندوبین کو لندن بلایا۔ چونکہ عرب مندوبین صیہونی مندوبین کے ساتھ مل کر بیٹھنے کو تیار نہ تھے۔ لہذا مسٹر ارنسٹ بیون وزیر خارجہ برطانیہ نے ان سے علیحدہ علیحدہ گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔ بعد میں مسٹر بیون نے اقوام متحدہ میں بیان کیا۔ کہ ان مذاکرات کے نتیجے میں فریقین کے موقف اس قدر قریب ہو گئے تھے۔ کہ یقیناً کوئی تصفیہ ہو جاتا۔ لیکن عین اس وقت امریکن صدر ٹرومین نے حکومت برطانیہ کے نام ایک تار بھیجا کہ ایک لاکھ یہودی مہاجرین کو فلسطین میں داخلے کی فوراً اجازت دی جائے۔ اس تار

Marfat.com

عرب ملک اقوام متحدہ کے رکن تھے۔ مصر۔ عراق۔ سعودی عرب۔ شام اور لبنان۔ ان میں سے صرف مصر جنرل کمیٹی کا رکن تھا۔ باقی چار عرب ملکوں نے بھی شرکت کی اور بحث میں حصہ لیا۔ مگر وہ ووٹ نہیں دے سکتے تھے۔ کیونکہ اقوام متحدہ کے ضوابط کے مطابق اگر کوئی رکن ملک جنرل کمیٹی کا رکن نہ ہو اور کسی مسئلے پر بحث کے دوران اجلاس میں شرکت کرنا چاہے تو وہ بحث میں تو حصہ لے سکتا ہے لیکن ووٹ نہیں دے سکتا۔

ان پانچ رکن ممالک نے سیکرٹری جنرل سے درخواست کی کہ خصوصی اجلاس کے ایجنڈے میں مندرجہ ذیل قرارداد کا اضافہ کیا جائے:۔

"فلسطین پر انتداب کا خاتمہ اور اس کی آزادی کا اعلان"

اقوام متحدہ میں سوویٹ روس کا نمائندہ مسٹر گرومیکو تھا۔ اس نے عرب تجویز پر شدید حملے کئے اور اعلان کیا کہ کوئی ملک جنرل اسمبلی کو اس تجویز کی تائید میں قرارداد منظور کرنے پہ مجبور نہیں کر سکتا۔ عرب ارکان اس پر سخت متعجب ہوئے۔ کیونکہ وہ تو سادہ لوحی سے روس کو صیہونیت کا دشمن سمجھتے تھے۔ حالانکہ عرب میں قائم کمیونسٹ پارٹیاں جو تھیں وہ سب یہودی کمیونسٹ پارٹی کی شاخیں تھیں۔ بہت سے عرب بھی اس میں شامل تھے۔ اور رفتہ رفتہ مصری فوج میں اور وہاں کی سیاسی جماعتوں میں بھی اس کی جڑیں پھیل گئی تھیں۔ شام۔ عراق۔ لبنان اور دوسرے عرب ملکوں میں بھی یہودیوں نے اس تحریک کا آغاز کیا۔ ان یہودی کمیونسٹ پارٹیوں نے عرب ملکوں کے اندر فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنانے کی تحریک کا پروپیگنڈا کیا۔ یہ پارٹیاں ماسکو اور عالم عرب کے درمیان خفیہ رابطے کا اہم ترین ذریعہ تھیں۔ اور فلسطین کی یہودی کمیونسٹ پارٹی سے احکام اور پروگرام لیتی تھیں۔ اس کی شاخیں ترکی اور ایران میں بھی تھیں۔ بالشویک انقلاب سے اسرائیل کی پیدائش ۱۹۴۸ء تک عالم عرب میں یہودی مارکسٹوں نے بڑا اہم حصہ لیا تھا۔ مگر ہائے سادہ لوحی عرب ممالک کے ارکان (ہائر کمیٹی) کی جو ابھی تک اس سے بالکل غافل تھی۔ ان کا خیال تھا۔ کہ مارکسی حکومتیں چونکہ استعماری طاقتوں سے

بقیہ حاشیہ ص۱۱۲:۔ کی عام اشاعت ہو گئی اس پر عرب مندوبین برافروختہ ہو گئے اور صیہونی مندوبین کے حوصلے بڑھ گئے اور باہمی تصفیے کی امید جاتی رہی۔ حکومت برطانیہ نے قضیۂ فلسطین اقوام متحدہ میں پیش کر دیا" (تحدیث نعمت ص۴۸۹)

Marfat.com

نبرد آزما ہیں۔ اس لئے لازماً ان کی حمایت کریں گی۔ انہوں نے مغربی حکومتوں کو ہموار کرنے میں تو زور لگایا مگر سوویٹ روس کو نظر انداز رکھا۔ حالانکہ بین الاقوامی مارکسیت کی اعلیٰ قیادت کلیتہً یہودیوں کے ہاتھ میں تھی۔ مگر عرب عام طور پر مارکسیت کو صیہونیت کا دشمن سمجھتے تھے۔ نیز عرب ایشیا اور لاطینی امریکہ کے چھوٹے ممالک کو بھی اپنا دوست سمجھتے ہوئے ان کی طرف سے مطمئن رہے۔ لیکن جب رائے شماری ہوئی تو آٹھ ملکوں نے عربوں کی تجویز مسترد کر دی۔ پانچ رائے شماری کے وقت غیر حاضر رہے۔ صرف ایک نے اس تجویز کو ایجنڈے میں شامل کرنے کی حمایت کی۔ اور وہ مصر تھا۔ عربوں کی تجویز مسترد ہو جانے کے باوجود جنرل اسمبلی کے اجلاس میں بحث کرنے کے لئے شامل کر دی گئی۔ مصر کے مندوب نے دوران تقریر کہا۔

"مجھے افسوس ہے میں اس سیاسی کمیٹی کے سامنے فلسطین کی عرب ہائر کمیٹی کے نام پر کوئی بات نہیں کر سکتا حالانکہ عرب ہائر کمیٹی ہی فلسطینی عربوں کی نمائندہ ہے اور ان کی طرف سے بات کرنے کا حق رکھتی ہے۔ جنرل اسمبلی نے جیوش ایجنسی کو اقوام متحدہ کی کارروائی میں شریک ہونے کی تو دعوت دے دی۔ لیکن عرب تنظیموں کو نظر انداز کر دیا ہے .... آپ لوگوں نے آغاز ہی میں بے ضابطگی کی ہے اور عرب فلسطین کا حق غصب کیا ہے۔"

عراق کے نمائندے نے بھی عرب ہائر کمیٹی کو نمائندگی دینے پر سخت زور دیا۔ لیکن عرب نمائندوں کی امیدیں بے کار ثابت ہوئیں۔ سیاسی کمیٹی نے عرب ہائر کمیٹی کو ایک عام دعوت نامہ بھیج دینے پر اکتفا کیا۔ مگر عرب ہائر کمیٹی نے اسے مسترد کر دیا۔ کمیٹی کے سیکرٹری السید امیل الغوری نے بذریعہ تار سیاسی کمیٹی کو مطلع کیا کہ "جب تک جنرل اسمبلی ایک قرارداد کے ذریعے عرب ہائر کمیٹی کو شرکت کی دعوت نہیں دے گی ہم شریک نہیں ہوں گے۔" آخر عرب ہائر کمیٹی کو دعوت دینے کی ایک قرارداد منظور کر لی گئی۔ اس کے بعد اقوام متحدہ کی طرف سے ایک سپیشل کمیٹی کی تشکیل کی گئی جس کا کام فلسطین کی چھان بین کر کے جنرل اسمبلی کو رپورٹ پیش کرنا تھا۔ اس وقت اقوام متحدہ میں دو رائیں تھیں۔ ایک رائے یہ تھی کہ کمیٹی غیر جانبدار ملکوں پر مشتمل ہونی چاہیئے۔ دوسرا فریق چاہتا تھا کہ کمیٹی پانچ بڑی طاقتوں امریکہ۔ سوویٹ روس۔ برطانیہ۔ فرانس اور چین پر مشتمل ہو۔ آخر جو کمیٹی قائم ہوئی اس میں دو اشتراکی ملک بھی شامل کر لئے گئے۔ کمیٹی مندرجہ ذیل گیارہ ارکان پر مشتمل تھی۔ آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ چیکوسلواکیہ۔ گوئٹے مالا۔ ہندوستان

Marfat.com

ایران - ہالینڈ - پیرو - سویڈن - یوراگوئے اور یوگوسلاویہ - افسوس کہ عرب نمائندوں نے اس کمیٹی کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیا - اس کی ہیئت اور تشکیل پر ذرا بھی نکتہ چینی نہ کی - ان کے متعدد دوستوں نے اس طرف توجہ بھی دلائی مگر وہ خاموش رہے - کہنے کو تو یہ کمیٹی غیر جانبدار ملکوں پر مشتمل تھی لیکن درحقیقت اکثر ارکان غیر جانبدار نہ تھے - اکثر ان میں سے صیہونی مقاصد کی حمایت کرتے رہے تھے - صرف ایران ہی وہ ملک تھا جس نے ہمیشہ عربوں کے حق کی حفاظت کی - یہودیوں کے دوستوں نے سپیشل کمیٹی پر زور دیا - کہ قبرص اور یورپ میں پھیلے ہوئے یہودی کیمپوں کا دورہ کرنے کے بعد جنرل اسمبلی سے سفارش کرے کہ وہ ان بے خانماں یہودیوں پر فلسطین کے دروازے کھول دے - مقصد یہ تھا کہ لاکھوں کی تعداد میں یہ نو وارد یہودی فلسطین کو یہودی ریاست بنانے میں اہم کردار ادا کر سکیں - عربوں نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی لیکن ان کی کچھ پیش نہ گئی - ابھی اس کمیٹی نے اپنا کام شروع بھی نہ کیا تھا - کہ سویٹ روس نے فیصلہ دے دیا اور کہا کہ

" سویٹ یونین کے نزدیک بہترین حل یہ ہے کہ فلسطین میں ایک مشترکہ حکومت قائم کی جائے جس میں دونوں قوموں کو مساوی حقوق حاصل ہوں - لیکن اگر ایسی حکومت قائم نہ ہو سکے تو پھر ہمارے نزدیک ایک عرب ریاست اور ایک یہودی ریاست قائم کر دی جائے "

پروگرام مرتب کرنے کے بعد خاص کمیٹی کے ارکان فلسطین روانہ ہو گئے - وہاں انہوں نے سب سے پہلے یہودیوں سے رابطہ قائم کیا - اور ان کی مختلف جماعتوں کے بیانات قلمبند کئے - خاص کمیٹی کے اس طرز عمل کی وجہ سے عرب ہائر کمیٹی نے بائیکاٹ کیا - یہودیوں کے بیانات سنکر یہ کمیٹی بیروت پہنچی - چاہیئے تو یہ تھا کہ عرب ملک ہائر کمیٹی کے فیصلے کا ساتھ دیتے ہوئے کمیٹی کا بائیکاٹ کرتے لیکن ایسا نہ ہوا - مصر - لبنان - عراق - سعودی عرب - شام اور یمن سے بڑی بڑی عرب

ا۔ ۱۹۱۲ء میں فلسطین میں عربوں کی آبادی نوے فی صد تھی - اور جو دس فی صد آبادی یہودیوں پر مشتمل تھی اس کا پانچ فی صد وہ یہودی تھے جو صدیوں سے فلسطین میں ہی آباد تھے اور باقی پانچ فی صد وہ یہودی تھے جو دوسرے ملکوں سے آکر وہاں آباد ہوئے تھے - تب فلسطین کی ½ ۹۷ فی صد زمین عربوں کی ملکیت تھی - اور یہودی صرف ½ ۲ فی صد اراضی کے مالک تھے - ۱۲ منہ

Marfat.com

شخصیتیں اور عرب جماعتوں کے نمائندے آئے اور کمیٹی کے سامنے پیش ہوئے۔ ان میں سے اُردن ایک ہی واحد عرب ملک تھا جس نے کمیٹی کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر جب خاص کمیٹی کی رپورٹ اقوام متحدہ کی ایڈہاک کمیٹی کے سامنے پیش ہوئی۔ یہ کمیٹی اقوام متحدہ کے تمام ارکان پر مشتمل تھی مگر افسوس کہ اقوام متحدہ میں مسلمان اور عرب ملکوں کے سوا ایک ملک بھی ایسا نہ تھا جو فلسطین کی آزادی اور عربوں کے حقوق کے علمبرداروں کا ساتھ دیتا۔ آخر میں [2] دو ذیلی کمیٹیاں [1] بنا دی گئیں۔ ذیلی کمیٹی ۱ کا کام یہ تھا کہ وہ تقسیم کی صورت میں اس کے نفاذ کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اور ذیلی کمیٹی ۲ کو متحدہ فلسطین کے سوال پر غور کرنے کا کام سونپا گیا۔ ذیلی کمیٹیوں نے اپنی رپورٹیں ایڈہاک کمیٹی کو پیش کیں۔ ایڈہاک کمیٹی نے ذیلی کمیٹی ۲ کی رائے مسترد کر دی اور تقسیم کی تجویز منظور کر لی۔ تقسیم کا اعلان ہوتے ہی یہودیوں نے دہشت گردی

---

[1] ذیلی کمیٹی ۱ کے صدر پولینڈ کے مندوب تھے اور کمیٹی ۲ کے صدر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب تھے سب کمیٹی ۱ کے صدر نے سر ظفر اللہ خان کے سامنے اعتراف کیا کہ آپ کی رپورٹ ہماری رپورٹ سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور آپ کے معلومات اور انداز استدلال کی تعریف کی۔ دیکھئے (محشر فلسطین مصنفہ میجر جنرل محمد اکبر خان، ص ۱۹۶ حاشیہ)

[2] تقسیم فلسطین کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قبل از وقت آسمانی انکشاف مئی ۱۹۴۶ء میں ہوا تھا۔ حضور فرماتے ہیں:۔ "پرسوں یا اترسوں رات کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو بڑے زور کے ساتھ میرے قلب پر یہ مضمون نازل ہو رہا تھا کہ برطانیہ اور روس کے ساتھ ایک (Modified Treaty) ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں بڑی بے چینی اور تشویش پھیل گئی ہے۔ فرمایا ماڈیفائڈ کے معنی ہوتے ہیں سمویا ہوا وسطی۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غالباً بیرونی دباؤ اور بعض خطرات کی وجہ سے برطانیہ مخفی طور پر روس کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ کر لے گا جس کی وجہ سے روسی دباؤ مشرق وسطیٰ پر بڑھ جائے گا۔ اس وقت میرے ذہن میں عراق، فلسطین اور شام کے ممالک آئے ہیں۔ یعنی ان ممالک کے روس اور انگریزوں کے سمجھوتہ کر لینے کی وجہ سے گھبراہٹ اور تشویش پیدا ہوگی کہ انگریز جو سختی کے ساتھ روس کی مخالفت کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ سمجھوتہ اس سے کس بناء پر کیا ہے۔ جہاں تک مستقل اور آخری مرحلہ کا سوال ہے قرآن کریم اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اقوام میں

Marfat.com

کا رُخ عام عرب آبادی کی طرف موڑ دیا تاکہ وہ زیادہ علاقہ خالی کرنے پر مجبور ہو جائے۔ یہ دیکھکر

بقیہ حاشیہ صلا ۱۱۶ ۔ جنگ ضرور ہو گی۔ لیکن بعض اوقات سیاسی اغراض کے ماتحت دشمن کے دباؤ کو کم کرنے کے لیئے یا اس کے حملہ سے بچنے کے لئے حکومتیں وقتی طور پر صلح کر لیتی ہیں تاکوئی خطرہ نہ رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انگریز روس کے خیال سے اپنا حفاظتی پہلو مضبوط کرنے کے لئے مجبوراً کوئی سمجھوتہ روس کے ساتھ کر لیں گے...... ادھر روس بھی جو بعض باتوں میں برطانیہ اور امریکہ سے چپقلش رکھتا تھا۔ اب اس کی مخالفت ترک کر دیگا" (الفضل ۳۰ رمئی ۱۹۴۷ء ص)

اب سنیئے تقسیم فلسطین کا فیصلہ کیسے ہوا۔ اس کی روئیداد میجر جنرل محمد اکبر خان نے اپنی کتاب "تحسنر فلسطین" میں محترم چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے الفاظ میں اس طرح درج کی ہے:۔

" ۲۷ رنومبر امریکہ کا تہوار ہوتا ہے جسے یوم تشکر کہا جاتا ہے۔ اس لیئے ہر رکن حتیٰ کہ صدر تک کی خواہش تھی کہ نشست ۲۶ (بدھ) کی نیم شب تک ختم کر دی جائے۔ اسی اعتبار سے جانبین نے اس دن اپنی ساری قوتیں مرکوز کر لیں۔ تقسیم کے حق میں ۳۳ ووٹ درکار تھے۔ یہ قریباً ناممکن نظر آتا تھا ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ ہم نے میدان مار لیا ہے۔ اور تقسیم دفن ہو گئی ہے۔ اس اثناء میں افواہ مشہور ہو گئی کہ سیشن ملتوی ہو جائیگا۔ اور ۲۸ ر تاریخ یعنی جمعہ کو منعقد ہو گا۔ اور اس دن ووٹ بھی لئے جائیں گے۔ صدر سے بات کرنے پر معلوم ہوا کہ ایسا ہی ہو گا۔ اسے بتایا گیا کہ دو دن کے وقفہ سے ہمارے ووٹ ضائع ہو جائیں گے۔ لیکن کسی نامعلوم شخص نے التواء کے لئے کہا۔ اور بالآخر سیشن ملتوی کر دیا گیا؟ قابل ذکر ہے۔ کہ گذشتہ سال یوم تشکر کو اسمبلی کا سیشن منعقد ہوا تھا لیکن اب یہ بہانہ کر دیا گیا کہ اس دن کو چونکہ امریکہ کی تعطیل ہوتی ہے اس لئے سیشن منعقد نہیں کیا جا سکتا اس وقفے میں نیو یارک کے اخبارات میں خبر آئی کہ یہودی لیڈر ٹرومین سے ملے۔ انہوں نے یہ دھمکی دی کہ اگر تقسیم ناکام ہو گئی تو بحالی یورپ کا بل ناکام کر دیا جائے گا۔ امریکہ کا سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ ٹیلیفون اور تار کے ذریعہ تقسیم کے خلاف مندوبین کی حکومتوں سے مصروف گفتگو ہوا اور انہیں اپنی ہدایات بدل دینے پر مجبور کیا۔ اس پر ہمارے ووٹ ۱۳ رہ گئے۔ ایسے مندوبین نے ہم سے معذرت کرتے ہوئے اس مجبوری کا اظہار کیا کہ ان کی حکومتوں نے حکم دے دیا ہے کہ ووٹ تقسیم کے حق میں دیئے جائیں۔ مثلاً ہیٹی (جنوبی امریکہ) کے نمائندے کی آنکھوں میں آنسو تھے جب اس نے کہا کہ ہم نے اعلان کر رکھا تھا کہ ہم تقسیم کے خلاف ووٹ دیں گے لیکن ہمیں اس کے حق میں رائے

Marfat.com

فلسطینی عربوں کی امداد کے لئے عرب ملکوں سے رضاکار پہنچ گئے اور یہودی فوجوں سے

بقیہ حاشیہ ص۱۱۷:- دینے کی ہدایت آگئی ہے۔ روزویلٹ نے (کہ آنجہانی صدر روزویلٹ کے پوتے ہیں) "مڈل ایسٹ جرنل" کی اشاعت جنوری ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ میں مسئلہ تقسیم کے فیصلے میں صیہونی دباؤ کا یوں ذکر کیا: "ارکان اقوام متحدہ پر اثر ڈالنے کے لئے (تاکہ وہ جنرل اسمبلی میں تقسیم کے حق میں ووٹ دیں) ٹیلیفونوں، تاروں، خطوں، ملاقاتوں اور سیاسی اور اقتصادی دباؤ کا طوفان امڈا چلا آرہا تھا۔ یہودیوں نے ان اقوام کو جو تقسیم کے خلاف رائے دینا چاہتی ہیں تقسیم کے حق میں رائے دینے پر مجبور کر دیا۔ یہ سب کچھ اعادہ تھا اس کا جو نیویارک سٹیٹ کے انتخابات میں ہو چکا تھا۔ یہ کیفیت تھی اس دولت عظمیٰ کی جس کے سپرد دوسری عالمگیر جنگ نے اقوام عالم کی قیادت کر دی تھی۔ اور یہ ہے منظر اس ادارۂ اقوام متحدہ کا جو اس لئے معرض تشکیل میں آیا۔ کہ کرۂ ارض سے جنگ کو بند کر دیا جائے۔ اور اقدار انسانیہ کو مستقل حیثیت دے کر امن وامان کو عام اور پائندہ کیا جائے۔ عراقی نمائندے کے الفاظ میں صدر ٹرومین نے ہی فلسطین کو آگ لگائی ہے۔ اور وہی اسے بجھا سکتا ہے ......

ان حالات میں ۲۹ / نومبر کو جنرل اسمبلی نے تقسیم کا فیصلہ صادر کر دیا۔ ۵۷ ووٹوں میں سے ۳۳ تقسیم کے حق میں تھے۔ ۱۳ مخالف اور دس غیر حاضر رہے۔ رائے شماری کا تجزیہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ امریکہ باوجود ساری ریشہ دوانیوں کے دو تہائی ووٹ حاصل نہیں کر سکا۔ جو ارکان غیر حاضر تھے وہ تقسیم کے خلاف تھے گویا کہا جا سکتا ہے ۲۳ کے مقابلہ میں ۳۳ ووٹ تھے۔ یہ کثرت رائے تو ہے۔ دو تہائی ووٹ نہیں۔ بہر کیف یہودی ووٹوں کی خاطر تقسیم کا فیصلہ صادر کرا دیا گیا ...... اس فیصلے کے مطابق فلسطین عربوں اور یہودیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یروشلم کو بین الاقوامی شہر قرار دیا گیا۔ سارے ملک کو ایک مشترکہ اقتصادی بورڈ کے ماتحت کر دیا گیا۔ جس کے ارکان میں سے تین عرب۔ تین یہودی اور تین اقوام متحدہ کی اقتصادی اور معاشرتی کونسل کے نمائندے تھے۔ ہرچند یہ فیصلہ تقسیم کا تھا لیکن مشترکہ اقتصادی بورڈ رکھ کر ایک مرتبہ پھر عملی اعتراف کیا گیا کہ اس ملک کی تقسیم ناقابل عمل ہے۔"

(محشر فلسطین حصہ اوّل ص۱۹۵ تا ص۲۰۲)

Marfat.com

تصادم[1] شروع ہوگیا۔ پنج رکنی کمیٹی برائے فلسطین نئی یہودی مملکت کی حفاظت کے لئے حرکت میں آگئی۔۔ اب پہلی مرتبہ امریکہ اور سویٹ یونین میں اختلاف پیدا ہوا۔ امریکہ کے مندوب مسٹر اوسٹن نے پہلی بار سلامتی کونسل میں علانیہ تسلیم کیا کہ تقسیم کا فیصلہ غلط ہے۔ امریکہ نے سرکاری طور پر مطالبہ کیا کہ سردست تقسیم کی قرارداد سے پہلو بچایا جائے اور پورے فلسطین کو اس شرط پر بین الاقوامی کنٹرول میں دے دیا جائے کہ ملک کی وحدت برقرار رہے ؎

ہائے اس ظالم صیاد کا زود پشیماں ہونا

مگر بعد میں اپنے سیاسی مفاد کی خاطر اس کی یہ آواز بھی دب گئی۔ اور اب تو دھڑا دھڑ یہودیوں کو ہتھیار مہیا کر رہا ہے۔

یہ طویل داستان اس لئے دہرائی گئی تا مسلمانانِ عالم کو بالعموم اور مسلم عرب کو بالخصوص یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ کہ اب ان طاغوتی طاقتوں کی طرف للچائی نگاہیں ڈالنا چھوڑ دیں۔ ان کی بجائے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔ ان کی اسلام دشمنی کا آپ نے اچھی طرح تجربہ کر لیا ہے[2]۔ پس آپ اسلامی غیرت کا مجسمہ بن کر اتحادِ ملی کا عملی نمونہ پیش کریں۔ دنیا نے

---

[1] اس سے پہلے ۱۹۳۶ء میں بھی فلسطینی عوام نے امپیریلزم اور صیہونیت کے خلاف ہڑتال کی تھی جو چھ ماہ تک جاری رہی جب ہڑتال ختم نہ ہو سکی۔ تو برطانوی امپیریلزم نے ایک نئی چال چلی۔ شاہ اردن۔ شاہ سعودی عرب۔ شاہِ عراق اور شاہِ یمن کو اپنے ہاتھوں میں لے کر عربوں کے نام یہ مشترکہ بیان جاری کرا دیا کہ وہ اپنی انقلابی سرگرمیاں ختم کر دیں۔ ان کے مطالبات پر ہمدردی سے غور کیا جائے گا۔ اور ان کی مرضی کے خلاف ان پر کوئی فیصلہ نہ ٹھونسا جائے گا۔ ہائے افسوس! سادہ لوح عربوں نے اپنے شاہوں پر ایک بار پھر اعتماد کر کے برطانوی شاطروں کے ہاتھوں شکست کھائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ - ۱۲- منہ

[2] آج جو بستیاں امریکہ اور روس کی امداد پر بھروسہ کر کے نازاں ہو رہی ہیں انہیں احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ اس امداد کی تہہ میں جو اندرونی لاوا پک رہا ہے اس کی طرف بھی انہیں توجہ دینی چاہیئے۔ اسلامی جرائد میں اس کی طرف توجہ بھی دلائی گئی مگر افسوس اس کی طرف چنداں التفات نہیں اخباروں میں انتباہ کیا گیا کہ امریکہ سے زیادہ سویٹ یونین نے عربوں کے ساتھ عیاری سے کام لیا۔ . . . . . سویٹ یونین عالمی صیہونی تحریک کی رضا و منشا کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ جہاں امریکی وزیرِ خارجہ کیسنگر اور سسکو یہودی ہیں وہاں سویٹ برژنیف اور گرومیکو بھی یہودی ہیں۔ نیز سویٹ کمیونسٹ پارٹی

Marfat.com

اسلام کا ایک ایسا اعجاز نما بے نظیر بلاک بنائیں جس سے دنیا بھر کے مسلمان ایک جسم و جان ہو کر پیکر بن کر صفحۂ ارضی پر سے اسلام کے خلاف اٹھنے والے طوفانوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں۔ اگر آج سے کچھ عرصہ پہلے ان طوفانوں کے اٹھتے وقت اس مردِ حقّانی۔ اتحادِ اسلامی کے علمبردار شہزادۂ امن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آواز پر مسلمان توجہ دیتے جو وقت پر مسلمانوں کو بیدار کرنے اور حیاتِ نَو پانے کے لئے گویا صورِ اسرافیل تھا۔ تو آج یہ روزِ بد نہیں نہ دیکھنا پڑتا۔ اس مردِ حقانی نے حقانی آواز بلند کرتے ہوئے فرمایا:۔

"عرب جانتا ہے کہ اب یہودی عرب میں سے عربوں کو نکالنے کی فکر میں ہے اس لئے وہ اپنے جھگڑے اور اختلاف کو بھول کر متحدہ طور پر یہودیوں کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا ہے مگر کیا عربوں میں یہ طاقت ہے کیا یہ معاملہ صرف عرب سے تعلق رکھتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہ عربوں میں اس کے مقابلے کی طاقت ہے اور نہ یہ معاملہ صرف عربوں سے تعلق رکھتا ہے۔ سوال فلسطین کا نہیں۔ سوال مدینہ[1] کا ہے۔ سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکّہ مکرمہ کا ہے۔ سوال زید اور بکر کا نہیں سوال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل پر اکٹھا ہو گیا ہے

[1] مدینہ منورہ کے متعلق جو عزائم یہود کے ہیں اس کے متعلق روزنامہ امروز ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۳ء کی خبر پڑھیئے لکھا ہے۔ کہ "امریکہ کے صدر ٹرومان نے جلالۃ الملک جناب شاہ فیصل کے والد مرحوم کو پیشکش کی تھی کہ ہم سے بیس ہزار ملین ڈالر لے لو اور مدینہ منورہ کے وہ علاقے ہم کو دے دو جن پر کسی زمانہ میں یہودیوں کا قبضہ تھا مگر جناب شاہ فیصل کے والد مرحوم نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا تھا۔"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۹ ۔۔۔ کے ۷۵ مرکزی ارکان یہودی ہیں اور وہاں کے اہم شعبوں پر ستر ہزار یہودی ماہرین کا قبضہ ہے۔ عربوں کے ساتھ سوویٹ یونین کی جھوٹی دوستی اور فریب کارانہ پالیسی صیہونی تحریکات کا شاخسانہ ہے۔" (روزنامہ امروز ۱۰ مارچ ۱۹۷۴ء صفحہ ۲)

آج سے چودہ سو سال پہلے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی تھا جو فرمایا کہ دجّال کے لشکر میں ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ مگر افسوس کہ اس کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں دی جاتی۔ ورنہ آج سے بہت عرصہ پہلے دنیا بھر کے مسلمانوں کا اسلامی بلاک تیار ہو چکا ہوتا۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقع پر اکٹھا نہیں ہوگا . . . .
مَیں سمجھتا ہوں وہ وقت آگیا ہے کہ اب مسلمانوں کو یہ فیصلہ کرلینا چاہیئے کہ یا تو وہ ایک آخری حد وجہد میں فنا ہوجائیں گے یا کلّی طور پر اس کے خلاف ریشہ دوانیوں کا خاتمہ کردیں گے۔ مصر، شام اور عراق کا ہوائی بیڑہ سو ہوائی جہازوں سے زیادہ نہیں۔ لیکن یہودی اس سے دس گنا بیڑہ نہایت آسانی سے جمع کرسکتے ہیں . . . . . مَیں سمجھتا ہوں مسلمان اب بھی دنیا میں اتنی تعداد میں موجود ہیں۔ اگر وہ مرنے پر آئیں تو انہیں کوئی مار نہیں سکے گا۔ لیکن میری یہ امیدیں کہاں تک پوری ہوسکتی ہیں۔ اللہ ہی اس کو بہتر جانتا ہے۔ آج ریزدلیوشنوں سے کام نہیں ہوسکتا۔ آج قربانیوں سے کام ہوگا۔ اگر پاکستان کے مسلمان واقعہ میں کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی حکومت کو توجہ دلائیں کہ ہماری جائیدادوں کا کم سے کم ایک فی صدی حصّہ اس وقت لے لے۔ ایک فی صد حصّہ سے بھی پاکستان کم سے کم ایک ارب روپیہ اس غرض کے لئے جمع کرسکتا ہے اور ایک ارب روپیہ سے اسلام کی موجودہ مشکلات کا بہت کچھ حل ہوسکتا ہے۔ پاکستان کی قربانی کو دیکھکر باقی اسلامی ممالک بھی قربانی کریں گے اور یقیناً پانچ چھ ارب روپیہ جمع ہوسکے گا۔ جس سے فلسطین کے لئے باوجود یورپین ممالک کی مخالفت کے آلات جمع کئے جاسکتے ہیں . . . . . . پس مَیں مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس نازک وقت کو سمجھیں اور یاد رکھیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ لفظ بلفظ پورا ہورہا ہے۔ یہودی اور عیسائی اور دہریہ مل کر اسلام کی شوکت کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوگئے ہیں۔ پہلے تو فرداً فرداً یورپین اقوام مسلمانوں پر حملہ کرتی تھیں۔ مگر اب مجموعی صورت میں ساری طاقتیں مل کر حملہ آور ہوئی ہیں۔ آؤ ہم سب مل کر ان کا مقابلہ کریں کیونکہ اس معاملہ میں ہم میں کوئی اختلاف نہیں . . . . .
پس ہمیں چاہیئے کہ اپنے عمل سے۔ اپنی قربانیوں سے۔ اپنے اتحاد سے اپنی دعاؤں سے۔ اپنی گریہ وزاری سے اس پیشگوئی (یعنی فلسطین پر یہودیوں کے قبضہ) کا عرصہ تنگ کردیں۔ اور فلسطین پر دوبارہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو قریب سے قریب تر کردیں۔ اور مَیں سمجھتا ہوں۔ اگر ہم ایسا کردیں تو اسلام

Marfat.com

کے خلاف جو زور چل رہی ہے۔ وہ اُلٹ پڑے گی عیسائیت کمزوری اور انحطاط کی طرف مائل ہو جائے گی۔ اور مسلمان پھر ایک دفعہ بلندی اور رفعت کی طرف قدم اٹھانے لگ جائیں گے۔ شاید یہ قربانی مسلمانوں کے دل کو بھی صاف کر دے اور ان کے دل بھی دین کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور پھر دنیا کی محبت ان کے دلوں سے سرد ہو جائے۔ پھر خدا اور اس کے رسول اور ان کے دین کی عزت واحترام پر وہ آماد ہو جائیں۔ اور ان کی بے دینی دین سے اور ان کی بے ایمانی ایمان سے اور ان کی سُستی چستی سے اور ان کی بدعملی سعی پیہم سے بدل جائے۔"

(الفضل ۳۱ رمئی ۱۹۴۸ء)

افسوس کہ اس دردناک صدائے حق کے سننے کے باوجود پھر بھی مسلمان بیدار[۵۱] نہ ہوئے۔ اور مسلمانان عالم نے بالعموم اور عرب مسلم نے بالخصوص اس ہیبت ناک عفریت۔ بحری ممالک سے نکلنے والے خطرناک حیوان (الحوت) کے ہتھکنڈوں سے بچنے اور اس شکار کو قابو میں رکھنے کے لئے کوئی جد وجہد نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پیشگوئی جو آیت اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ میں تھی پوری ہوئی۔ اگرچہ تقسیم عرب کی وجہ سے عربوں پر بڑا ظلم ہوا مگر پھر بھی فلسطین کا وہ حصہ جس میں الصخرۃ کا رقبہ تھا۔ عربوں کے حصہ میں آیا۔ اور مسجد اقصیٰ۔ قبلۃ الانبیاء کا وہ مذہبی مرکز جو مسلمانوں کی روحوں میں جوش ایمانی پیدا کرنے کا موجب تھا۔ اس پر بھی عرب قابض تھے۔ پس ان کا اس وقت ایک نہایت ہی ضروری فرض تھا کہ وہ اپنی پوری طاقت اور قوت اس کی حفاظت میں صرف کرتے ہوئے عرب کے بقیہ چھنے ہوئے حصوں کی بازیابی کے لئے جد وجہد کرتے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کا بھی فرض تھا کہ اپنی پوری امداد سے ان کی پشت پناہی کرتے۔ آہ جب انہوں نے اس فریضۂ وقت کی ادائگی سے غفلت برتی تو خدائے غیور کی طرف سے ان پر عذاب الٰہی کا ایسا کوڑا پڑا کہ وہ مقدس

[۵۱] آج بحمد اللہ جو بیداری کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے اجتماع واتحاد کے لئے اسلامی اخوت کے جذبہ کو تقویت دیتے ہوئے مختلف اسلامی ممالک کی مشترکہ کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ یہ اسلامی اتحاد کے مبارک یوم کے طلوع سحر کی نمایاں علامت ہے۔ بشرطیکہ صحیح قدم اٹھاتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

خطہ بھی ان کے قبضہ سے نکل گیا۔
۵ رجون ۱۹۶۷ء کی صبح کے واقعہ کو نظر کے سامنے لاؤ جبکہ عرب دنیا پر قیامت گذری۔ اسرائیلی درندہ جو ایلات کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا اپنی کمین گاہ سے نکل کر متحدہ عرب جمہوریہ۔ شام اور اردن کی فضائیہ پر جھپٹ پڑا۔ عربوں کی عسکری قوت شل ہوگئی۔ تین روز کی جنگ کے بعد اسرائیلی سپاہی الصخرۃ میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔
اس وقت مسلمان اگرچہ اپنی غفلت اور متعدد کوتاہیوں کی وجہ سے اس خطہ کو گنوا بیٹھے ہیں۔ مگر گھبرانے کی بات نہیں۔ مایوسی قطعًا نہیں چاہیئے۔ اگر وہ پھر اپنی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمت سے اُٹھ کھڑے ہوں گے تو فتح ان کی یقینی ہے چنانچہ چودہ سو سال پہلے سے ذات رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی فتح کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ یہودیوں اور مسلمانوں کے مابین جنگ نہ ہوگی اس جنگ میں مسلمان یہودیوں پر غالب آجائیں گے۔ اور ان کو مارینگے یہاں تک کہ اس وقت اگر کوئی یہودی کسی درخت یا پتھر کی آڑ لے کر چھپا بیٹھا ہوگا تو وہ درخت یا پتھر پکار اُٹھیگا کہ اے مسلمان خدا کے سپاہی! دیکھ کہ میری آڑ میں یہ یہودی چھپا بیٹھا ہے۔ جلد آ اور اس کو مار۔" (مشکوۃ کتاب الفتن)

اور اس صخرہ کے متعلق احادیث میں یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ وہاں آبحیات کا چشمہ ہے جس کے فیوض سے ایک وقت دنیا سیراب ہوگی۔" ذکر فی الخبران عند الصخرۃ ماء عین الحیاۃ۔" (جواہر تفسیر القرآن للشیخ طنطاوی جوہری جلد ۹ صفحہ ۱۸۵)
جس سے اس طرف اشارہ ہے۔ کہ یہ جگہ مسلمانوں کے قبضہ میں آکر منبع علوم روحانی اور تبلیغ اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایک اہم مرکز بنے گی۔ اور دجالی طاقتوں نے جو یہاں شجرہ خبیثہ کی شاخیں پھیلا رکھی ہیں وہ سب کی سب کاٹ دی جائیں گی۔ تازہ الہامات میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارتیں دی گئی ہیں۔ ان میں ایک یہ بشارت بھی ہے۔ یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَ عِبَادُ اللّٰہِ مِنَ الْعَرَبِ (تذکرہ صفحہ ۱۲۶) یعنی تیرے لئے ابدال شام کے اور خدا کے بندے عرب میں سے

Marfat.com

دعا کرتے ہیں۔

فَارْتَدَّا عَلٰٓی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا۔ یہ فقرہ قابلِ غور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اسی قسم کا فقرہ الہام ہوا۔ جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس قسم کا واقعہ حضور کے عہد میں بھی وقوع پذیر ہونے والا ہے کیونکہ جب کسی قرآنی پیشگوئی کے ظہور کا وقت آتا ہے تو اس وقت وہ آیت قرآنی یا اس کا کچھ حصہ الہاماً نازل کیا جاتا ہے۔ حضرت مولنا یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کا بیان ہے۔ کہ پرانا الہام کوئی تیئس سال جو پہلے بھی حضرتؑ نے کئی دفعہ سنایا ہے اور آج پھر سنایا

فَارْتَدَّا عَلٰٓی اٰثَارِهِمَا وَ وُهِبَ لَهُ الْجَنَّةُ۔ اتنے میں طاقت بالا اس کو کھینچ کر لے گئی۔ یہودا اسکریوطی۔ (تذکرہ ص۲۹)

خاکسار کی رائے میں اس الہام میں ان فتنوں کے ظہور کی طرف اشارہ ہے جو خلافت اولیٰ کے دور میں پیدا ہونے والے تھے۔ اور آخر وهب له الجنّة کی پیشگوئی کے مطابق اس شخص کو جو خدا کی نگاہ میں منظورِ نظر تھا آسمانی بادشاہت کی جنّت یعنی اسلامی خلافت راشدہ کا تخت اس کے سپرد کیا گیا۔ تب اس نے اپنے دورِ خلافت میں اس قدر ترقی کی اور اس ترقی کے لئے اتنا وقت پایا جس کا ظاہری اسباب کی رُو سے وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ ہاں اس مسیحِ وقت کے عہد میں ایک شخص نے یہودا اسکریوطی کا کردار بھی ادا کرنا تھا جس کے متعلق اسی سورۃ کی آیت ۳۳ میں بھی اشارہ کیا گیا تھا۔

(خضرِ وقت کے لئے خضری اقوال کا اعادہ)

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ خضرِ وقت ہیں اس لئے حضورؑ کو بھی ایک وقت ایسا کہنا پڑا۔ چنانچہ حضور اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک حالت رکھتا ہے جو زمانہ کی رسمیات سے بہت ہی دور پڑی ہوئی ہے اور ابھی تک ہر ایک رفیق کو یہی جواب ممدوح کی طرف سے ہے اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا۔

(مکتوبات مسیح موعودؑ جلد اوّل ص۱۵ مکتوب بنام میر عباس علی لدھیانوی)

Marfat.com

فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیْنَۃِ خَرَقَھَا قَالَ اَخَرَقْتَھَا لِتُغْرِقَ اَھْلَھَا۔ حضرت مسیح موعودؑ خضرِ وقت نے جب دعویٰ مسیحیت کیا اور مسلمانوں کے غلط عقائد کی قلعی کھولتے ہوئے مہدی کے متعلق جو مسلمانوں میں جہادِ سیفی کا عقیدہ دلوں میں جما ہوا تھا اور مہدی کی آمد پر منتظر جنگ وجدال تھے۔ آپ نے دجالی طوفان سے بچانے کے لئے اسلام کی صحیح تعلیم کی ایک کشتی تیار کی تو اس میں جہادِ سیفی کو جو اسلامی تعلیم کا ایک حصہ ہے۔ غیر موزوں وقت ہونے کے باعث اس کو ملتوی رکھا۔ جیسا کہ اوقاتِ ممنوعہ میں نماز جیسی اعلیٰ عبادت بھی ممنوع قرار پاتی ہے۔ اور اس کی ادائیگی کو دوسرے وقت پر ملتوی کرنا پڑتا ہے۔ یہی حال جہادِ سیفی کا تھا۔ مگر ان لوگوں نے جو علماءِ سُوء کے زیر اثر تھے۔ شور مچا دیا اور کہنے لگے اَخَرَقْتَھَا لِتُغْرِقَ اَھْلَھَا۔

اس کے علاوہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بھی جو خضرِ وقت کے پسرِ موعود اور آپ کے مثیل ہیں۔ آپ کے دور میں بھی یہ پیشگوئی چند ایک مواقع پر ظہور پذیر ہونے والی تھی چنانچہ

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں جو ایک انذاری پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ "وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا"[۱] (تذکرہ صفحہ ۲۶۲)

---

[۱] اس الہام کی تفسیر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک رؤیا سے ہوتی ہے۔ حضور برکاتِ خلافت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"قریباً تین چار سال کا عرصہ ہوا جو میں نے دیکھا۔ میں اور حافظ روشن علی صاحب ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے گورنمنٹ برطانیہ نے افواج کا کمانڈر ان چیف مقرر فرمایا ہے۔ اور میں سر آومور کرے سابق کمانڈر انچیف افواجِ ہند کے بعد مقرر ہوا ہوں اور ان کی طرف سے حافظ صاحب مجھے عہدہ کا چارج دے رہے ہیں۔ چارج لیتے لیتے ایک امر پر میں نے کہا کہ فلاں چیز میں تو نقص ہے۔ میں چارج کیونکر لے لوں؟ میں نے یہ بات کہی ہی تھی کہ نیچے کی چھت پھٹی (ہم چھت پر تھے) اور خلیفۃ المسیح اوّلؓ اس میں سے برآمد ہوئے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ آپ سر اومور کرے کمانڈر انچیف افواج ہند ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں بلکہ لارڈ کچنر سے مجھے یہ چیز ایسی ملی تھی ...... خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ واقعات کے ظہور پر معلوم ہوا کہ یہ رؤیا ایک نہایت ہی زبردست شہادت تھی اس بات پر کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے بعد جو فیصلہ ہوا ہے

Marfat.com

جب حضور نے اپنے زمانہ خلافت میں اسے خدا کی مرضی کے مطابق کرنے کے لئے جد و جہد کی اور اس کی اصلاحات کرنا چاہیں تو آپ کی خلافت کی ابتداء میں ہی جماعت کا ایک حصہ جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔ اور معترض نے اعتراض کیا کہ آپ نے جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

۲۔ جماعت پر طوفان کا دوسرا موقع ۱۹۳۴ء میں آیا۔ اس وقت بھی جماعت کی کشتی کے بعض اور تختے الگ ہو گئے۔

۳۔ تیسرا موقع طوفان کا ۱۹۴۷ء میں پیش آیا۔ اس وقت اس طوفانِ عظیم سے جو تقسیم برصغیر ہند کے وقت میں اٹھا جس میں ہزاروں لاکھوں جانیں ہلاک و تباہ ہو گئیں۔ آپ نے اپنی جماعت کے ایک حصہ کو مصلحتِ الٰہی کی تکمیل کے لئے قادیان میں چھوڑ کر اور باقی جماعت کو صحیح سلامت لیکر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵:۔ وہ اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضا کے ماتحت ہوا ہے چنانچہ حضرت مولوی صاحب کی وفات پر میری طبیعت اسی طرف گئی کہ یہ رؤیا تو ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی اور اس میں بتایا گیا تھا کہ مولوی صاحب کے بعد خلافت کا کام میرے سپرد ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور افواج کے کمانڈر سے مراد جماعت کی سرداری تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس رؤیا میں حضرت مسیح موعودؑ کو لارڈ کچنر کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے اور حضرت خلیفہ اولؓ کو سرا و مور کریے کے نام سے۔ اور جب ہم ان دونوں افسروں کے عہدہ کو دیکھتے ہیں تو جس سال حضرت مسیح موعودؑ نے وفات پائی۔ اسی سال لارڈ کچنر ہندوستان سے رخصت ہوئے اور سر آو مو کریے کمانڈر مقرر ہوئے۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس سال اور جس مہینہ میں سر آو مو کریے ہندوستان سے رخصت ہوئے اسی سال اور اسی مہینہ یعنی مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہوئے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کام پر مقرر فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس رؤیا میں جو دکھلایا گیا کہ چارج میں ایک نقص ہے اور میں اسکے لینے سے انکار کرتا ہوں تو وہ ان چند آدمیوں کی طرف اشارہ تھا کہ جنہوں نے اس وقت فساد کھڑا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کے ذریعہ سے حضرت مولوی صاحب پر سے یہ اعتراض دُور کیا ہے جو بعض لوگ آپ پر کرتے ہیں کہ اگر حضرت مولوی صاحب اپنے زمانہ میں ان لوگوں کے اندرونہ سے لوگوں کو علی الاعلان آگاہ کر دیتے اور اشارات پر ہی بات نہ رکھتے یا جماعت سے خارج کر دیتے تو آج یہ فتنہ نہ ہوتا۔ اور مولوی صاحب کی طرف سے قبل از وقت یہ جواب دے دیا کہ یہ نقص میرے زمانہ کا نہیں بلکہ پہلے کا ہی ہے۔ اور یہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی بگڑ چکے تھے۔ ان کے بگڑنے میں میرے کسی سلوک کا دخل نہیں۔ مجھ سے پہلے ہی ایسے تھے۔"

(برکاتِ خلافت صفحہ ۴۵ تا ۴۷)

Marfat.com

اس کشتی کا لنگر کوہ جودی (ربوہ) میں گاڑ دیا۔ اسی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں بھی بایں الفاظ پہلے سے خوشخبری دی گئی تھی۔ کہ

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِیِّ۔ (تذکرہ ص۵۵)

یعنی کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی۔ ایک اور الہام

یَا نُوْحُ اَسِرَّ رُؤْیَاکَ۔ (تذکرہ ص۲۸۱)

(ترجمہ) اے نوح اپنی رؤیا کو چھپائے رکھ۔ بھی اسی واقعہ کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔

اس واقعہ سے بہت عرصہ پہلے بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ الٰہی پانے پر بڑی تحدی سے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔

"کشتی احمدیت کا کپتان اس مقدس کشتی کو پُرخطر چٹانوں میں سے گذارتے ہوئے سلامتی کے ساتھ اسے ساحل پر پہنچا دے گا۔ میرا ایمان ہے اور اس پر میں مضبوطی سے قائم ہوں کہ جن کے سپرد الٰہی سلسلہ کی قیادت کی جاتی ہے۔ ان کی غلطیاں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تابع ہوتی ہیں۔ اور وہ خدا سے نور پاتے ہیں اور اس کے فرشتے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس کی روحانی صفت سے وہ مؤیّد ہوتے ہیں۔"

(الفضل ۱۱ر نومبر ۱۹۳۷ء)

(ازالہ شبہ) یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے جس کا ازالہ بھی ضروری ہے وہ یہ کہ خضر نے اگرچہ کشتی کا تختہ توڑا۔ مگر وہ خود تو اس کشتی میں وہاں موجود رہا۔ اس جگہ کو نہ چھوڑا مگر حضرت مصلح موعودؓ تو اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے آئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ابتداء میں واقعی اس اشارۂ قرآنی کی بناء پر قادیان کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ مگر جب حضور کو قرآن مجید کی بعض پیشگوئیوں اور الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے صریح طور پر یہی معلوم ہوا کہ مصلحتِ الٰہی اسی امر میں ہے کہ قادیان سے ہجرت کی جائے۔ یہاں تک کہ اس کا وقت تک بھی بتایا گیا۔ تب حضور پاکستان تشریف لائے جس کی تفصیلی وجوہ حضور نے خود بیان فرمائیں۔ دیکھئے (تذکرہ طبع سوم حاشیہ ص۴۰۱-۴۰۲)

اور اس اعتراض کا ازالہ بھی اس طرح کر دیا۔ کہ اپنی جگہ اپنا لختِ جگر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو بطور قائم مقام وہاں بھیج دیا۔ الولد سرٌّ لابیہ۔ وہاں ان کی موجودگی گویا حضور ہی کی موجودگی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

"بعض پیشگوئیاں باپ کی بیٹے کے ذریعہ پوری ہوتی ہیں" پس محترم صاحبزادہ صاحب کا وجود گویا حضور ہی کا وجود ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقعہ پر خطبہ عید الاضحیہ کے دوران فرمایا تھا۔ کہ

"قادیان اس وقت ایک وادیٔ غیر ذی زرع کا رنگ رکھتا ہے اور وہاں رہنا اپنے آپ کو بے آب وگیاہ بستی میں جا کر بسنا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مومن کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی ایسی جگہ پیدا ہو جو وادِ غیر ذی زرع کا رنگ رکھتی ہے تو اس کا دل خوشی سے اُچھلنے لگتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ آج مجھے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے مجھے بھی ابراہیمی نمونہ دکھانے کا موقع دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے یہ واقعہ ہوا ہے میں نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ میں اپنا ایک بیٹا ہمیشہ قادیان میں رکھوں گا" (الفضل ۸ مارچ ۱۹۲۹ء صفحہ ۵)

پس محترم صاحبزادہ وسیم احمد صاحب کا وجود حضرت مصلح موعودؓ کے ایفاء وعدہ کا نشان ہے۔

اے مصلح موعود کے لخت جگر تجھ پر سلام۔

اے مرکز ام القریٰ مثیل مکہ (قادیان) میں رہائش پانے والے تجھ پر سلام۔

اے اسماعیلی قربانیاں دینے والے مثیل اسماعیل تجھ پر سلام۔

اے اپنے پاک وجود سے قرآن حکیم کی پیشگوئیاں پوری کرنیوالے تجھ پر سلام۔

اے ان قربانیوں کی وجہ سے عاشقوں کے دل کی گہرائیوں میں جگہ پانے والے تجھ پر سلام۔

اے اسوہ حسنہ کے اعلیٰ نمونہ دکھانے والے مقدس خاندان کے ادنیٰ غلام کی طرف سے تجھ پر سلام

اے قدوسی جماعت اس مقدس خطہ میں برکات حاصل کرنے والے خوش نصیبو! تم سب پر سلام۔

آپ ہی وہ بابرکت ہستیاں ہیں جن کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آسمانی انکشاف ہوا تھا اور یہ خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا۔ کہ

"کشف میں دکھایا گیا کہ ایک شخص عبدالصمد کھڑا ہے اور کہتا ہے۔ مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت تم پر خلافت کی رحمتیں یا برکتیں نازل ہوتی ہیں"

(منصب خلافت طبع اوّل صفحہ ۳۲)

فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ

Marfat.com

(ترجمہ) پھر وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ ایک لڑکے کو ملے تو اس خدا کے بندے نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ اس پر موسیٰ نے کہا کہ تُو نے اس پاکباز بے گناہ کو بغیر کسی خون کے بدلے کے ناحق مار ڈالا۔

حدیث نبوی میں دجال کے متعلق یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ ایک نوجوان کو قتل کر یگا۔ مگر وہ پھر زندہ ہو جائے گا۔ دجّال اسے پھر مارنا چاہے گا تو نہیں مار سکے گا۔ (صحیح مسلم)
اس میں اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود خضر وقت کی آمد سے پہلے دجال کا ایک حملہ ایسا ہوگا۔ جس کی بناء پر دجّال سمجھ چکا ہوگا۔ کہ اب اسلام کی گویا رگِ جان کٹ چکی۔ (نعوذ باللہ) اب آئندہ زمانے میں اس کی زندگی پانے اور اُبھرنے کی کوئی توقع نہیں کیجا سکتی۔ تب اللہ تعالے خضر وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا۔ اور آپ حقیقی اسلام پر قائم اور فائز رہنے والی وہ بے نظیر جماعت تیار کر دیں گے جس پر دجّال کا کوئی حملہ اثر انداز نہیں ہوسکیگا اور وہ معجزانہ رنگ میں لوائے اسلام سنبھالنے والی ہوگی۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام دجّال پر اس شدت سے حملہ کریں گے جس سے اس شجرۂ خبیثہ کی جڑیں اکھڑ جائیں گی۔ وہ دجال جو دو زمینی ہتھیاروں یا دو سینگوں سے حملہ آور ہو رہا تھا۔ ایک سینگ لادینی نظام کے حامی دہریہ فلاسفروں[1] کا گروہ اور دوسرا سینگ تثلیث پرست

---

[1] ان لامذہب دہریہ فلاسفروں کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک کشف قابل غور ہے (حضور فرماتے ہیں۔ مَیں نے آج مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء صبح کے وقت سے کچھ پہلے کشفی حالت میں ایک القاء محسوس کیا جسے مَیں نے کشف کی حالت میں لکھنا شروع کر دیا۔ مگر کشفی تحریر جاگتے وقت تک کس طرح محفوظ رہ سکتی تھی۔ بہرحال اس القاء کی قریب قریب تفصیل یہ ہے۔ مجھے القاء ہوا۔ کہ سائنسدان خیال کر رہے ہیں۔ کہ وہ مذہب کو جھوٹا ثابت کر رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ بھی خاموش نہیں اس کے فرشتے بھی خاموش نہیں۔ وہ دفاع کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ جب وقت آئے گا اور حقیقت حال تجربات کا لباس مکمل طور پر پہن لے گی۔ تو سائنسدانوں پر کھل جائے گا۔ کہ وہ ایک ایسے جال میں پھنس گئے ہیں جو دوسروں کے لئے بُن رہے تھے لیکن اُس وقت وہ پیٹ بھرتے بھرتے کسی اور چیز کے بھرنے کے قریب پہنچ چکے ہوں گے۔ (تفہیم یہ ہوئی کہ اس سے مراد قبر ہے) اور اس وقت ندامت کوئی فائدہ نہیں دیگی۔"
(الفضل ۲۲ فروری ۱۹۵۹ء)

Marfat.com

مسیحی پادریوں کا مذہبی گروہ تھا۔ ان ہردو گروہوں پر حضورؓ نے پے در پے ایسے زور دار حملے کئے۔ جن سے اس زہریلےؓ سانپ کی کچلیاں توڑ دی گئیں۔ جیسا کہ احادیث میں مسیح موعود

ؓ حضرت مصلح موعودؓ جو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثیل ہیں۔ آپ پر اسی زہریلے سانپ (اژدہا) کی مکمل تباہی کا آسمانی انکشاف ہوا تھا۔ حضور فرماتے ہیں:۔
"میں نے دیکھا کہ ایک اژدہا ہے اور ایک سڑک ہے۔ کچھ آدمی آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ایک جماعت میرے ساتھ ہے۔ جو لوگ آگے ہیں ان کے متعلق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ہی ساتھ سے الگ ہوئے ہیں...... چلتے چلتے کسی کے چیخنے کی آواز آتی ہے۔ اور میں اس کی طرف دوڑتا ہوا گیا۔ کہ اسے مصیبت سے بچاؤں۔ دیکھا کہ ایک اژدہا ہے جو لوگوں پر حملہ کر رہا تھا اور کوئی انسان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب وہ سانس لیتا تھا تو بے اختیار لوگ اس کی طرف کھچے چلے جاتے اور کوئی ان کو روک نہ سکتا۔ انسانوں پر کیا موقوف ہے۔ ہر ایک چیز درخت وغیرہ تک اس کی طرف کھچنے لگے اور جب وہ سانس باہر نکالتا۔ جہاں تک پہنچتا وہاں تک کی ہر ایک چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا۔ اس وقت میں نے اپنے دوستوں میں سے ایک کو دیکھا جس پر وہ حملہ آور ہو رہا تھا۔ میں بھاگ کر گیا کہ اس کی مدد کروں۔ لیکن وہ اژدہا اس سے ہٹ کر مجھ پر حملہ کرنے لگا اس وقت مجھ کو وہ اژدہا یاجوج ماجوج ہی معلوم ہونے لگا۔ اور خیال آیا کہ اس کا سامنے ہو کر تو مقابلہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِهِمَا۔ کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا۔ اور یہ حدیث یاجوج ماجوج کے متعلق ہے۔ اس سے مجھے کچھ گھبراہٹ سی پیدا ہوئی۔ لیکن معاً یہ بات مجھے سمجھائی گئی کہ اس حدیث کا تو یہ مطلب ہے کہ اس کے سامنے ہو کر کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اگر کسی اور طریق سے حملہ کیا جائے تو ضرور کامیابی ہو گی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک چارپائی پیدا ہوئی جو بنی ہوئی نہیں صرف چوکٹ ہے اور وہ اس اژدہے کی پیٹھ پر رکھی گئی ہے۔ میں اس پر کھڑا ہو گیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی شروع کر دی ہے جس سے وہ پگھلنا شروع ہو گیا اور آخر کار مر گیا۔" (الفضل ۲۶ مئی ۱۹۱۷ء صـ۳۰۲)
نیز ایک اور موقع پر حضور نے اپنی رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔
"میں نے دیکھا کہ میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ جب تک تم لوگ دجال کو نہ مار لو اس وقت تک تم دنیا کو فتح نہیں کر سکتے۔ جب میں نے یہ فقرہ کہا تو میں نے دیکھا کہ جماعت کے لوگوں کے

Marfat.com

کو قاتلِ دجّال قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر۔ (بخاری و مسلم) کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی۔ کہ مسیح کے دم سے کافر ہلاک ہوں گے۔ فرمایا لَا یَحِلُّ لِکَافِرٍ یَجِدُ مِنْ رِیْحِ نَفَسِہٖ اِلَّا مَاتَ (بخاری)

صحفِ انبیائے سابقین میں سے یسعیاہ ۱۱/۴ میں بھی یہ پیشگوئی تھی۔ کہ

"وہ اپنے منہ کی لاٹھی سے زمین کو مارے گا۔ اور اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالیگا"۔

چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق مختلف مذاہب و ملل کے نمائندے اس کا شکار بنے۔ عیسائیوں میں سے ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی امریکن اور ڈپٹی عبداللہ آتھم امرتسری۔ اور ہندوؤں میں سے پنڈت لیکھرام پشاوری اور سوامی شردھانند۔ اور مسلمانوں میں سے وہ تکفیر باز نفوس جو جنگ مباہلہ کی زد میں آکر ہلاک و تباہ ہوئے۔ ان میں سے ہر ملت کے وابستگان جو اپنے اپنے ملی نمائندوں کو بڑا ہی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰:۔ چہرہ پر ایک افسردگی سی آگئی اور یوں معلوم ہوا جیسے وہ سمجھتے ہیں کہ دجّال کا مارنا تو بڑا مشکل کام ہے اسلئے ہماری ترقی بھی ایک موہوم چیز ہے۔ تب مَیں نے ان سے کہا۔ دیکھو جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جبتک تم دجال کو نہ مارلو تم دنیا پر غالب نہیں آسکتے۔ تو خدا تعالیٰ کا منشاء اس بات پر زور دینے کا نہیں تھا کہ تمہاری ترقی موہوم ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر زور دینا چاہتا تھا کہ تم جلد سے جلد کوشش کر کے دجال کو مار لو۔ پس مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اپنے فرض کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے"۔ (الفضل ۲۵ر نومبر ۱۹۴۹ء صفحہ ۴)

۱؎ بعض بزرگانِ سلف۔ اربابِ کشف کو بھی کشف میں دجال دکھایا گیا۔ اور اس کے قتل کا حکم اللہ تعالےٰ کی طرف سے جاری ہوتے دیکھا۔ چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ ولقد رأیتہ (الدجال) فی الکشف الصحیح والمشھد الصریح ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معی۔ وقد امر تعالیٰ بقتل الدجال یدعواہ الالوھیۃ وھو یبکی ویعتذر عنہ فیما یعاقب بہ من اجلہ و انہ ما بیدہ فی ذالک من شیءٍ"۔ (فتوحاتِ مکیہ جلد ۳ صفحہ ۵۵)

(ترجمہ) مَیں نے دجال کو کشف میں دیکھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دجال کے دعوئی الوہیت کی بناء پر اس کے قتل کا حکم صادر ہوا اور وہ رو رہا تھا۔ اور یہ کہکر کہ اس بارہ میں میرا کوئی اختیار نہیں اور اس سزا کے متعلق معذرت کر رہا تھا۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

پاکباز اور نفس زکیہ سمجھ رہے تھے چیخ اُٹھے اور کہنے لگے۔ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّۃً بِغَیْرِ نَفْسٍ۔ آخر وہی ہوا جو خدائے برتر کا فیصلہ تھا۔ قضی اللہ ما کان مفعولاً۔

(ازالہ شبہ) کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا نہ ہو۔ کہ خضر نے تو ایک شخص کو قتل کیا۔ مگر مسیح موعودؑ کے دم سے نوبت سے افراد کی ہلاکت ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کشفِ موسٰی میں خضر کا مقتول جو فرد واحد کی صورت میں دکھایا گیا۔ یہ نظارہ وحدت نوعی کی بناء پر تھا جیسا کہ دجالی فتنہ جو ہزاروں لاکھوں افراد کا شاخسانہ ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کشف میں دجال فرد واحد کی صورت میں دکھایا گیا۔ اس کی شیطانی تہذیب جو نئی روشنی کے نام سے دنیا میں فروغ پا رہی تھی اور دنیا اس پر لٹو ہو رہی تھی۔ حضور اقدس نے اس کا پوسٹ مارٹم کرکے اس کے اندرونی خبث کو ظاہر کر دیا۔ اور اس طرح مذہبی دنیا کو اس خطرناک طوفان سے بچالیا۔

واضح ہو کہ ہر وہ نئی تحریک جو کسی قوم میں نئی امنگوں اور ولولہ خیز امیدوں پر استوار ہو کر بھرپور جوانی کی طرح بارآور ہو رہی ہو۔ عالم روحانیات میں اسے غلام کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔ گویا وہ تحریک اس قوم کے ملی وجود کے لئے نوجوان کا درجہ رکھتی ہے۔ اسی بناء پر حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ تم میٹھے پانی کے سمندر ہو اور وہ (یعنی مغربی اقوام) کڑوے پانی کا سمندر رہیں۔ تم مغربیت کی کبھی نقل نہ کرو۔ آج دجالی فتنہ جس رنگ میں دنیا پر غالب ہے اس کی وجہ سے کوئی چیز بھی اسلام کی باقی نہیں رہی۔ نہ اس کے تمدنی احکام قائم ہیں نہ شخصی احکام قائم ہیں۔ ہر چیز میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ پس جب تک اسے مٹانے کے لئے تمہارے اندر دیوانگی نہ ہو گی۔ جب تک ہمیں اس تہذیب مغربی سے بغض نہ ہو گا اتنا بغض کہ اس سے بڑھ کر ہمیں کسی اور چیز سے بغض نہ ہو۔ اس وقت تک ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہم میں سے جو شخص بھی مغربی تہذیب کا دلدادہ ہے وہ روحانی میدان کا اہل نہیں۔ جس تہذیب نے ہمارے مقدس آقا کی تصویر کو دنیا کے سامنے بھیانک رنگ میں پیش کیا ہے۔ جس تہذیب نے اسلامی تمدن کی شکل کو بدل دیا ہے جب تک اس کی ایک ایک اینٹ کو ہم ریزہ ریزہ نہ کر دیں

Marfat.com

چین اور اطمینان کی نیند نہیں سو سکتے۔ وہ لوگ جو یورپ کی نقالی کرتے ہیں۔ اور مغربیت کی رَو میں بہتے چلے جا رہے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مغربیت کی بنیاد ساری کی ساری لذات اور عیش پرستی پر ہے اس لئے ان دونوں کا اجتماع ناممکن ہے مگر یہ امر یاد رکھو کہ انگریز اور مغربیت میں فرق ہے۔ انگریز انسان ہے اور ویسے ہی انسان ہیں جیسے ہم۔ اور اس لحاظ سے انگریز ہدایت پا سکتے ہیں لیکن مغربیت ہدایت نہیں پا سکتی۔ وہ شیطان کا ہتھیار ہے۔ اور جب تک اسے توڑا نہیں جائیگا دنیا میں حقیقی امن قائم نہیں ہو سکیگا۔" (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ ۲ صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۲)

(غُلٰمًا فقتلہٗ کی ایک اور تفسیر)

قتل کے معنی لُغت کی رُو سے جذبات کو کچلنے اور پیاس بجھانے کے بھی ہیں۔ قتل الجوع والبرد و نحو ذلک کسر شدتہ۔ قتل غلیلہ سقاہ فزال غلیلہ (اقرب) لُغت کے ان معنوں کی رُو سے آیت میں پیشگوئی ہے کہ خضرِ وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کی اس نئی پود کو جس میں فتنۂ ارتداد رُونما ہو رہا تھا لے کر اپنی قوتِ قدسی سے اس نئی نسل میں رُوحانی انقلاب پیدا فرما دیں گے جبکہ دجّالی اثرات کے ماتحت اس وقت دوسرے لوگ دنیاوی خواہشات اور اہوائے نفسانی میں منہمک ہوں گے۔ یہ نئی پود آپ کی قوتِ قدسیہ سے تزکیۂ نفس پا کر اور ایک نئی قدوسی جماعت بن کر دنیا میں نکل کھڑی ہو گی۔ اس کو حبّ دین کا ایک ایسا شربت کافوری پلایا جائے گا۔ جس کی تاثیر سے اس کے سب نفسانی جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔ اور ان کے قلوب دنیوی لذات اور ادنیٰ خواہشات سے پاک صاف ہو کر سورۂ دہر کی پیشگوئی کا عملی نمونہ پیش کر رہے ہوں گے۔ جو فرمایا۔ وَيُشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا۔

فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةِ اِسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا۔ خضرِ وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اللہ تعالیٰ نے اعلائے دین کے لئے منتخب فرمایا اور تمام ادیانِ عالم پر مذہب اسلام کو غالب کرنے اور اس کی اشاعت وتبلیغ اکنافِ عالم میں پھیلانے کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا تو یہ کام نہایت ہی اہم اور وسیع اخراجات

کا حامل تھا۔ صرف ایک شخص یا ایک محدود سی جماعت کے ہاتھوں اس کا انصرام پانا مشکل تھا اس لئے حضورؑ نے حسب پیشگوئی قرآن مجید عام مسلمانوں سے اس بارہ میں درخواستٰ کی مختلف مواقع پر اشتہار دل پر اشتہار دیئے۔ ان کی دینی غیرت کو اُبھارا۔ مگر افسوس کہ ان کی رگِ حمیت دینی جوش میں نہ آئی اور مستعد امداد نہ ہوئے۔ الّا ماشاء اللہ۔ حضور اقدس نے انہیں کئی رنگوں میں توجہ دلائی۔ کبھی تو اشتہار بعنوان ذیل دیا۔

"اشتہار بغرض اعانت و استظہار انصار دین محمد مختار صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الابرار" دیکھئے (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱)

اور کبھی اس عنوان سے اشتہار دیا۔

"ضروری گذارش ان باہمت دوستوں کی خدمت میں جو کسی قدر امداد امورِ دین کے لئے مقدرت رکھتے ہیں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۲)

افسوس کہ پھر بھی خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوئے۔ تب حضور نے انہیں پھر نئے خطابات سے بیدار کرتے ہوئے فرمایا۔

اَیُّھَا الْاِخْوَانُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَالَکُمْ لَاتَتَوَجَّھُوْنَ۔ شَوَّقْنَاکُمْ فَلَمْ تَشْتَاقُوْا۔ وَنَبَّھْنَاکُمْ فَلَمْ تَتَنَبَّھُوْا اِسْمَعُوْا عِبَادَ اللّٰہِ۔ اِسْمَعُوْا اُنْصُرُوْا تُؤْجَرُوْا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۲)

ترجمہ:۔ اے مومن بھائیو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم متوجہ نہیں ہوتے۔ تمہیں شوق دلایا گیا مگر تم میں شوق پیدا نہ ہوا۔ ہم نے تمہیں متنبہ کیا مگر تم متنبہ نہ ہوئے۔ سنو اللہ کے بندو! سنو! دین کی مدد کرو۔ اجر پاؤ گے۔

اُن کی سستی اور غفلت کو دیکھتے ہوئے حضور نے انہیں ان الفاظ میں توجہ دلائی:۔

"کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر اعانت باہمی کے چل ہی نہیں سکتا۔ انبیاء علیہم السلام

لہ اس درخواست کے متعلق حضور تحریر فرماتے ہیں۔" میں جو کہتا ہوں کہ ان الٰہی کاموں میں قوم کے ہمدرد مدد کریں۔ وہ بے صبری سے نہیں بلکہ صرف ظاہر کے لحاظ اور اسباب کی رعایت سے کہتا ہوں ورنہ خدا تعالےٰ کے فضل پر میرا دل مطمئن ہے اور امید رکھتا ہوں کہ وہ میری دعاؤں کو ضائع نہیں کریگا اور میرے تمام ارادے اور امیدیں پوری کر دے گا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۸۸)

Marfat.com

جو توکّل اور تفویض اور تحمّل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھکر ہیں ان کو بھی برعایت اسباب ظاہری "مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ" کہنا پڑا۔ خدا نے بھی اپنے قانونِ تشریعی میں بہ تصدیق اپنے قانونِ قدرت کے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کا حکم فرمایا۔ مگر افسوس جو مسلمانوں میں سے بہتوں نے اس اصول متبرک کو فراموش کر دیا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۵-۳۶)

اس پر بھی جب وہ بیدار نہ ہوئے تو حضورؑ نے امرائے دولت و ارباب ثروت کو ایک اور نئے اور اچھوتے طریق سے دینی امداد کے لئے متوجہ کیا۔ حضور نے اشتہار دیا جس میں تحریر فرمایا:-

"آج مجھے خیال آیا کہ میں ارباب دولت اور مقدرت کو اپنے کام کی نصرت کے لئے تحریک کروں......... اس لئے میں تمام امراء کی خدمت میں بطور عام اعلان کے لکھتا ہوں کہ اگر ان کو بغیر آزمائش ایسی مدد میں تأمل ہو تو وہ اپنے بعض مقاصد اور مہمات اور مشکلات کو اس غرض سے میری طرف لکھ بھیجیں کہ وہ مطلب کے پورا ہونے کے وقت کہاں تک ہمیں اسلام کی راہ میں مالی مدد دیں گے......... اگر ایسا خط کسی صاحب کی طرف سے مجھ کو پہنچا تو میں اس کے لئے دُعا کرونگا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بشرطیکہ تقدیر مبرم نہ ہو۔ ضرور خدا تعالیٰ میری دعا سُنے گا اور مجھ کو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دے گا...... بالآخر میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اس کی مدد کرو۔ اسلام نہایت ضعیف ہو گیا ہے۔ ایسے وقت میں ہمدردی سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردانِ خدا میں جگہ پاؤ۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدٰی۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۸۹-۳۹۰)

مگر نہایت افسوس کہ اہلِ ثروت میں سے پھر بھی کسی نے اس حقانی آواز کی طرف کان نہ دھرا۔ خدمتِ دین کی یہ خوش نصیبی محض اس چھوٹی سی جماعت کے لئے مقدّر تھی جس کو قرآن حکیم میں چودہ سو سال پہلے سے ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ کے خطاب سے نوازا گیا تھا۔ یہ خوش نصیب گروہ عہدِ بیعت کر کے حضور اقدسؑ کے ساتھ وابستہ ہو گیا۔ اور اپنی جان۔ مال۔ عزت و آبرو سب کچھ قربان کر کے عہد بیعت کا وہ حق ادا کیا جس کی رُو سے قرآنی بشارت ذیل کے مصداق بنے۔

فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔

اس پاک گروہ کو ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں خطاب فرمایا۔

Marfat.com

"اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی۔ اپنا آرام۔ اپنا مال اسی راہ میں فدا کر رہے ہو۔" (فتح اسلام طبع اوّل ص۵۶)

اس خوش نصیب گروہ کے متعلق یہ بھی فرمایا۔

"خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں"۔ (ص۵۹)

اسی جماعت کے متعلق حضورؑ نے یہ بھی فرمایا۔

"خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے۔ جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص۵۰۲)

فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا۔

پھر انہوں نے اس بستی میں ایک ایسی دیوار پائی جو گرنے والی تھی۔ تو اس نے اس دیوار کو درست کر دیا۔ اس پر موسیٰ نے کہا۔ اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ نہ کچھ اُجرت لے سکتے تھے۔

لفظ اقامہ مظہر ہے کہ دیوار کے درست کرنے میں صرف خضر کا ہاتھ کارفرما تھا حضرت موسیٰ کی اس میں کوئی شراکت نہیں تھی۔ پیشگوئی کے لحاظ سے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ استحکام دین اور غلبۂ اسلام کے لئے دینی خدمات کی توفیق اس وقت امتِ محمدیہ میں سے ان اشخاص کو نہیں مل سکے گی جو موسوی امت کے مثیل بن کر ان کے ہمرنگ ہو چکے ہوں گے۔ جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں خبر دی تھی۔

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔ (بخاری کتاب الاعتصام)

واضح ہو کہ یہ دیوار اسلام ہے اور آیت میں اسلامی نظام کے استحکام کی پیشگوئی ہے اس پیشگوئی کا ایک ظہور تو اسلام کی نشأۃ اولیٰ کے دورِ خلافتِ اُولیٰ میں ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر انصار و مہاجرین کے دونوں گروہ گویا یتیم ہو کر رہ گئے تھے۔ اور اس وقت جھوٹے مدعیانِ نبوّت کے دجل و فریب سے فتنۂ ارتداد کا ایسا طوفان اٹھا جو قریب تھا کہ اس کے شدید حملے سے اسلام کی دیوار گرا دی جاتی۔ مگر اس وقت خدائے غیور نے استحکام اسلام

Marfat.com

کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کھڑا کر دیا۔ خلافت اسلامی کے اس پہلوان اور ہوشیار معمار نے اس گرتی دیوار کو نہ صرف سنبھالا بلکہ اسے ایک مستحکم اور مضبوط قلعہ بنا دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے اس زرّیں کارنامے کا تذکرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف سرالخلافہ میں فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

وقد حصحص برهانه انه وجد الاسلام كجدار يريد ان ينقض من شر اشرار فجعله الله بيده كحصن مشيّد له جدران من حديد وفيه فوج مطيعون كعبيد۔ (سرالخلافہ طبع اول ص۱۱)

(ترجمہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق واضح دلیل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ جب تختِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے اسلام کو اس دیوار کی طرح پایا جو شریروں کی شرارتوں کی وجہ سے گرنے والی تھی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے آپ کے ہاتھ سے اس کو ایسا بنا دیا گویا وہ ایک مضبوط قلعہ ہے جس کی دیواریں لوہے کی ہوں اور اس میں غلاموں کی طرح فرمانبردار فوج اسلام کی حفاظت کے لئے ہر وقت کمربستہ موجود ہے۔

اس آیت کی پیشگوئی کا دوسرا ظہور موجودہ زمانہ میں خضرِ وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں ہوا۔ جبکہ دجّالی فتنہ عالمگیر طوفان کی صورت میں اُٹھا اور اسلام اور اسلامی قلعہ کی دیواروں پر اس قدر زوردار حملے کئے گئے کہ قریب تھا کہ اسلام کی دیوار زمین بوس ہو جاتی اور اسلام اور اسلامی شریعت (قرآن) کے نیچے جو حقائق و معارف اور دینی۔ دنیوی برکات کے خزائن محفوظ تھے اس سے مسلمان محروم رہ جاتے۔

خطۂ عرب و عجم کے دونوں خطوں میں مسلمان گویا بے نوا اور یتیم رہ گئے تھے اتحادِ ملت کے لئے ان کا باپ (مذہبی لیڈر یا امام) کوئی نہیں تھا جس کے سوز و گداز کا اظہار دانشورانِ ملت کی زبان و قلم سے بھی ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس کی صدا شاعرِ مشرق علامہ اقبال کی زبان سے سُنیئے

زکارِ بے نظامِ او چہ گویم ۔۔۔ تو میدانی کہ ملت بے امام است
شبے پیشِ خدا بگریستم زار ۔۔۔ مسلماناں چرا زارند و خوار اند
ندا آمد نمے دانی کہ ایں قوم ۔۔۔ دلے دارند و محبوبے ندارند

افسوس۔ کس قدر جائے حسرت ہے کہ علامہ زمان ہو کر باوجود احساس کے شناختِ حق سے محروم رہے۔ اور دیدۂ بصیرت سے کام لینے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔ حالانکہ اس علامہ کی ضمیر نے

Marfat.com

ایک موقعہ پر اس دور کے علماء اور صوفیاء کے اندازِ فکر پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اپنے دلی جذبات کی ترجمانی ان الفاظ میں کردی تھی کہ

"ان لوگوں نے نہایت بے دردی سے قرآن اور اسلام میں ہندی اور یونانی تخیلات داخل کر دیئے ہیں کاش کہ مولانا نظامی کی دعا اس زمانہ میں مقبول ہو اور رسول اللہ صلعم پھر تشریف لائیں اور ہندی مسلمانوں پر اپنا دین بے نقاب کریں۔"

(مکاتیب اقبال حصہ اول ص۴۲)

کیا ایسے آڑے وقت میں ارحم الراحمین کی رحمت جوش میں نہ آتی؟ چنانچہ آئی اور حضرت مہدی و مسیح موعود اقوام عالم کو مبعوث فرما کر اسے دیوارِ اسلام کا پشتیبان کھڑا کر دیا جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی بشارت فرما دی تھی کہ

كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّتِيْ اَنَا فِيْ اَوَّلِهَا وَالْمَسِيْحُ فِيْ اٰخِرِهَا۔ (ابن ماجہ باب الاعتصام بالسنۃ)

یعنی میری امت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں (پشتیبان) ہوں اور اس کے آخر میں مسیح ہو گا۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس خوشخبری کی یاد ان الفاظ میں تازہ فرمائی

"اوّل اور آخر سلسلہ کی دو دیواریں ہیں اور دو پشتیبان ہیں۔"

(تذکرۃ الشہادتین طبع اول ص۶۵)

(محاسن الکلام بلطائف البیان)

آگے حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو کشفی واقعات کی تعبیر بتاتے ہوئے جو گفتگو کی اس میں محاسن کلام اور آداب خطاب کی تعلیم دینے کے لئے جواہر حکمت کے بہترین شاہکار ہیں۔ کشتی توڑنے کے ذکر میں عیب کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا۔ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا۔ اور قتل غلام کی حکمت بتاتے ہوئے کہا۔ فَاَرَدْنَا اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً۔ ایسا ہی دیوار کے ذکر میں فرمایا۔ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَا اَشُدَّهُمَا۔ ان دونوں جملوں میں خیر کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف کی گئی۔ یہ ایک مردِ مومن کی گفتگو کا نمونہ ہے۔

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَا اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ۔

Marfat.com

(ترجمہ) پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں تو بڑے ہو کر اپنے خزانے کو خود نکالیں (یہ) تیرے رب کی طرف سے ان پر خاص رحم ہوا ہے۔

اس آیت میں موجودہ زمانہ میں ظاہر ہونے والی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کی رحمت جوش میں آئی اور خضرِ وقت کے ہاتھوں اسلام کی یہ عمارت اس قدر محکم اور مضبوط بنا دی گئی کہ اب اس دیوار پر دجال کا کوئی حملہ کارگر نہیں ہوسکتا۔ جو بھی اس پر حملہ کرے گا۔ وہ منہ کی کھائے گا۔ اس بناء پر اللہ تعالےٰ نے خضرِ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا کہ

"جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پائیگا۔ اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت درپیش ہے" (تذکرہ صفحہ ۱۶۸)

اور حضور نے فرمایا:۔

"خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائیگا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ" (تذکرہ صفحہ ۳۰۲)

(اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت)

حضور اقدس فرماتے ہیں :۔

"مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں۔ جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے موسیٰؑ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰؑ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۶۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی ایک موقع پر آیت فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ کے تفسیری معارف بیان کرتے ہوئے مجلس علم و عرفان میں فرمایا۔

"یہ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے متعلق پیشگوئی ہے جب تک جماعت احمدیہ نظامِ حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت کے قبضہ میں نہ چلا جائے

Marfat.com

جو احمدیت کے مفادات کے لئے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔ جب جماعت میں قابلیت پیدا ہو جائے گی اس وقت یہ نظام اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔"

(الفضل ۳ر جنوری ۱۹۴۵ء صٓ۲)

(عالمگیر اسلامی حکومت کے قیام کی پیشگوئی)

ایک اور موقع پر حضور نے فرمایا:۔

"ہم سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ ہم سمجھتے اور یقین ہی نہیں رکھتے۔ بلکہ ہم اپنی روحانی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ رہے ہیں۔ جو دنیا کو نظر نہیں آتی۔ ہم اپنی کمزوریوں کو بھی جانتے ہیں۔ ہم مشکلات بھی جانتے ہیں جو ہمارے راستہ میں حائل ہیں۔ ہم مخالفت کے اس اُتار چڑھاؤ کو بھی جانتے ہیں۔ جو ہمارے سامنے آنیوالا ہے۔ ہم ان قتلوں اور غارتوں کو بھی دیکھ رہے ہیں جو ہمیں پیش آنے والے ہیں۔ ہم ان ہجرتوں کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ جو ہماری جماعت کو ایک دن پیش آنیوالی ہیں۔ ہم ان جسمانی اور مالی اور سیاسی مشکلات کو بھی دیکھتے ہیں۔ جو ہمارے سامنے رونما ہونے والی ہیں مگر ان سب دھندلکوں میں سے پار ہوتی ہوئی اور ان سب تاریکیوں کے پیچھے ہماری نگاہ اس اونچے اور بلند تر جھنڈے کو بھی انتہائی شان و شوکت کے ساتھ لہراتا ہوا دیکھ رہی ہے جس کے نیچے ایک دن ساری دنیا پناہ لینے پر مجبور ہوگی یہ جھنڈا خدا کا ہوگا۔ یہ جھنڈا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ ...... یہ سب کچھ ایک دن ضرور ہو کر رہے گا۔ بے شک دنیوی مصائب کے وقت کئی اپنے بھی کہہ اٹھینگے کہ ہم نے کیا سمجھا تھا اور کیا ہو گیا۔ مگر یہ سب چیزیں مٹتی چلی جائیں گی۔ آسمان کا نور ظاہر ہوتا چلا جائے گا۔ اور زمین کی تاریکی دور ہوتی چلی جائے گی اور آخر وہی ہوگا۔ جو خدا نے چاہا۔ وہ نہیں ہوگا جو دنیا نے چاہا۔" (الفضل ۱۲ر مئی ۱۹۴۹ء صٓ۵)

(حکومت الٰہیہ یا دینی حکومت سے کیا مراد ہے؟)

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"حکومت کا وہ مفہوم جو اسلام کے نزدیک ہے (یہ ہے کہ حکومت ہو اور بڑی گہری حکومت ہو۔ اور بڑی وسیع حکومت ہو اور بڑی معقول حکومت ہو جس کا کوئی حکم بے غرض نہ ہو۔

Marfat.com

جس کا کوئی حکم جبری نہ ہو۔ اور اس میں ان لوگوں کا فائدہ مدنظر ہو۔ جن کو وہ حکم دیا گیا ہو۔ یہی وہ چیز ہے جسے اسلامی اصطلاح میں حکومت الٰہیہ کہتے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے اس سے وہ حکومت الٰہیہ مراد نہیں جس کا آج کل شور مچایا جا رہا ہے بعض لوگوں میں شہرت حاصل کرنے اور وزارتوں پر قبضہ کرنے کے لئے اس کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ حکومت الٰہیہ تو محض خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہوتی ہے۔ پھر حکومت الٰہیہ کسی ایک ملک پر نہیں ہو سکتی۔ حکومتِ الٰہیہ جب بھی آئے گی۔ ملکی حد بندی سے آزاد ہو کر آئے گی۔ حکومت الٰہیہ دراصل عرش پر ہے۔ دنیا میں صرف اس کا ظل قائم ہوتا ہے۔ آئین اسلام چند اصول کا نام ہے جو خلافت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں لیکن مسلمان اس وقت خلافت کے قائل نہیں۔ یہ خلافت جب بھی قائم ہوگی رُوحانی ہوگی۔ بہر حال نظامِ خلافت کے بغیر حکومتِ الٰہیہ دنیا میں ہرگز قائم نہیں ہو سکتی"۔

(تفسیر کبیر زیر تفسیر سورۃ الماعون)

مغربی افکار بھی ایسی حکومت کے قیام کی دلی تڑپ رکھتے ہوئے اپنی آرزوؤں کا اظہار ان الفاظ میں کر رہے ہیں۔ (NICOLES BERDYAEU) فرد اور معاشرہ کے تعلق کے ضمن میں اپنی کتاب SLAVERY AND FREEDOM میں لکھتا ہے۔ کہ

"ایک مکمل مملکت وہ ہے جس میں کوئی انسان کسی دوسرے انسان پر اپنا حکم نہ چلا سکے ...... کسی انسان کو حق حاصل نہیں کہ وہ دوسروں پر اپنا اقتدار قائم کرے۔ نہ فرد کو۔ نہ افراد کی کسی جماعت کو۔ نہ قوم کو۔ قوت کا استعمال انسان کی حفاظت کیلئے ہے"۔

BRIGHTMAN ایسے معاشرہ کے متعلق جس کی بناء ایثار اور قربانی پر مبنی ہو لکھتا ہے۔

"یہ معاشرہ ان آزاد لوگوں پر مشتمل ہوگا جو ایک معقول۔ قابل قدر۔ واحد نصب العین کے حصول کے لئے باہمی تعاون و تناصر سے کام لیں۔ وہ نصب العین جس کی بنیادیں خدا کے ایمان پر مستحکم ہوں"۔ (A PHILOSOPHY OF RILIGION)

(ازالہ شبہ) اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ سے کسی کے دل میں یہ وسوسہ نہ گذرے کہ جیفۂ دُنیا کے طلبگاروں سیاست دنیوی کے دلدادوں اور اقتدار ملکی کے بھوکوں کی طرح جماعت احمدیہ بھی بذریعہ سیاست مکارانہ اقتدار حکومت پر قبضہ کرنا چاہتی ہے حاشا و کلّا۔ یاد رکھو! جماعت احمدیہ ایک خالص دینی اور مذہبی جماعت ہے۔ اس کا مقصد اور

Marfat.com

نصب العین آسمانی بادشاہت کا قیام ہے جس کی بنیاد ایمان خالص ۔ اخلاق فاضلہ اور روحانیت[1] کاملہ کی ملکوتی صفات کے ستونوں پر استوار ہے ۔ حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۔ ؎

جیفۂ دنیا پہ یکسر گر گئے دنیا کے لوگ
زندگی کیا خاک ان کی جو کہ ہیں مردار خوار
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

نیز حضورؑ اپنی تصنیف نورالحق میں تحریر فرماتے ہیں :۔

وَنُشْهِدُ كُلَّ مَنْ يَسْمَعُ اَنَّا لَسْنَا طَالِبِیْ ملکوتِ الارض ولا نرید امارۃ ھذہ الدنیا وزینتھا الفانیۃ ۔ ان نرید الا ملکوت السّماء التی لا تنفد ولا تفنی ولا تنقضی بالموت ولا نطلب قھر النّاس بالحکومۃ والسیاسۃ والقضاء بل نطلب عزیمۃ قاھرۃ الاھواء فی رضاء المولی الذی ھو احکم الحاکمین" (نورالحق ۱ صفحہ ۳۹)

(ترجمہ) اور ہم ہر ایک کو جو سننے والا ہے گواہ کرتے ہیں ۔ جو ہم دنیا کی بادشاہت کے طالب نہیں اور نہ ہم دنیا کی امیری کو چاہتے اور نہ ہم اس دارِ فانی کی زینت کے خواہشمند ہیں ہم صرف اس آسمانی بادشاہت کو چاہتے ہیں جس کا انجام نہیں اور نہ کبھی وہ زوال پذیر ہے اور نہ مرنے سے دور ہوسکتی ہے ۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ حکومت اور سیاست

---

[1] سنیئے ۔ رُوحانیت کیا ہے ۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ "حقیقی رُوحانیت اس تعلق باللہ کا نام ہے جس سے کہ بلا واسطہ ایک شخص اپنا تعلق خدا کے ساتھ محسوس کرتا ہے اور جس سے رفتہ رفتہ وہ ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے ۔ کہ فرشتوں کو بھی درمیان سے ہٹا دیا جاتا ہے ۔ چنانچہ معراج میں یہی ہوا ۔ ایک مقام پر پہنچ کر جبرئیل بھی رُک گئے ۔ مگر یہ بات اوراد کے ذریعہ حاصل نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ ان طریقوں پر عمل کرنے سے ہوسکتی ہے ۔ جو شریعت نے مقرر کئے ہیں" (الفضل ۱۳ اگست ۱۹۲۶ء صفحہ ۸)

Marfat.com

اور فرمانروائی کے ساتھ لوگوں کو مغلوب کریں۔ بلکہ ہم ایسے عزم کے طالب ہیں جو رضائے مولیٰ احکم الحاکمین کے لئے نفسانی جذبات پر غالب ہو۔

پس یاد رکھو اس جماعت کی سیاست روحانی ہے جو قلوب انسانی پر بغیر شمشیر و سنان کے اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ وہ میخانہ ہے جس کے شربت کافوری اور زنجبیلی جام پینے سے روحیں مست ہو کر خلافت اسلامیہ کی شمع انوار روحانی پر پروانوں کی طرح جان قربان کر دینا اپنی زندگی کا خوش قسمت کارنامہ سمجھتی ہیں۔ ؎

اے مُرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

اس شبہ کا ازالہ فرماتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ارشاد فرمایا:-

"اس وقت جو روحانی سلسلہ خلافت اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق مہدی معہود کی بعثت کے بعد جاری ہوا۔ یہ سلسلۂ خلافت دنیا کو امتِ واحدہ بنانے کے لئے قائم ہوا ہے۔ اور اس سلسلہ کا کوئی خلیفہ کبھی بھی کسی علاقے کا حاکمِ وقت اور بادشاہِ وقت نہیں بنے گا۔ اور دُنیا کی سیاست میں خلیفۂ وقت نہیں آئے گا۔ کیونکہ ہر ملک کی اپنی سیاست ہے اور ہر ملک کے باشندوں کے ساتھ امام وقت اور خلیفۂ وقت نے پیار کرنا۔ ان کی ہدایت کے لئے دعائیں کرنا۔ ان کو مشورے دینا۔ ان کو اپنے وجودِ روحانی کا ایک جزو بنانے کی کوشش کرنا ہے تاکہ سب مل کر ایک وجود بن جائیں۔ جیسا کہ میں دُنیا کے سامنے کچھ عرصہ سے اس بات کو پیش کر رہا ہوں کہ میرا (مرزا ناصر احمد نہیں بلکہ خلیفۃ المسیح الثالث کا) اور جماعت احمدیہ کا ایک ہی وجود ہے۔ ان دو میں کوئی فرق نہیں۔ تو جو اس وقت حالات ہیں۔ اور جو کام مہدی معہود کے سپرد ہیں۔ ان کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کی خلافت سیاست میں کبھی ملوث نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں خلافت وہ فرائض سرانجام نہیں دے سکتی جو بحیثیت نائب مہدی علیہ السلام اس کے سپرد کئے گئے ہیں۔ لیکن نیکیوں کی تحریک کرنا اور جماعت میں بشاشت پیدا کرنا خلیفہ وقت پر ایک بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ قربانیاں بھی لے اور بشاشت کو بھی قائم رکھے۔" (الفضل یکم ہجرت ۱۳۵۳ ہش (یکم مئی ۱۹۷۴ء)

Marfat.com

(انتباہ) اس وقت جو ایک مذہبی جماعت (جماعت احمدیہ) کی مساعی جمیلہ کی راہ میں روڑے اٹکانے کی خاطر مذہبی رہنماؤں نے برسر اقتدار طبقہ کے ساتھ مل کر نئے سرے سے فتویٰ بازی کا[1]

---

[1] اے تکفیر بازی کا مشغلہ رکھنے والو! ذرا اپنی عقلوں کا جائزہ لیجئے۔ تمہاری طرف سے فیصلہ تکفیر کے لئے ۷ ستمبر کی تاریخ کا مقرر کیا جانا کوئی اتفاقی امر نہیں تھا۔ بلکہ قدرت کی طرف سے تمہارا عقلوں پر یہ ایک طرح کا تازیانہ تھا۔ گویا اس سے تمہاری مشابہت ان صناد ید قریش سے کی جارہی تھی جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف دارالندوہ میں فیصلۂ قتل صادر کیا تھا۔ وہ بھی یہ تاریخ تھی۔ دیکھئے تاریخ الخمیس جلد ۲ صـ۳۲۳ ۔ اس میں لکھا ہے کہ ۲۸ صفر کو مدینہ کی طرف ہجرت کی گئی جو شمسی حساب سے ۱۱ ستمبر ۶۲۲ء کی تاریخ بنتی ہے ۔ اور چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تین راتیں غارِ ثور میں پناہ گزیں رہے اس حساب سے ۷۔۸ ستمبر کی درمیانی رات میں حضورؐ کا گھر سے نکلنا اور ۷ ستمبر کو دوپہر کے قریب دارالندوہ میں فیصلہ کیا جانا ثابت ہوا۔

او اکثریت کے گھمنڈ پر اترانے والو سنو! احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا تمہارا یہ کردار صداقت احمدیت کی کھلی کھلی شہادت ہے۔ ؎

لو اپنے دام میں آپ ہی صیاد آگیا

امیر شریعت[2] احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا فتویٰ سن لیجئے۔ کہتے ہیں "ہمیشہ اقلیت حق پر ہوتی ہے۔ ہم نام نہاد اکثریت کی تابعداری نہیں کریں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثریت باطل پر ہے۔"

(سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری صـ۱۱۶ مؤلفہ خان حبیب الرحمٰن کابلی طبع اوّل جون ۱۹۴۷ء)

ایک اور موقعہ پر تقریر کے دوران آپ نے کہا۔

"اگر اکثریت کا لحاظ ہے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر درود کیوں بھیجتے ہو۔ یزید پر درود پڑھو" (فرمودات امیر شریعت صـ۶۵ مرتبہ حکیم مختار احمد حسینی)

جماعت اسلامی کے ترجمان رسالہ "ترجمان القرآن" کا اقتباس بھی پڑھ لیجئے۔ چند روایات نبوی نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :۔

---

[2] آپ کس قسم کے امیر شریعت تھے خود ان کی زبانی سنئیے حکیم مختار احمد صاحب حسینی لکھتے ہیں "شاہ جی نے فرمایا۔ یار لوگوں نے شریعت کو نہ ماننے کیلئے مجھے امیر شریعت بنا رکھا ہے" (فرمودات امیر شریعت صـ۶۲)

Marfat.com

مشغلہ شروع کر رکھا ہے۔ وہ گوش ہوش سے سُن لیں۔ کہ وہ اس میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔

بقیہ" حاشیہ صفحہ ۱۴۴: "اس سے معلوم ہوا کہ ایک زمانہ اس اُمت پر ایسا آئے گا کہ اس کے بڑے حصہ میں ضلالت کا اثر اس طرح سرایت کر جائے گا جس طرح بادلے کتے کے کاٹنے سے اس کا زہر آدمی کی رگ رگ میں سرایت کر جاتا ہے۔ صرف تھوڑے لوگ بچ رہیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے طریق پر ہوں گے اور وہی لوگ جماعت کے حکم میں ہوں گے ...... یہ گروہ نہ کثرت میں ہوگا نہ اپنی کثرت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل ٹھیرائے گا۔ بلکہ اس امت کے ۷۳ فرقوں میں سے ایک ہوگا اور اس معمور دنیا میں ان کی حیثیت اجنبی اور بیگانہ لوگوں کی ہوگی...... پس مبارکباد ہے ان اجنبیوں کے لئے جو دوسروں کے بگاڑے ہوئے دین کی اصلاح کریں گے۔" (ترجمان القرآن ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۷۹-۸۰)

اے تکفیر باز! موجودہ معاشرہ کے متعلق جو دردمندانِ قوم کی صدائیں اخلاقی برائیوں کے شدید طوفان اٹھنے پر اس کے مہلک اثرات سے بچاؤ کے متعلق تڑپتے دلوں سے اُٹھ رہی ہیں ان کی طرف تو آپ کان نہیں دھرتے۔ افسوس سسکتی ترستی قوم کی پیاس بجھانے اور اصلاح احوال کی توفیق تمہیں نصیب نہیں ہوتی۔ مگر تکفیر بازی کے شجرۂ خبیثہ کے زہریلے پھل کی شراب پی کر بدمستوں کی طرح اُلٹے اپنے اس گھناؤنے کردار پر خوشیاں منا رہے ہو۔ سنو! دردمند قلوب کی رائے موجودہ معاشرہ کے متعلق کیا ہے اور ان کی امیدیں تمہارے ذریعہ اصلاح احوال کے متعلق کیسی ہیں؟

(۱) اخبار خواتین کے تازہ شمارہ میں پشاور کینٹ کی ایک دردمند خاتون لکھتی ہیں:۔

"ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ آجکل ہمارا معاشرہ اخلاقی برائیوں کے سمندر میں غرق ہے۔ کردار کی برائیاں اور خامیاں دور دور تک جڑیں پھیلا چکی ہیں۔
یہ برائیاں اتنی عام ہو چکی ہیں کہ یہی اب اچھائیاں نظر آنے لگی ہیں"

(اخبار خواتین کراچی ۲۶ر اکتوبر ۱۹۷۴ء)

(۲) جناب ڈاکٹر نصیر احمد صاحب ناصر رقمطراز ہیں:۔

"اگر ہم صدق دل سے اپنے قومی کردار کا جائزہ لیں، تو لامحالہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ من حیث القوم مصلحین کم اور مفسد زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلامی سے نجات دی اور ایک وسیع و عریض آزاد مملکت عطا کی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم اس نعمتِ غیر مترقبہ

Marfat.com

اس لئے کہ خدائی ہاتھ اس جماعت کی پشت پر ہے۔ آسمان پر اس روحانی سلسلہ کی حامل انقلابی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۵:۔ پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے مصلحین بنتے۔ لیکن ہمارے دلوں میں چونکہ نفاق کا مرض تھا اس لئے ہم مفسدین بن گئے۔ دنیا میں شاید ہمارے معاشرہ جیسا کوئی دوسرا معاشرہ نہ ہوگا۔ جہاں اشیائے خوردنی تک خالص نہ ملتی ہوں۔ جہاں ادویہ تو کجا زہر تک خالص نہیں ملتا۔ یہاں جو چیز ملتی ہے ناخالص ملتی ہے۔ یہاں ہر جنس جنس کا سد ہے۔ بچوں کو خالص دودھ نہیں ملتا۔ بیماروں کو خالص دوا نہیں ملتی۔ جوانوں کو خالص غذا میسر نہیں آتی۔ پھر بھی ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔"

(روزنامہ امروز ۲۵ر اکتوبر ۱۹۷۴ء)

اے تکفیر بازو! آپ نے اس جماعت کو کس اسلام سے نکالا؟ کیا اُس اسلام سے جس کے متعلق مولانا مودودی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ

"ہماری آنکھوں کے سامنے جرائم ظلم و ستم لوٹ کھسوٹ۔ بد اعمالی و بدکرداری اور فسق و فجور کا طوفان برپا ہے اخلاق کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمان کے ایمان کی قیمت ایک ٹیڈی پیسے کے برابر بھی نہیں رہی۔"

(ہفت روزہ ایشیا لاہور ۲۷ر اکتوبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۹)

تم سے پہلے بھی تمہارے ایسے کردار کے حامل اسلامی نمائندوں کا نمونہ دیکھکر برناڈ شا ایسی ممتاز شخصیت جو اسلام سے بہت ہی قریب تھی قبولِ اسلام سے محروم رہی۔ چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور لکھتا ہے

"برناڈ شا (۱۸۵۶ء تا ۱۹۵۰ء) پائے کے تمثیل نگار نے کہا۔ کہ آئندہ ایک صدی میں اگر کوئی مذہب یورپ پر قبضہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ واقعی اگر تو اسلام کا ایسا ہی مداح ہے تو پھر کیوں تو مسلمان نہیں ہو جاتا تو جواب دیا کہ اسلام کے موجودہ پیروؤں کی حالت دیکھکر قبول اسلام کی جرأت نہیں ہوتی۔" (نوائے وقت لاہور ۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۴ء)

اسی نوائے وقت کے پرچہ ۷ر اگست ۱۹۷۵ء میں یہ بھی لکھا ہے۔

"ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم پاکستان میں قرآن اور سنت کو رہنما بنائیں گے۔۔۔۔۔ بڑی دردناک اندوہناک اور شرمناک انتہا یہ ہے کہ آج یہاں کفر کا نام اسلام رکھ دیا گیا ہے۔"

ایسے ہی ننگ انسانیت رویہ سے تنگ آکر بیزاری کا اظہار امیر خسرو کو بھی اپنے وقت میں یوں کرنا پڑا۔

Marfat.com

جماعت کی کامیابی کا فیصلہ ہو چکا ہے اور پہلے سے اس کی خبریں بھی بتا دی گئی ہیں چنانچہ حضرت حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی لطیف تصنیف تفسیر کبیر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۶:- ؎ کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ فرمایا۔ ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

نیز فرمایا:- کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں

نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ

تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

اے غمِ ملّت سے تہی دست تکفیر باز مولویو! ذرا اپنے مشغلہ کے مقابل اس مظلوم جماعت کے مشغلہ کی طرف بھی تھوڑی دیر نگاہ ڈالیئے۔ دردمند دانشورانِ ملّت کی طرف سے اس کے متعلق کیا صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ سُنیئے۔

(۱) محترم ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایچ ڈی لاہور لکھتے ہیں:-

"تحریک احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان جو اٹھارھویں صدی میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے۔ خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر محسوس کرتے ہوئے اعلان کر رہے ہیں کہ یہ بیسویں صدی ہر جگہ مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ کے لئے بیداری کا آغاز ہے۔" (رسالہ استقلال لاہور صفحہ۱)

(۲) اخبار انقلاب لاہور یکم نومبر ۱۹۳۱ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی ذاتی مصروفیات کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی۔ کہ

"جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے اسلامی حقوق کی حفاظت کے سلسلے میں اب تک جو سرگرم کوششیں فرمائی ہیں وہ کسی صراحت کی محتاج نہیں ہیں۔ اب آپ نے سائمن رپورٹ میں اسلامی نقطۂ نگاہ سے ایک مفصّل تنقید لکھی ہے

میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں دین کی تقویت صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے البتہ ہے"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۷:۔ جو انگریزی زبان میں کم و بیش ساڑھے چار سو صفحے کی کتاب کی شکل میں چھپی ہے .... چونکہ اصل غرض یہ تھی کہ یہ تنقید اسلامی حقوق و مطالبات کے متعلق گول میز کانفرنس کے شرکاء کی رہنمائی کا ذریعہ بن سکے۔ اس لئے اسے جلد سے جلد مکمل کر کے بصورت مطبوعہ ولایت پہنچانے کی غرض سے جناب ممدوح کو اکثر و بیشتر راتوں کے دو دو تین تین بجے تک کام کرنا پڑا۔ آخری نشست میں مسلسل تین گھنٹے تک مصروف تحریر رہے۔"

(۳) اخبار ہمدم لکھنؤ ۶ راپریل ۱۹۲۳ء کے پرچہ میں لکھا ہے:۔

"قادیانی جماعت کی مساعی حسنہ اس معاملہ میں (یعنی تبلیغ اسلام اور انسداد ارتداد میں) بے حد قابل تحسین ہیں۔ اور دوسری اسلامی جماعتوں کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔"

(۴) مدیر اخبار مشرق گورکھپور نے لکھا:۔

"اگر ہمارے علماء کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ احمدیہ جماعت اپنے عقائد کی تعلیم دیگی۔ تو وہ اپنی متفقہ جماعت میں ایسا خلوص پیدا کر کے آگے بڑھیں کہ ستو کھائیں اور چنے چبائیں اور اسلام کو بچائیں۔ جماعت احمدیہ کے ارکان میں ہم یہ خلوص بیشتر دیکھتے ہیں۔ دیانت۔ ایفاء عہد۔ اپنے امام کی اطاعت۔ پس یہ جماعت فرد ہے۔ جناب مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی عالی حوصلگی اور ایثار کی تعریف کے ساتھ مسلمانوں کو ایسے ایثار کی غیرت دلاتے ہیں۔ دیانت اور امانت جو مسلمانوں کی امتیازی صفتیں تھیں آج وہ ان میں نمایاں ہیں۔" (مشرق گورکھپور۔ ۲۷ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۵) محترم نذیر احمد خاں صاحب انصاف کیل جے پوری نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس جماعت کے سوا اور کسی فرد کی ایسی اعلیٰ تربیت نہیں۔ نہ سنیوں میں، نہ شیعوں میں، نہ کسی اور جماعت میں۔ پس میں سچے دل سے مشورہ دیتا ہوں کہ اس اعلیٰ نمونہ کی تقلید سب بھائی کریں اور فائدہ اٹھائیں۔ کہ بغیر اس کے کامیابی محال ہے۔" (بحوالہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات صفحہ ۲۵ حاشیہ)

Marfat.com

اور اس زمانہ میں روحانی سنگِ اسود آپ ہی ہیں۔ گو جسمانی سنگِ اسود وہی ہے جو خانہ کعبہ میں موجود ہے۔ اسی طرح یہ سورۃ الفیل بھی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۸ :۔

(۶) اشد ترین معاندِ احمدیت مولوی ظفر علی خانصاحب آف زمیندار کو بھی آخر اعتراف حق کرکے یہ لکھنا پڑا :۔

"احمدی بھائیوں نے جس خلوص۔ جس ایثار، جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصّہ لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے"

(اخبار زمیندار لاہور ۸ را پریل ۱۹۲۳ء)

(۷) ایک دردمند غیر از جماعت دوست محمد عزیز صاحب پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی کراچی سے اپنے تاثرات قلبی کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔

"میں احمدی جماعت کے تفصیلی عقائد سے واقف نہیں ہوں لیکن اس جماعت کے بڑے اور چھوٹے افراد کا عمل ہمارے سامنے ہے۔ جب بھی کبھی مسلمانوں پر اسلام پر کوئی مصیبت آئی ہے یہ جماعت اس کے مقابلہ کے لئے سب سے پیش پیش رہی ہے، انسان کا عمل ہی اس کے عقائد کو سمجھنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ میں سیاست کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اسلامی دنیا خصوصًا عرب ملکوں کی جو خدمت احمدی مسلمانوں نے کی ہے اس کی توفیق دوسرے مسلمان فرقوں کے بڑے لوگوں کو نہیں ملی۔ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خان نے یونائیٹڈ نیشنز میں فلسطین کے کیس میں جو نمایاں رول ادا کیا وہ ہسٹری میں محفوظ ہے اور اس پر پاکستان کی آئندہ نسلیں بھی فخر کرسکتی ہیں۔ اور کریں گی۔ اسی طرح لیبیا اور مراکش کی آزادی پر سر محمد ظفر اللہ خان نے جو رول ادا کیا اسے بھی ہسٹری ہمیشہ اپنے سینہ سے لگا کر رکھے گی۔ عرب اس کے لئے ان کے احسانمند ہیں۔ بلکہ سارے پاکستان کے لوگ ہی احسانمند ہیں۔ لیکن افسوس کہ خود پاکستان کو اپنے ایک لیڈر کی ان خدمات کو پڑھکر تکلیف ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ پچھلے ایک پرچہ میں یہ انکشاف کیا ہے کہ اسرائیل کے قائم ہوتے ہی احمدی جماعت کے خلیفہ میرزا بشیر الدین صاحب نے لاہور میں تقریر

Marfat.com

آپ پر الہاماً نازل ہوئی ہے۔ پھر جس طرح اصحاب الفیل کے پہلے حملہ میں اصل مقصد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تباہ کرنا تھا۔ اس طرح اب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۹:۔ کرتے ہوئے پاکستان والوں سے اور عرب ملکوں سے دردمندی سے اپیل کی تھی کہ پیسہ جمع کرکے اور ہتھیار خرید کرکے ابھی اس ناسور کو کچل ڈالیے۔ یہ فتنہ جوان ہوگیا تو ستم ڈھائیگا اور پھر مشکل ہی سے قابو میں آئے گا مگر اس صاحب بصیرت کی کسی نے کوئی بات نہ سنی اور اب جب وہ فی الحقیقت سر دل پر آن چڑھا ہے تو سب کو فکر لگی ہوئی ہے" (ہفت روزہ لاہور۔ ۱۱ اگست ۱۹۷۵ء صفحہ ۷)

(۸) علامہ اقبال کی ایک دردانگیز نوائے قلبی بھی سن لیجیے۔ فرماتے ہیں۔

مولوی بیگانہ از اعجاز عشق ۔۔۔ ناشناس نغمہ ہائے ساز عشق
شیخ درعشق بتاں اسلام باخت ۔۔۔ رشتۂ تسبیح را زنار ساخت
واعظاں ہم صوفیاں منصب پرست ۔۔۔ اعتبار ملت بیضا شکست
واعظ ما چشم بر بتخانہ دوخت ۔۔۔ مفتی دین مبیں فتویٰ فروخت

ان بے عمل واعظان اور صوفیان منصب پرست سے علامہ اقبال کی روح اصلاح احوال سے مایوس ہوکر کس حقانی مصلح کی طرف نظر جاتی ہے اس کی صدائے قلبی بھی اسی علامہ کی زبان سے سنئے :۔

دنیا کو ہے اس مہدئ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالم افکار

(اقبال۔ ضرب کلیم طبع اول ۱۹۳۶ء)

آخر میں آسمانی حکم عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعلان بھی سن لیجیے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

" اے مسلمان مخالفو! جو اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہو اپنی جانوں پر رحم کرو۔ کیونکہ یہ اسلام نہیں ہے جو تم سے ظاہر ہو رہا ہے۔ نئی صدی نے تمہیں ایک مجدد کی حدیث یاد دلائی۔ تم نے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ کسوف وخسوف نے تمہیں مہدی کے آنے کی بشارت دی مگر تم نے اس کو بھی ایک بیہودہ بات کی طرح ٹال دیا۔ تمام بزرگوں کی فراستیں اور مکاشفات مسیح موعود کے لئے ایک اجماعی قول کی طرح چودھویں

جو احمدیت پر حملہ ہوا ہے۔ وہ اسی لئے ہوا ہے کہ ہندو بھی جانتا ہے اور سکھ بھی جانتا ہے اور مسیحی بھی جانتا ہے۔ کہ اگر اسلام نے غلبہ پایا تو احمدیت کے ذریعہ ہی غلبہ پائے گا۔ پس اب بھی اس کا اصل مقصد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تباہ کرنا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود کا کام اپنا وجود منوانا نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منوانا ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں۔ ؎

"وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے"

لیکن جس طرح گذشتہ زمانہ میں خانہ کعبہ کو گرانے میں ابرہہ اور اس کا لشکر ناکام رہا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۰ :۔ صدی تک تم نے سُن لیں۔ پر تم نے اس کو بھی رد کر دیا۔ قرآن کو چھوڑا اور ان حدیثوں کو بھی ترک کر دیا جو قرآن کے مطابق ہیں" (ضیاء الحق صفحہ ۲)

(حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہمارے ان بھائیوں کے متعلق جو سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں)

"اے ہمارے رب تیرے سب بندے ہمارے بھائی ہیں خواہ وہ پاکستان میں رہتے ہیں۔ یا ہندوستان میں۔ خواہ وہ ایشیاء میں رہتے ہیں یا یورپ میں۔ خواہ وہ ہمارے کتنے ہی دشمن ہوں تو ان کے متعلق ہمارے دلوں کے کینے اور بغض کو نکال دے اور ان کے دلوں میں دین سے بے رغبتی کی بجائے اپنی محبت پیدا فرما دے اور ہمیں ہمارے مقاصد میں کامیاب کر۔ تا تیری بادشاہت اسی طرح زمین پہ قائم ہو جائے جس طرح کہ وہ آسمان پر ہے"

(الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۱)

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بھی اپنی جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا)

"اس امر کو یاد رکھیں اور کبھی فراموش نہ ہونے دیں۔ کہ آپ نے کسی سے دشمنی نہیں کرنی۔ کسی کو دکھ پہنچانے کا خیال بھی دل میں نہیں لانا۔ دوسرے دکھ پہنچاتے ہیں یا لیکن آپ کا یہ کام نہیں کہ آپ بھی دکھ پہنچائیں۔ آپ کو تو ساری دنیا سے محبت کرنی ہے آپ نے بے لوث محبت کے ذریعے تمام بنی نوع انسان کے دل جیتنے ہیں آپ خدمت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ آپ کا صحیح مقام ہے۔...... پس اپنے اندر بنی نوع انسان کی محبت بے پایاں کا جذبہ پیدا کریں۔ خدمت خلق کو اپنا شعار بنائیں اور اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کریں اور کرتے چلے جائیں" (الفضل ۲۲ اگست ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

اسی طرح ہم جانتے ہیں اور اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی ساری طاقتیں اور قوتیں مل کر بھی اس سلسلہ کو مٹا نہیں سکتیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی طاقت نہیں۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ آسمان کی فوجیں ہماری تائید میں اتریں گی اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ کا نظارہ دنیا متواتر دیکھتی چلی جائے گی یہاں تک کہ وہی شخص جس کو مسلمانوں نے اپنی نادانی سے ٹھکرا دیا ہے اس کے ہاتھوں سے اسلام دنیا میں دوبارہ قائم ہوگا۔ اور معترضین ہمارے سامنے نہایت شرمندگی کے ساتھ وہی کچھ کہتے آئیں گے جو یوسفؑ کے بھائیوں نے اس سے کہا۔ اور ہماری طرف سے بھی انہیں یہی کہا جائے گا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ غیر دنیا۔ کافر دنیا۔ بے دین دنیا جس کا مقابلہ ہماری جماعت کر رہی ہے۔ وہ تو جانتی ہے کہ احمدیت کی اشاعت میں ہی عیسائیت کی موت ہے۔ لیکن مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی اشاعت میں نعوذ باللہ اسلام کی تباہی ہے۔ مجھے یاد ہے۔ میری خلافت کے ابتدائی زمانہ میں پادری والٹر (WALTER) سیکرٹری لٹریچر آل انڈیا وائی۔ ایم۔ سی۔ اے۔ پادری ہیوم (HUME) اور فورمن کرسچین کالج لاہور کے پرنسپل مسٹر لیوکس (LUCAS) مجھ سے ملنے قادیان آئے اور مختلف امور پر گفتگو کرتے رہے۔ واپس جا کر مسٹر لیوکس نے کولمبو میں عیسائیوں کے سامنے ایک لیکچر دیا جس میں کہا کہ آپ لوگ شاید یہ سمجھتے ہوں کہ عیسائیت کی جنگ بڑے بڑے شہروں یا بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں لڑی جائے گی۔ لیکن میں آپ لوگوں کو بتاتا ہوں کہ میں اس وقت ایک ایسے گاؤں میں سے ہو کر آیا ہوں۔ جس میں ریل بھی نہیں (اس وقت تک قادیان میں ریل نہیں آئی تھی) جس میں تار بھی نہیں (اس وقت تک قادیان میں تار بھی نہیں تھی)، اور جو نہایت ہی ادنیٰ حیثیت میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے ایک معمولی قصبہ کہا جا سکتا ہے۔ مگر میں وہاں عیسائیت کے مقابلہ کی ایسی تیاری دیکھ کر آیا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں اسلام اور عیسائیت کی آئندہ جنگ جس میں

Marfat.com

یہ فیصلہ ہوگا کہ اب اسلام زندہ رہے یا عیسائیت۔ وہ کہیں اور جگہ نہیں لڑی جائے گی۔ بلکہ قادیان کے قصبہ میں لڑی جائے گی۔ یہ فورمن کرسچن کالج کے پرنسپل کی رائے ایک سیلون کے اخبار میں چھپی تھی۔ مگر بدقسمتی سے وہی مسلمان جن کو ذلت کے مقام سے نکالنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس آسمانی سلسلہ کو قائم کیا تھا وہی اس عظیم الشان تحریک سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اس کے راستہ میں قسم قسم کی روکیں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہی ہے جو ان کی آنکھیں کھولے اور انہیں سچا ایمان اور تقویٰ نصیب کرے۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم صفحہ ۱۹۱-۱۹۲ زیر تفسیر سورۃ الفیل)

نیز حضور نے اپنی جماعت کو ایک اور موقع پر یہ وصیت بھی فرمائی۔ کہ

"آپ ان باتوں کو سمجھ کر ہوشیار ہو جائیں اور تیار رہیں۔ فتنے ہوں گے اور بڑے سخت ہوں گے ان کو دور کرنا تمہارا کام ہے خدا تعالےٰ تمہاری مدد کرے اور تمہارے ساتھ ہو اور میری بھی مدد کرے۔ اور مجھ سے بعد آنے والے خلیفوں کی بھی کرے اور خاص طور پر کرے۔ کیونکہ ان کے مشکلات مجھ سے بہت بڑھ کر اور بہت زیادہ ہوں گے۔ دوست کم ہوں گے۔ اور دشمن زیادہ۔ اس وقت مسیح موعودؑ کے صحابہ بہت کم ہوں گے۔" (انوارِ خلافت صفحہ ۱۵۳-۱۵۴)

موجودہ دور میں جو بڑے پیمانے پر بین الاقوامی منصوبوں کے ماتحت فتنے اٹھ رہے ہیں۔ اے نونہالانِ احمدیت! آپ ان سے گھبرائیے نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد سنیئے۔ فرماتے ہیں:۔

"انبیاء و اولیاء ابتلاء سے خالی نہیں ہوتے۔ بلکہ سب سے بڑھ کر انہیں پر ابتلاء نازل ہوتے ہیں۔ ...... ابتلاء اس قوم کے لئے ایسا لازم حال ہے کہ گویا ان ربانی سپاہیوں کی ایک روحانی وردی ہے جس سے یہ شناخت کئے جاتے ہیں۔" (مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۱ صفحہ ۱۷۶-۱۷۷)

اور سنیئے۔ یہ ابتلاء دراصل جماعت کی رفتارِ ترقی کے منزل نما نشانات ہیں۔ جیسے بڑی سڑکوں پر سنگِ میل لگائے جاتے ہیں جو منازلِ سفر کا اندازہ بتاتے ہیں۔ آج سے بیس سال پہلے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر انہیں فتنوں کے

Marfat.com

متعلق آسمانی انکشاف ہوا تھا جس میں ان فتنوں کے نزول کی حکمت بتلائی گئی۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں نے خواب میں دیکھا جیسے کوئی غیر مرئی وجود مجھے کہتا ہے (اغلباً فرشتہ ہی ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ جو وقفہ وقفہ کے بعد جماعت میں فتنہ پیدا ہونے دیتا ہے تو اس سے اس کی یہ غرض ہے کہ وہ ظاہر کرے کہ جماعت کس طرح آپ کے پیچھے پیچھے چلتی ہے یا جب آپ کسی خاص طرف مڑیں تو وہ کس سرعت سے آپ کے ساتھ مڑتی ہے۔ یا جب آپ اپنی منزلِ مقصود کی طرف جائیں تو وہ کس طرح اسی منزل مقصود کو اختیار کر لیتی ہے۔ جب وہ فرشتہ یہ کہہ رہا تھا تو میری آنکھوں کے سامنے جلاہوں کی ایک لمبی تانی آئی جو بالکل سیدھی تھی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ صراطِ مستقیم کی مثال ہے جس کی طرف آپ کو خدا لے جا رہا ہے۔ اور ہر فتنہ کے موقعہ پر وہ دیکھتا ہے کہ کیا جماعت بھی اسی صراطِ مستقیم کی طرف جا رہی ہے یا نہیں۔ تانی دکھانے سے یہ بھی مراد ہے کہ کس طرح نازک تاگے آپس میں باندھے جا کر مضبوط کپڑے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی حالت جماعت کی ہوتی ہے جب تک ایک امام کا رشتہ اسے باندھے رکھتا ہے وہ مضبوط رہتی ہے اور قوم کے ننگ ڈھانکتی رہتی ہے۔ لیکن اگر امام کا رشتہ اس میں سے نکال لیا جائے تو ایک چھوٹا بچہ بھی اسے توڑ سکتا ہے۔ اور وہ تباہ ہو کر دنیا کی یاد سے مٹا دی جاتی ہے۔ فتدبروا یا اولی الابصار" (الفضل ۵ ستمبر ۱۹۵۶ء ص۱)

غلبۂ احمدیت میں اگر کچھ دیر ہو رہی ہے۔ تو اس سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنیئے۔ فرمایا:۔

"غلبۂ احمدیت میں جتنی دیر لگ رہی ہے۔ اسی نسبت سے جماعت احمدیہ کی عظمت وشوکت کا زمانہ بھی لمبا ہوگا۔" (الفضل ۱۲ جولائی ۱۹۵۲ء)

وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا۔ اس میں اشارہ ہے کہ اب یہ خزانہ انہیں کو نصیب ہوگا۔ جو خضرِ وقت کے ساتھ ہوں گے۔ احادیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو بشارت دی تھی کہ مہدی آکر مسلمانوں کو بڑے بڑے خزانے دے گا۔ پس یہ خزانے وہی پائے گا جو مہدی کے در کا سوالی بن کر آپ کے آستانہ پر حاضری دے گا۔ اس خزانے کی نشان دہی فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے۔ اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کر دوں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا۔ اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ ...... وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے وہ بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیز نہیں ہیں۔ بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ان تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکّہ کا نشان ہے یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں ...... اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھیر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں ۔"

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۲-۳)

اور حضور نے ازالہ اوہام میں آیت قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ تحریر فرما کر اس کا ترجمہ یوں ارقام فرمایا :-

" ان کو کہدے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت سے یہ قرآن ایک بیش قیمت مال ہے سو اس کو تم خوشی سے قبول کرو۔ یہ ان مالوں سے اچھا ہے جو تم جمع کرتے ہو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علم اور حکمت کی مانند کوئی مال نہیں۔ یہ وہی مال ہے جس کی نسبت پیشگوئی کے طور پر لکھا تھا کہ مسیح دنیا میں آکر اس مال کو

Marfat.com

اس قدر تقسیم کرے گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے .... مومن کا مال درم و دینار نہیں بلکہ جواہر حقائق و معارف اس کا مال ہیں۔ یہی مال انبیاء خدا تعالیٰ سے پاتے ہیں اور اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ اسی مال کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰہُ ھُوَ الْمُعْطِیْ " (ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۶۵۶)

ایک پُرلطف انکشاف

بعض مواقع میں بحالت وارفتگی مجھ پر عجیب و غریب قسم کے کوائف نمودار ہوئے جبکہ حسب پیشگوئی وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ اشراق انوار الٰہیہ سے صفحۂ ارضی بقعۂ نور بنا ہوا دیکھا اور لوگ قرآن مجید کھولے اس کے حقائق و معارف کی جستجو میں مصروف کار ہیں۔ اور روحانی اور مادی علوم کی دنیائے سائنس کے تئے سے نئے مسائل کے استخراج کے لئے کتاب مبین کی گہرائیوں میں غوطے لگا کر عجیب عجیب لعل و جواہرات مہیا کر رہے ہیں۔ سائنسی علوم میں آج دنیا تو ایسے انکشافات میں مشغول ہے جو اس کی تخریب و تباہی کے سامان ہیں۔ مگر یہ مقدس وجود خلق خدا کی فیض رسانی اور اس کی ربوبیت اعلیٰ کے لئے ایسے سائنٹیفک اصول اور ذرائع قرآن حکیم سے اخذ کر رہے اور قیمتی خزانے نکال رہے ہیں۔ ان مقدس نفوس کی یہ کارروائی درحقیقت امام الزمان کی روحانیت کا پرتو اور اس کا فیضان ہے جیسا کہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف "ضرورۃ الامام" میں تحریر فرما گئے ہیں۔

"حدیث اور قرآن سے یہ ثابت ہے کہ امام الزمان کے وقت میں اگر کسی کو کوئی سچی خواب یا الہام ہوتا ہے۔ تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا پرتو ہوتا ہے جو مستعد دلوں پر پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے۔ تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں۔ اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے۔ اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص غور اور فکر کے ذریعہ دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے۔ اس کے تدبر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور

Marfat.com

جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبّد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمامِ حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشارِ روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اُترتی اور ہر ایک مستعد دل پر نازل ہوتی ہے .... پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔" (ضرورۃ الامام صفحہ ۵-۴)

اب آگے گیارھویں رکوع میں حضرت ذوالقرنین کے تین سفروں کا بیان ہے جس میں بطور پیشگوئی عہدِ حاضر کے ذوالقرنین کے وقائع کی طرف بڑے لطیف اشارات ہیں:-

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ؕ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۙ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۙ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۙ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۙ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى

اور وہ تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تو کہہ کہ میں ابھی تمہارے سامنے اس کا کچھ ذکر کروں گا ہم نے یقیناً اُسے زمین میں حکومت بخشی۔ اور ہم نے اسے ہر چیز کا ذریعہ عطا کیا تھا۔ تب وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب وہ مغربی جانب کے ایک مقام پر پہنچا۔ تو اسے ایسا پایا۔ گویا وہ ایک گدلے چشمے میں ڈوب رہا ہے۔ اور اس کے پاس کچھ لوگ (آباد) پائے۔ تب ہم نے کہا۔ اے ذوالقرنین تجھے اجازت ہے کہ ان کو عذاب دے یا ان کے بارہ میں حُسنِ سلوک سے کام لے۔ اُس نے کہا (ہاں میں ایسا ہی کروں گا) البتہ جو ظلم کرے گا اسے تو ہم ضرور سزا دیں گے۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا۔ تب وہ اُسے سخت سزا دیگا۔ اور جو ایمان لائے گا۔ اور مناسبِ حال نیک اعمال کرے گا اس کیلئے (خدا تعالیٰ کے ہاں) اچھی جزاء مقدر ہے اور

Marfat.com

وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۸۹
ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۹۰ حَتّٰى إِذَا
بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا
تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ
لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ۹۱
كَذٰلِكَ ط وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا
لَدَيْهِ خُبْرًا ۹۲ ثُمَّ أَتْبَعَ
سَبَبًا ۹۳ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ
بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن
دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ
يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۹۴ قَالُوا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ
فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ
خَرْجًا عَلٰى أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا
وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۹۵ قَالَ مَا
مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ
فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۹۶
آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ط حَتّٰى
إِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ
قَالَ انفُخُوا ط حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ
نَارًا ۙ قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ
عَلَيْهِ قِطْرًا ۹۷ فَمَا اسْطَاعُوا
أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا
لَهُ نَقْبًا ۹۸ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ

ہم اس کے لیے اپنے حکم سے آسانی والی بات کہیں گے پھر وہ ایک (دوسرے) راستہ پر چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب وہ مشرقی جانب کے ایک مقام پر پہنچا تو اس نے اسے ایسے لوگوں پر چڑھتا ہوا پایا جن کے لئے ہم نے اس کی دھوپ سے بچاؤ کے لئے کوئی پردہ نہیں بنایا تھا۔ یہ واقعہ اس طرح ہے۔ اور ہم نے اس کے تمام حالات کا خوب پتہ رکھا ہوا ہے۔ پھر وہ ایک اور راستہ پر چل پڑا یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اس نے ان کے ورے کچھ ایسے لوگ پائے جو مشکل اس کی بات سمجھتے تھے انہوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج یقیناً اس ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں پس کیا ہم لوگ آپ کیلئے کچھ خراج اس شرط پر مقرر کر دیں کہ آپ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان ایک روک بنا دیں اس نے کہا کہ اس قسم کے کاموں کے متعلق میرے رب نے جو طاقت مجھے بخشی ہے وہ دشمنوں کے سامانوں سے بہت بہتر ہے۔ اس لئے تم مجھے مقدور بھر مدد دو تاکہ میں تمہارے درمیان اور ان کے درمیان ایک روک بنا دوں تم مجھے لوہے کے ٹکڑے دو (چنانچہ وہ روک تیار ہونے لگی) یہانتک کہ جب اس نے پہاڑی کی ان دونوں چوٹیوں کے درمیان برابری پیدا کر دی تو اس نے ان سے کہا کہ اب اس پر آگ دھونکو۔ حتیٰ کہ جب اس نے اسے بالکل آگ کی طرح کر دیا تو ان سے کہا کہ اب مجھے گلا ہوا تانبا لا دو تاکہ میں اس کو اس پر ڈال دوں (پس جب وہ دیوار تیار ہو گئی تو) وہ یعنی یاجوج ماجوج اس پر چڑھ نہ سکے اور

Marfat.com

مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ؕ۹۹ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۙ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۠۱۰۱

نہ اس میں کوئی سوراخ کر سکے۔ اس پر اس نے کہا یہ کام میرے رب کے خاص احسان سے ہوا ہے۔ پھر جب (عالمگیر عذاب کے متعلق) میرے رب کا وعدہ پورا ہونے پر آئیگا تو وہ اس روک کو توڑ کر زمین سے پیوست شدہ ایک ٹیلہ بنا دیگا اور میرے رب کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہنے والا ہے (اور جب اس کے پورا ہونے کا وقت آئیگا۔ تو) اس وقت ہم انہیں ایک دوسرے کے خلاف جوش سے حملہ آور ہوتے ہوئے چھوڑ دینگے اور بگل بجایا جائیگا تب ہم ان سب کو اکٹھا کر دینگے۔ اور ہم اس دن جہنم کو کافروں کے سامنے لے آئینگے (وہ کافر) جنکی آنکھیں میرے ذکر یعنی قرآن کریم کیطرف سے غفلت کے پردہ میں تھیں اور وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

مثیل ذوالقرنین کی بعثت کی بشارت

روایات صحابہ میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ اس امت محمدیہ میں سے مثیل ذوالقرنین مبعوث ہوگا۔ فرمایا۔

وَاِنَّ فِيْكُمْ مِثْلَهٗ۔ (تفسیر دُرِّ منثور للسیوطی)

یہ ذوالقرنین اسرائیلی صحائف میں بھی نبیوں کا موعود اور منتظر وجود[1] ہے۔ اور اسلامی روایات میں اسی مقدس وجود کے متعلق یہ بشارت بھی ہے کہ وہ آسمانی بادشاہت کا موعود ہوگا۔ اور اس کی سلطنت کی وسعت دنیا بھر کے سلاطین اور جمیع ادیان وملل پر حاوی ہوگی۔ چنانچہ خالد بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ذوالقرنین کے متعلق یہ خبر دی۔ کہ

ل چنانچہ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں جب اسرائیل نے فتح پائی تو افواج اسرائیل دیوارِ گریہ کے پاس جمع ہوئیں۔ افواج اسرائیل کے ربی اعظم نے اپنی تقریر میں بڑی رقت آمیز گلوگیر آواز سے حاضرین کو بتایا کہ

"اے یہود! اب ہم مسیح موعود کے زمانہ میں ہیں۔"

Marfat.com

مَلِكٌ يَمْسَحُ الْاَرْضَ عَنْ سَعَتِهَا بِالْاَسْبَابِ "

(ازالۃ الخفاء لشاہ ولی اللہ الدہلوی)

یعنی وہ ایسا بادشاہ ہوگا (جو اس وقت کے پیدا کردہ) اسباب کے ذریعہ سے باوجود فراخی زمین کے تمام زمین کو برکت بخشے گا۔

اس ارشاد نبوی کی تصدیق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف وحی ہوئی۔ حضور فرماتے ہیں:۔

" فَاَوْحٰی اِلَیَّ رَبِّیْ وَ وَعَدَنِیْ اَنَّہٗ سَیَنْصُرُنِیْ حَتّٰی یَبْلُغَ اَمْرِیْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا وَ تَتَمَوَّجُ بُحُوْرُ الْحَقِّ حَتّٰی یُعْجِبَ النَّاسَ حُبَابُ غَوَارِبِهَا " (تذکرہ طبع سوم ص۳۱۲)

میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا۔ یہاں تک کہ میرا کلام مشرق و مغرب میں پہنچ جائے گا۔ اور راستی کے دریا موج میں آئینگے یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حُباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔

علامہ قرطبی اپنی تفسیر میں یہ روایت لاتے ہیں۔ کہ

رُوِیَ اَنَّ جَمِیْعَ مُلُوْکِ الدُّنْیَا کُلِّهَا اَرْبَعَۃٌ ..... وَسَیَمْلِکُهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّۃِ خَامِسٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَهُوَ الْمَهْدِیُّ۔

(ترجمہ) تمام دنیا کے بادشاہ چار (گذرے) ہیں اور پانچواں بادشاہ اس امت میں سے ہوگا جس کی حکومت مطابق ارشاد الٰہی لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ روئے زمین پر ہوگی۔ اور وہ مہدی ہوگا۔

خاکسار کے نزدیک یہ چار بادشاہ چاروں انبیاء کے دور ہیں۔ پہلا دور حضرت آدم علیہ السلام کا۔ دوسرا دور حضرت نوحؑ کا۔ تیسرا دور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یعنی آپ کی ذریت کی دو شاخوں میں سے بنو اسحٰق کا۔ چوتھا دور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری شاخ بنو اسمٰعیل میں سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیّین کا۔ اور پھر حضور کی مُہر نبوت کے افاضہ سے پانچواں دور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام۔ بروزِ کامل۔ ذریت ابراہیمی کی دونوں شاخوں کے جامع مجمع البحرین حضرت مہدی معہود۔ موعود اقوام عالم کا موجودہ دور ہے جو چل رہا ہے۔

Marfat.com

موعود ذو القرنین کے ظہور کی پہلی علامت

اسی مقدس وجود کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آسمانِ روحانیت کا سورج قرار دیتے ہوئے اس کے زمانِ بعثت کی یہ علامت بیان فرمائی۔ کہ تَطْلَعُ الشَّمْسُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ (صحیح بخاری و مسلم) یعنی اس شمس رُوحانی کا طلوع اس وقت ہو گا جبکہ شیطان لعین (دجال) اپنے دو سینگوں کے بل بُوتے پر دنیا میں شر و فساد پھیلا کر فسق و فجور کا ظلماتی طوفان برپا کر رہا ہو گا۔ ایک سینگ لادینی نظام کا حامی دہریہ فلاسفروں کا گروہ اور دوسرا سینگ تثلیث پرست مسیحی پادریوں کا مذہبی گروہ ہو گا۔ تب حضرت مسیح موعود ذو القرنین مبعوث ہو کر اس دجالی فتنہ کے قلع قمع کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا کر مقابلہ پر کھڑے ہو جائیں گے اور شیطان و رحمان کی جنگ ہو گی۔ آخر شیطان مارا جائیگا۔ جیسا کہ حضرت یوحنا کو کشف میں اس کا نظارہ دکھایا گیا تھا۔

"دیکھا کہ آسمان پر لڑائی ہوئی۔ میکائیل اور اس کے فرشتے اژدہا سے لڑنے کو نکلے اور اژدہا اور اس کے فرشتے ان سے لڑے لیکن غالب نہ آئے۔ اور اس کے بعد آسمان پر ان کے لئے جگہ نہ رہی۔ اور وہ بڑا اژدہا یعنی پُرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے اور سارے جہان کو گمراہ کر دیتا ہے۔ زمین پر گرا دیا گیا۔ اور اس کے فرشتے بھی اس کے ساتھ گرا دیئے گئے۔ پھر میں نے آسمان پر سے یہ بڑی آواز سُنی کہ اب ہمارے خدا کی نجات اور قدرت اور بادشاہی اور اس کے مسیح کا اختیار ظاہر ہوا۔" (مکاشفہ یوحنا ۱۲/۷ تا ۱۰)

شیطان اور رحمان کی اس جنگ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک اعلان میں جو ۲۵ راگست ۱۹۰۱ء میں مشتہر فرمایا تحریر فرماتے ہیں:۔

"انزل اللّٰہ مسیحہ من السّماء بالحربۃ السماویۃ وانزل معہ جندہ من اٰیاتہ وملٰئکۃ سمٰوٰتہ فالیوم یوم حرب شدید وقتال عظیم بین الداعی الی اللّٰہ وبین الداعی الیٰ غیرہ ..... ویحاربان حربًا شدیدًا حتّٰی یعجب قوتھما وشدتھما کل من فی السماء ..... وتنجرا لحرب الی اربعین سنۃ من یوم

ظهور المسیح حتی یسمع دعاء المسیح لتقواہ وصدقہ وتنزل ملٰٓئکتہ النصرۃ ویجعل اللہ الھزیمۃ علی الثعبان وفوجہ منۃً علیٰ عبدہٖ " (خطبہ الہامیہ ص۱۰)

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ نے اپنے مسیح کو آسمانی حربہ کے ساتھ آسمان سے اتارا۔ اور آپ کے ساتھ اپنے نشانوں اور آسمانی فرشتوں کا لشکر اتارا۔ پس آج اللہ کے داعی (یعنی مسیح موعود) اور غیر اللہ کے داعی (یعنی دجال) کے درمیان سخت لڑائی ہو رہی ہے اور دونوں خوب لڑ رہے ہیں یہانتک کہ تمام آسمانی ہستیاں ان دونوں کی قوت اور شدت پر تعجّب کر رہی ہیں۔ یہ لڑائی چالیس سال تک جاری رہے گی۔ جس کی ابتداء مسیح (موعود) کے ظہور کے دن سے ہو چکی ہے۔ مسیح کے صدق وتقویٰ کی خاطر آپ کی دعا سُنی جائے گی اور مدد ونصرت کے لئے فرشتے اتریں گے اور اللہ تعالےٰ اپنے بندے پر احسان فرماتے ہوئے اس اژدہا (دجال) اور اس کی فوج کو شکست دے گا۔

لمحۂ فکریّہ

حدیث نبوی تطلع الشمس بین قرنی الشیطان کے مطالعہ میں بڑے غور اور فکر سے کام لیجئے۔ اس ارشادِ نبویؐ کی رُو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ طلوع شمس کا زمانہ قرار پاتا ہے۔ جس طرح مادی سورج کے طلوع پر کچھ وقت کے لئے شرعاً نماز ممنوع قرار پاتی ہے۔ اسی طرح اس روحانی سورج کے طلوع کے وقت میں بھی کچھ عرصہ کے لئے اسلامی جہاد سیفی کی نماز ممنوع قرار پانی مناسب تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق پہلے سے یکسر الصلیب ویضع الحرب کے ارشاد سے پیشگوئی فرمادی تھی کہ مسیح موعود آکر کچھ عرصہ کے لئے جہاد سیفی کے موقوف ہونے کا اعلان کر کے کسرِ صلیب کے اہم فریضہ میں مصروف ہو جائے گا۔ وجہ یہ کہ غزوات اسلامی کی عبادت بھی ایک طرح کی نماز ہے۔ جس طرح امام کے پیچھے نماز صف بستہ ہو کر ادا کی جاتی ہے۔ اسی طرح جہاد اسلامی میں بھی مجاہدین امام وقت کے حکم کے ماتحت صف بستہ ہو کر مصروفِ جہاد ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ۔ امام ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے ہو کر لڑائی کی جاتی ہے۔

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ۔ (سورۃ الصف)

اللہ تعالےٰ یقیناً ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے راستہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک دیوار ہیں جس کی مضبوطی کے لئے اس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو۔

پس اس بناء پر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کچھ وقت کے لئے جہاد سیفی کے التواء کا اعلان فرما کر کسر صلیب کے اہم فریضہ میں مشغول ہو گئے تو فتنہ پرداز نفوس نے شور مچا دیا۔ خود تو جہاد نہ کیا۔ عوام میں اشتعال پھیلا دیا۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ کے فضل سے ایک طرف تو صلیب کا زور توڑنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ دوسری طرف حضور کی دعاؤں اور روحانی توجہات سے صلیب پرست اقوام کے سیاسی اقتدار کے خاتمہ کا وقت بھی آپہنچا۔ اور حضور کو ان پر عذاب آنے کی موعود گھڑی زلزلۃ الساعۃ کی الہاماً اطلاع مل چکی۔ تو حضور نے دعا کی۔

رَبِّ لَا تُرِنِیۡ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ (تذکرہ ص۶) اے میرے رب مجھے قیامت کا زلزلہ مت دکھا

رَبِّ اَخِّرۡ وَقۡتَ ھٰذَا (تذکرہ ص۶) اے میرے خدا یہ زلزلہ جو نظر کے سامنے ہے اسکا وقت کچھ پیچھے ڈال دے۔

یہ دونوں دعائیں الہاماً تھیں اور ان کے جواب میں الہام ہوا:۔

اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقۡتٍ مُّسَمًّی (تذکرہ ص۶۰۶) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی وقت مقررہ تک۔

چنانچہ وہ موعود عذاب حضور کی زندگی میں ٹل گیا۔ اور حضور کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت میں آخر اس عذاب کی گھڑی آپہنچی۔ اور عالمگیر جنگ کی صورت میں نمودار ہو کر ان قوموں کا سیاسی اقتدار پامال کر دیا۔ اور مصلحت الٰہی سے حضور کی دعاؤں سے پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ اب چونکہ نماز کی ممنوعہ گھڑی کا وقت بھی ختم ہو چکا تھا۔ جس طرح فضائے آسمانی میں آفتاب کے بلند ہونے پر نماز نہ صرف جائز ہو جاتی ہے بلکہ ایک مسنون نفلی نماز اشراق یا صلوٰۃ الضحیٰ کا وقت بھی آجاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ پر صلوٰۃ الضحےٰ کی نماز ادا فرمائی۔ اسی طرح پاکستان بننے پر بھی ایک خطۂ اسلامی (کشمیر) کی آزادی کے لئے جہاد کی ایک سیاسی نماز اشراق یا صلوٰۃ الضحیٰ کا وقت بھی آپہنچا تھا۔ سو اس نماز کی ادائیگی میں وہ فتویٰ باز ملا جو گلے پھاڑ پھاڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جہاد

Marfat.com

اسلامی کے فریضہ کی دُہائی دے دے کر احمدیوں کو بدنام کر رہے تھے۔ اس موقع پر وہ ایسے غائب ہوئے کہ ان کا نام و نشان تک نہ ملا۔ بلکہ بعض ملّاؤں نے تو اس جنگ میں حصّہ لینے کی حرمت کا فتویٰ جڑ دیا[1]۔ اور اس جنگ میں شہید ہونے والوں کو حرام موت قرار دیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اب سنیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جماعت کو اس فریضہ وقت کی ادائیگی کے لئے تیار رہنے کا حکم دیتے ہوئے ستمبر ۱۹۴۷ء میں یہ اعلان فرمایا کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے جہاد بالسیف کے التواء کا جو اعلان فرمایا تھا اب اس کا زمانہ ختم ہو رہا ہے۔ اور جماعت کے افراد کو چاہیئے کہ وہ جہاد بالسیف کے لئے تیاری کریں تا جب وقتِ جہاد آجائے تو سب اس میں شمولیت کے قابل ہوں۔"

(احمدیہ پاکٹ بک مطبوعہ بار ششم صفحہ ۹۸۱-۹۸۲ مؤلفہ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی نیز ہفت روزہ لاہور۔ ثاقب زیروی۔ ۳۱ر مارچ ۱۹۷۵ء)

چنانچہ وہ زمانہ جلد ہی آگیا۔ جب کہ حکومتِ پاکستان کے بعض افسروں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے محاذ جموں کے لئے ایک پلاٹون بھجوانے کی خواہش کی۔ جس پر حضور نے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی کمان میں پچاس احمدی بھجوائے جو جموں سرحد پر ایک ایسی جگہ متعین کئے گئے جہاں بھارتی فوج کی بمباری اور گولہ باری اکثر اوقات جاری رہتی تھی۔ یہ مجاہدین بڑی ہوشیاری سے اپنے دفاعی مورچوں میں ڈٹے رہتے اور رات کو پٹرولنگ کے ذریعہ سے دشمن کی سرگرمیوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ یہ کمپنی ابھی نبرد آزما تھی کہ حکومت پاکستان کی طرف سے ایک رضاکار بٹالین کے قیام کا منشاء ظاہر ہوا تو حضور نے جماعت سے جانی قربانی کا مطالبہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"ہمیں اسلام کی حفاظت اور بقاء کے لئے جانی قربانی کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہیئے۔ جس طرح مالی قربانی کے میدان میں ہم نے عدیم النظیر مثال دنیا میں قائم کی ہے۔ اسی طرح جانی قربانی کے میدان میں بھی تمہارا امام تم سے ایسا نمونہ طلب کرتا ہے۔ جس کی کوئی مثال نہ ہو۔ مومن بہادر ہوتا ہے"

[1] دیکھئے رسالہ ترجمان القرآن جون ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۲۱ و صفحہ ۱۲۳

Marfat.com

اگر ہماری جماعت مومن ہے تو پھر اُسے بہادر بھی بننا چاہیئے۔ اور صرف بہادر ہی ہماری جماعت میں رہنے کا حقدار ہے۔" (الفضل ۲۸ر دسمبر ۱۹۴۷ء ص۲)

جماعت نے اپنے امام کی اس آواز پر لبّیک کہتے ہوئے جس ذوق وشوق اور خلوصِ دل سے والہانہ انداز میں حصّہ لیا اس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں ملتی۔ چنانچہ حکیم احمدالدین صاحب صدر جماعت "المشائخ" سیالکوٹ نے اپنے رسالہ "قائدِ اعظم" جنوری ۱۹۴۹ء میں لکھا کہ

"اس وقت تمام مسلم جماعتوں میں سے احمدیوں کی قادیانی جماعت نمبر اوّل پر جارہی ہے ...... جہادِ کشمیر میں مجاہدین آزاد کشمیر کے دوش بدوش جس قدر احمدی جماعت نے خلوص اور دردِ دل سے حصّہ لیا ہے۔ اور قربانیاں کی ہیں ہمارے خیال میں مسلمانوں کی کسی دوسری جماعت نے ابھی تک ایسی جرأت اور پیش قدمی نہیں کی۔ ہم ان تمام امور میں احمدی بزرگوں کے مدّاح اور مشکور ہیں۔"

پس ان حقائق کی موجودگی میں باوجود علم رکھنے کے جو سُنیاں احمدیوں پر لگایا ہوا منسوخی جہاد کا جھوٹا الزام اب تک دُہرا رہی ہیں۔ یہ اُن کے ضمیر کی آواز نہیں بلکہ دجّال خنّاس کے وساوس کی صدائے بازگشت ہے۔ اور یہ ان کی بندر چال ہے جو دشمنانِ اسلام لشکر دجال کے کردار کی نقالی یا پرستارانِ صلیب کالی بھیڑوں کی جگالی ہے جس کے متعلق سیّد الکونین صلے اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے سے اس کی خبر دے کر اُمّت کو ان کے ذلیل ہتھکنڈوں سے بچانا چاہا تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دجالی فتنوں کے شیوع کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا۔

تَكُوْنُ فِي أُمَّتِي فَزْعَةٌ فَيَصِيْرُ النَّاسُ اِلٰى عُلَمَائِهِمْ فَاِذَا هُمْ قِرَدَةٌ وَّخَنَازِيْرُ۔ (کنز العمال جلد ۷ ص۱۹۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

(ترجمہ) (دجّالی فتنوں کے شیوع کے وقت) میری اُمت میں گھبراہٹ پیدا ہوگی تب لوگ اپنے علماء کی طرف رجوع کریں گے۔ مگر وہ تو بندر اور خنزیر ہوں گے یعنی ان کا کردار ادا کر رہے ہوں گے۔

آجکل ان علماء کی بندر چال کا عوام میں تو شہرہ عام ہے۔ البتہ خنزیری کردار کے متعلق شاید انہیں کچھ دلی الجھن ہو۔ سو واضح ہو کہ غلاظت خور جانوروں میں سے خنزیر ہی ایک ایسا

Marfat.com

خبیث جانور ہے جو نردوں پر کودتا اور خلاف وضع فطری فعل کا ارتکاب بڑے شوق سے کرتا ہے پس ارشاد نبوی میں گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اس وقت کے علمائے سُوء اسلام کو جو نہایت ہی معقول اور موافق فطرت مذہب ہے اپنی ماؤف ذہنیت کی وجہ سے اسے غیر معقول اور مخالف فطرت رنگ میں پیش کر رہے ہوں گے۔ اور جب کوئی ان کے پیش کردہ غلط عقائد اور دینی مسائل پر تشفی نہ پا سکے گا اور تسکین طبع کی خاطر ان کے سامنے کوئی اعتراض اور شبہ پیش کر کے اس کا جواب حاصل کرنا چاہے گا۔ تو اسے ملحد و زندیق قرار دے کر اپنی مجالس سے نکال دیتے ہونگے ان کے اس بدرویہ کی بناء پر اسلام سخت بدنام ہو رہا ہوگا۔ تبلیغ اسلام میں رکاوٹیں پڑ جائینگی سعید الفطرت طبائع اسلام کا حسین چہرہ دیکھنے کے لئے بیتاب ہوں گے۔ یہ لوگ خود تو اسلام کا حُسن نہیں دکھا سکیں گے۔ ان کے مقابل اگر کوئی دوسرا شخص اسلام کے محاسن نمائی کے لئے کھڑا ہوگا۔ اور مسائل اسلام کو بڑے معقول اور حکیمانہ انداز میں پیش کرنا چاہے گا۔ تو اس پر کفر و زندقہ کے فتاوے لگا کر عوام کو اس سے دُور رکھیں گے۔ یہ ہوں گے ان کے کردار جن کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا۔

موعود ذوالقرنین کے زمانِ ظہور کی دوسری علامت

قرن کے ایک معنے صدی کے بھی ہیں۔ پس ذوالقرنین کے نام میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت مسیح موعود ذوالقرنین کی پیدائش ایسے زمانہ میں ہوگی کہ آپ کی حیاتِ طیبہ کے اوقات دنیا بھر کے کیلنڈروں کی رُو سے دو صدیوں کو پانے والے ہوں گے۔ چنانچہ حضورؑ کی عمر کے مختلف سالوں کا جائزہ مندرجہ ذیل نقشہ سے لیجئے:۔

نقشہ منقول از کتاب نور الدین مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ
(سنہ پیدائش حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۳۹ء)

عمر حضرت مسیح موعود علیہ السلام	سنہ عیسوی	کس سن کی ایک صدی کا اختتام اور دوسری صدی کا آغاز ہُوا	عمر حضرت مسیح موعود علیہ السلام	سنہ عیسوی	کس سن کی ایک صدی کا اختتام اور دوسری صدی کا آغاز ہُوا
۱	سنہ ۱۸۴۰ء	سنہ ۵۶۰۰ یہود	۱۳	سنہ ۱۸۵۲ء	سنہ ۱۹۰۰ عیسوی انطاقیہ
۸	سنہ ۱۸۴۷ء	سنہ ۲۶۰۰ رومی	۱۴	سنہ ۱۸۵۳ء	سنہ ۲۶۰۰ بنو نصر
۹	سنہ ۱۸۴۸ء	سنہ ۱۹۰۰ بکرمی	۱۶	سنہ ۱۸۵۵ء	سنہ ۱۹۰۰ جولین عیسوی

Marfat.com

عمر حضرت مسیح موعود علیہ السلام	سنہ عیسوی	کس سن کی ایک صدی کا اختتام اور دوسری صدی کا آغاز ہوا	عمر حضرت مسیح موعود علیہ السلام	سنہ عیسوی	کس سن کی ایک صدی کا اختتام اور دوسری صدی کا آغاز ہوا
۲۱	سنہ ۱۸۶۲ء	سنہ ۱۹۰۰ ہسپانی	۵۳	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۵۹۰ منڈین
۲۷	سنہ ۱۸۶۶ء	سنہ ۱۸۰۰ مکابیز	۵۳	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۴۷۰ قسطنطنیہ ملکی
۲۹	سنہ ۱۸۶۸ء	سنہ ۲۳۰۰ مثانک سائیکل	۵۵	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۳۰۰ فصلی
۳۱	سنہ ۱۸۷۰ء	سنہ ۱۹۰۰ ایجش	۵۶	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۶۰۰ سعودی
۳۴	سنہ ۱۸۷۳ء	سنہ ۱۹۰۰ اکتیبی	۵۹	سنہ ۱۸۹۸ء	سنہ ۲۲۰۰ سکندری
۳۶	سنہ ۱۸۷۵ء	سنہ ۲۰۰۰ صوبہ	۶۱	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۰۰ عیسوی
۴۰	سنہ ۱۸۷۹ء	سنہ ۱۸۰۰ء تباہی یروشلم	۶۳	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۷۵۰ یونانی منڈین
۴۳	سنہ ۱۸۸۲ء	سنہ ۱۶۰۰ ڈایوکلیشن	۶۹	سنہ ۱۹۰۸ء	سنہ ۴۷۰ انطاقیہ مذہبی
۴۶	سنہ ۱۸۸۵ء	سنہ ۳۹۰۰ ابراہیمی	۵۱	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۳۰۰ فصلی الٰہی
۴۸	سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۶۶۰۰ جولین	۵۴	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۳۰۰ بنگلہ
۴۹	سنہ ۱۸۸۸ء	سنہ ۲۲۰۰ مقدونی	۴	سنہ ۱۸۴۳ء	سنہ ۱۹۰۰ بروسٹہ
۵۱	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۲۰۰۰ صدونیہ	۱۱	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۶۰۸۵۳۰۰۰ آریہ

موعود ذوالقرنین کے زمانے کی تیسری علامت

قرن کے ایک معنی قوت کے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے ذوالقرنین کے نام میں یہ پیشگوئی تھی کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو قوتوں علمی اور روحانی کے اسلحہ سے ملبس ہو کر مہدی اور مسیح کے دو آسمانی نام پائیں گے۔ مسیحی نام کی قوت سے عیسائیوں کی تسخیر و تطہیر کریں گے اور مہدی کی قوت سے مسلمانوں کی اصلاح و تربیت فرمائیں گے۔ اور اپنی روحانی طاقت سے اقصائے عالم میں غلبہ اسلام کی ایک زبردست سکیم ایسے رنگ میں جاری فرمائیں گے جس کے مقابل دنیاوی حکومتوں کی سیاستیں شکست کھا جائیں گی اور آخر دنیا لیظھرہ علی الدین کلہ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔

اس جگہ خاکسار اپنی ایک رؤیا کا ذکر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہے $\frac{19}{20}$ فروری سنہ ۱۹۵۸ء

Marfat.com

کی درمیانی رات کو میں نے ایک عجیب رویا دیکھا جو خواب در خواب کی صورت میں تھا۔ ایک شخص نے مجھے ایک رجسٹر دیا جو اچھا خاصا ضخیم تھا۔ تقریباً سات آٹھ سو صفحات فل سکیپ کا ہو گا۔ اس میں دنیا بھر کی گورنمنٹوں کے خفیہ منصوبے اور سکیمیں درج تھیں۔ اکثر حکومتوں کی سکیمیں تو ایسی تھیں جن کا جماعت احمدیہ کی پالیسی سے کوئی ٹکراؤ نہیں تھا۔ مگر بعض حکومتوں کی سکیموں سے اس کا ٹکراؤ ہو سکتا تھا۔ اس شخص نے مجھے وہ حصہ بھی دکھایا جو تقریباً ڈیڑھ دو سو صفحوں کا ہو گا۔ اور وہ رجسٹر مجھے دے کر کہا کہ اس سے تم اپنے امام کو آگاہ کر دو اور دکھا کر جلدی سے یہ رجسٹر واپس کر دو۔ میں رجسٹر لے کر حضور کو دکھانے چلا ہی تھا کہ بیدار ہو گیا۔ بیداری میں دیکھا تو وہ رجسٹر میرے ہاتھ میں ہے۔ تب میں خدا کا شکر بجا لایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی برکت سے رؤیا والا واقعہ ظاہر میں بھی دکھا دیا۔ تب میں سوچنے لگا کہ یہ رجسٹر حضور کو کیونکر دکھاؤں۔ حضور تو اس وقت ربوہ میں نہیں بلکہ باہر تشریف لے گئے ہوئے ہیں (ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کراچی تشریف فرما تھے) تب یکدم مولوی محمد یعقوب صاحب انچارج شعبہ زود نویسی سامنے دکھائی دیئے۔ خیال آیا کہ ان سے مشورہ لے لوں۔ جب میں مشورہ لینے کے لئے گیا تو بیدار ہو گیا۔ تب معلوم ہوا کہ یہ پچھلا حصہ بھی خواب ہی کا تھا۔

موعود ذوالقرنین کے زمانے کی چوتھی علامت

جس طرح پہلے ذوالقرنین کے زمانہ میں یہود واپس یروشلم گئے تھے اسی طرح ذوالقرنین ثانی کے زمانہ میں بھی یہود کا اپنے وطن میں واپس جانا مسلمانوں کی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں مقدر تھا جس کی انذاری پیشگوئی سورۃ بنی اسرائیل میں فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا کے الفاظ میں کر کے مسلمانوں کو متنبہ و بیدار کرتے ہوئے انکو فرائض وقت کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ مگر افسوس جس طرح وہ عموماً مامورِ زمانہ کی شناخت سے محروم رہے۔ اسی طرح اس انذاری پیشگوئی کے ٹالنے کے لئے بھی انہوں نے ان حفاظتی تدابیر کی طرف کوئی توجہ نہ دی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے موعود بیٹے حضرت مصلح موعود میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت پر ان کو آگاہ کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود گذشتہ دو عالمگیر جنگوں کے درمیان انہیں متواتر بیدار کرتے رہے۔ اگر وقت پر کام لے کر سنبھل جاتے تو بہت حد تک محفوظ رہتے۔ اس بارہ

Marfat.com

میں آپ حضور کے مختلف خطبات خصوصًا رسالہ "ترکی کا مستقبل" اور الحجۃ الدامغۃ و المہمنۃ الکبریٰ کا مطالعہ کیجئے۔

(الانتباہ) افسوس کس قدر جائے حسرت ہے کہ پہلے ذوالقرنین کے وقت میں جب تُرک یاجوج ماجوج کے مظالم سے تنگ آگئے تھے تو خود ہی ذوالقرنین سے دادخواہ ہوئے اور اس کے مطیع و فرمانبردار بن کر اس کی ہدایات پر عمل کرنے سے نجات پائی۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ یہ قوم ترکوں کی تھی جن کے شہروں میں یاجوج ماجوج خروج کرتے تھے۔ اور ان میں فساد مچاتے تھے اور لوگوں کی کھیتیوں اور نسل کو ہلاک کیا کرتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۰۱/۳) لیکن موجودہ زمانہ میں جو کہ ذوالقرنین ثانی کی بعثت کا زمانہ ہے جب یاجوج ماجوج کا خروج آخری زمانہ کا ہو چکا اور ان کے مظالم کا اوّلین نشانہ بھی یہی تُرک ہی بنے تو انہوں نے اپنے زمانہ کے ذوالقرنین سے امداد کی درخواست تو کجا آپ کی طرف ذرا بھی التفات نہ کی۔ بلکہ جب حضور نے خود ترکی حکومت کو اس کی کمزوریوں اور خامیوں کی نشان دہی کر کے انہیں اصلاح حال کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"ترکی سلطنت آجکل تاریکی سے بھری ہوئی ہے .... رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصوروار ہے۔ اور خدا سچّے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسانی کی ہمدردی کو چاہتا ہے۔ اور روم کی حالتِ موجودہ بربادی کو چاہتی ہے توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ ...... سلطان روم کی سلطنت اچھی نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا" (اشتہار حسین کامی سفیر سلطان روم)

تو اس نصیحت پر کوئی عمل نہ کیا اور اسے درخورِ اعتنا ہی نہ سمجھا۔ اور اس کے بعد آپ کے پسر موعود حضرت مصلح موعود نے بھی بار بار سمجھایا مگر پھر بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی۔ آخر نتیجہ وہی نکلا جو دنیا کے سامنے ہے۔ اور اس کا خمیازہ سب مسلمان بھگت رہے ہیں ترکی کے ایک وحشتناک زلزلہ کے موقع پر بعض ترک مسلمانوں نے بھی اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

"ہم نے لادینی راہوں کو اپنا کر تاریکی میں بھٹکنے کی کوشش کی۔ مگر ہمیں نہ دُنیا

Marfat.com

ہی ملی اور نہ دین۔ ہماری معیشت کا یہ حال ہے کہ ہم سیاحت پر جیتے ہیں ساٹھ ہزار ترکی لڑکیاں اپنا جسم بیچتی ہیں تعلیم گاہوں ہیں گذشتہ سالوں میں کیا کچھ ہوتا رہا۔ ہم نے وہ تجربے کئے جو سابقہ قومیں کر چکی ہیں پھر بھی ہماری آنکھیں بند رہیں اور ان عبرتناک عذاب کے بعد بھی بند ہیں۔ تو خدا کا عذاب نازل نہ ہوتا تو کیا ہوتا"۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳۰ اپریل ۱۹۷۰ء)

آجکل چونکہ دجالی زہریلے اثرات کے تحت دنیا میں مادہ پرستی کا زور شور ہے۔ ہر چیز کا جائزہ محض مادی نقطۂ نگاہ سے لیا جاتا ہے۔ اسی بناء پر عام طور پر مسلمان بھی اس کا شکار ہیں انہوں نے مامور زمانہ کے پہچانتے میں بھی وہی غلطی کھائی جو مسیح ناصری کی بعثت پر یہودیوں نے غلطی کھائی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کے دعوئ مسیحیت پر انہوں نے بھی محض اس بناء پر انہیں ٹھکرا دیا کہ یہ تو غریب گھرانے کا فرد ہے۔ سطوت و شوکت سیاسی اور عزت و اقتدار ملکی سے عاری ہے۔ ہمیں تو تخت داؤدی کا وارث شہنشاہ با اقتدار مسیح چاہیئے۔ یہی مطالبہ آجکل کے مثیلان یہود بے عمل مسلمانوں کا ہے۔ حالانکہ مامورانِ الٰہی تو آسمانی بادشاہت کے وارث ہوتے ہیں۔ ان کا تخت شاہی جذر قلوب مومنین پر رکھا جاتا ہے اور وہ بڑے اخلاص و عقیدت سے اس کے حامل بنتے ہیں۔ اسی اخلاص و عقیدت قلبی کی بناء پر شہنشاہ کہلاتے ہیں۔ مادی دنیا کی بادشاہی تو اس کے مقابل میں کوئی چیز نہیں۔

ہاں اگر کسی کو ان آسمانی بادشاہت کے تخت پر فائز ہونے والے مقدس وجودوں کے اقتدار کی نمائش دیکھنے کا شوق ہو تو آئیں ان کی مجالس میں۔ یقیناً وہ ان کے آئینہ وجود میں صفات الٰہیہ کے مظاہر اور آسمانی نشانات جلالی و جمالی کی جلوہ نمائی کے بے شمار نمونے دیکھیں گے وہ اپنی قوتِ قدسیہ سے قلوب انسانی میں بڑے بڑے عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کر رہے ہوں گے۔ ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے آسمان روحانیت کے روشن ستاروں کا نمونہ بن کر دنیا کی رہنمائی کے لئے یہ خطاب پا رہے ہونگے۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے تم جس کسی کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

دنیا جو وحشی ڈاکوؤں۔ ظالم وسفاک ہستیوں کی شیطانی کارروائیوں سے جہنم کدہ بن چکی ہے۔ امن و امان کا کہیں نام و نشان نہیں۔ یہ آستانہ الوہیت پر جھکنے والے وجود

Marfat.com

اپنی ملکوتی صفات و افعال کے نمونوں سے اس جہنم کدہ دنیا کی کایا پلٹنے اور معاشرہ فاسدہ کو صالح معاشرہ کی صورت میں تبدیل کرنے کے لئے بڑی بڑی مساعی جمیلہ میں مصروف ہوں گے تا اس دنیا کو جنت ارضی کی صورت میں تبدیل کر کے قرآنی پیشگوئی یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ کا نمایاں جلوہ دنیا کے سامنے رکھیں۔ یقیناً یہ انقلاب ہو کر رہے گا۔ پیاسی دنیا اس کے لئے بےتاب ہے۔ قلوب انسانی میں اس انقلاب کا جذبہ بڑے زور شور سے اٹھ رہا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں امریکہ میں ہادیانِ مذاہب اور ان کی تعلیمات پر مشتمل ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے۔

"TRANSFORMING LIGHT THE LIVING HERITAGE OF WORLD RELEGIONS."

اس کتاب میں لکھا ہے کہ مسائل حاضرہ کا حل یہی ہے کہ ایک عالمگیر برادری کا قیام عمل میں آئے جس کا وعدہ صحف سابقہ میں موجود ہے۔

زرتشت نے کہا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سب لوگ یک زبان ہو جائیں گے اور دنیا کی ایک شریعت ہو جائے گی۔

ہندوؤں کے ہاں بھی ایک عالمگیر دور کا ذکر ملتا ہے۔

عبرانی صحائف میں ہے کہ آخری زمانہ میں خدا کا ایک قانون نافذ العمل ہوگا۔ کوئی قوم دوسری قوم پر تلوار نہیں اٹھائے گی اور خدا کی زندہ شریعت کے ذریعہ ایک آفاقی امن قائم ہو جائے گا۔

بدھ صحائف میں ہے کہ اس دور میں ایک نئی دنیا ابھرے گی۔

کنفیوشس کہتا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ عالمگیر اتحاد۔ انصاف اور اخوت و محبت کا مظاہرہ ہوگا۔

اسلام نے بھی اسی دور صلح و خیر کی خبر دی ہے۔

کتاب کے آخر میں لکھا ہے:۔

"انسانیت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی منتظر ہے۔ انسان کے بنائے ہوئے عقیدہ نے سوسائٹی میں تفریق ڈال دی ہے۔ آسمانی قانون متحد کرتا ہے انسانی قانون کہتا ہے کہ میرے پیغمبر نے ہمیشہ کے لئے وحی و الہام پر مُہر لگا دی

Marfat.com

خدا دوبارہ نہیں بولے گا۔ جیسے اس نے موسیٰ سے کلام کیا۔ محمد عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) سے باتیں کیں۔ اس کو مخاطب کیا اب نہیں ہوگا۔ اب کوئی کنفیوشس کی جبلی اور فطری حکمت کا حامل نہیں ہوسکتا۔ بدھا کی طرح گیان کی روشنی نہیں پاسکتا۔ آسمانی قانون کہتا ہے کہ تم خدا پر حد بندی نہیں لگا سکتے۔ ارتقاء کا تقاضا ہے کہ صلحاء دنیا میں آتے رہیں۔ تاکہ روحانیت اور نبوت کا تسلسل قائم رہے۔ یہ شاندار نظریہ گیتا۔ قرآن اور بائیبل کا ہے۔"

زمانۂ حال کا مشہور فلسفی مؤرخ آرنلڈ جے ٹائن بھی مذاہب عالم کے متعلق اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"مستقبل میں یا تو مختلف مذاہب ایک دوسرے سے مصالحت کرلیں گے یا کوئی ایک مذہب سب پر مکمل کامیابی حاصل کرلے گا۔"

(مطالعہ تاریخ "A STUDY OF HISTORY" جلد دوم باب ۲۶)

اشتراکی روس کے پہلے ڈکٹیٹر لینن نے بھی امیر شکیب ارسلان سے ملاقات کے دوران تسلیم کیا کہ "دنیا میں جب کبھی اعتدال قائم ہوا۔ تو اس کی صورت سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں ہوگی۔ کیونکہ اسلام کا نظام نوع انسانی کی بقاء کے لئے بہترین ضمانت ہے۔"

(پیام امن از عبداللہ منہاس ص۱۸۲)

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا۔

لوگ تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھتے ہیں ان سے کہدے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے کرتا ہوں۔

یہ ذوالقرنین بادشاہ خورس (کیخسرو) ہے جسے انگریزی اور یونانی میں سائرس کہا جاتا ہے۔ اور یہود خورس کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ یسعیاہ ۔۔۔ اور دانیال کے صحائف میں یہی نام ہے اور عرب مؤرخ اسے کیخسرو کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کا زمانہ ۵۵۹ ق م ہے۔ اس کی سلطنت ایران سے بحیرہ اسود۔ درہ دانیال۔ بحیرہ متوسط اور مصر کے علاقے تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا جس نے ملکی حدود کو اور بھی وسعت دی۔ شاہ خورس کا سنگی تمثال ۱۸۳۸ء میں اصطخر کے کھنڈروں میں دستیاب ہوا۔ آجکل اس کا مقبرہ نہایت خستہ حالت میں ہے۔ محترم عزت مآب چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے اس مقبرے کو دیکھا۔ آپ اپنی

Marfat.com

تصنیف تحدیث نعمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اصفہان سے شیراز جاتے ہوئے مَیں نے (عرفانی صاحب سے) دریافت کیا۔ آپ بتا سکتے ہیں شاہ خورس کی قبر کہاں ہے۔ انہوں نے فوراً اس تاریخی عمارت کو موٹر کی بائیں جانب لا کھڑا کیا۔ موٹر ٹھہرائی۔ ہم اترے لیکن کسی عمارت یا عمارت کے کھنڈرات کا کہیں کوئی نشان تک نہ تھا۔ البتہ سڑک کے کنارے پر جہاں سے ایک پگڈنڈی نکلتی تھی ایک چھوٹی سی تختی ایک ڈنڈے کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ عرفانی صاحب نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا یہ ہے۔ مَیں نے حیران ہو کر پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ فرمایا۔ پارس گار! پارس گار شاہ خورس کے مقبرے کا نام ہے جو سڑک سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔ اور یہی پگڈنڈی مقبرے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ مقبرہ ندی کے پار کوئی پون میل پر ہے۔ ہم ندی کے پار پہنچ گئے اور چند منٹوں میں موٹر ہمیں مقبرے کے احاطے کی تین فٹ اونچی دیوار تک لے گئی۔ دیوار کے اندر صحن بالکل اُجاڑ تھا۔ اور مقبرے کی عمارت جو دو منزلہ تھی بالکل خستہ حالت میں تھی۔ اینٹیں گری ہوئیں۔ چُونا اکھڑا ہُوا نہ مجاور نہ پاسبان۔ مَیں اینٹوں اور پتھروں کا سہارا لیتے ہوئے اوپر کی منزل تک پہنچا۔ یہاں بھی ویرانی کا وہی عالم تھا۔ کمرے کے اندر تعویذ کا نشان نظر آتا تھا لیکن بھڑوں نے وہاں چھتہ بنا رکھا تھا۔ مَیں اندر داخل نہ ہُوا۔ باہر سے ہی دعا کر کے پھر اینٹوں اور پتھروں کا سہارا لیتے ہوئے نیچے اُتر آیا۔ میرے ساتھی نیچے میری انتظار میں رہے۔ یہ اسی شاہ خورس کا مقبرہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ کہف کے آخری رکوع میں ذوالقرنین کے نام سے آتا ہے" (تحدیث نعمت ص۵۹۳-۵۹۴)

اے خوش نصیب مملکتِ ایران! قرآن حکیم کی ایک عظیم الشان تاریخی امانت کے حامل ہونے کا تُو نے شرف پایا۔ مگر افسوس کہ اس امانت کی عزت و احترام اور اس کی حفاظت وصیانت کا فریضہ بجا لانے کی تُو نے کوشش نہ کی ایسی غفلت کیوں برتی۔ حالانکہ زندہ قومیں اپنے بزرگوں۔ ہیروؤں کے نام کو زندہ رکھنے اور ان کی یادگاریں سنبھالنے کی کس قدر کوششیں کرتی ہیں۔ اسلام الہی علمی۔ تاریخی یادگاروں کی حفاظت وصیانت کے نہ صرف

Marfat.com

تاکیدی احکام دیتا بلکہ دوسروں سے بھی ایسی علمی یادگاروں کا مطالبہ کرتے ہوئے فرماتا ہے اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ ھٰذَآ اَوْ اَثٰرَۃٍ مِّنْ عِلْمٍ (احقاف) جس سے اس طرف اشارہ ہے کہ تحریری دستاویزات اور علمی آثار کی حفاظت ایک قومی فریضہ ہے۔ ملتوں کے غلبہ وحجت اور عزت واقبال کا یہ نشان ہے۔

اے خوش بخت سرزمینِ ایران! اسلام کی نشاۃ اولے کے دور میں جس طرح تو نے بڑے بڑے اہم کام سرانجام دیئے۔ آسمانی انگلی اشارہ کررہی ہے کہ اب اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں بھی تجھ سے بڑے عظیم الشان کام لئے جانے والے ہیں۔ قرآن مجید کی بعض پیشگوئیوں کا ظہور تیرے ہی ملکی حدود سے وابستہ معلوم ہوتا ہے۔ سورۂ حدید کی پیشگوئی فَضُرِبَ بَیْنَھُمْ بِسُوْرٍ لَّہٗ بَابٌ بَاطِنُہٗ فِیْہِ الرَّحْمَۃُ وَظَاھِرُہٗ مِنْ قِبَلِہِ الْعَذَابُ۔ (آیت ۱۴) کا جلالی نشان تیری سرحدوں سے ظاہر ہونے والا ہے۔ شہزادۂ امن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر ایک وقت ایک آسمانی انکشاف ہوا۔ اور بشارت سنائی۔ آپ کو الہام ہوا۔ سور زندالتی انھدمت و سور زندالتی لم تنھدم (الفضل ۱۲ر فروری ۱۹۵۱ء) یعنی زندگی ایک تو وہ دیوار تھی جو گرادی گئی (زندگی دیوار بخارا کے علاقہ میں ہے) اور زندگی دوسری دیوار وہ ہے جو گرائی نہیں جاسکتی۔ وجہ یہ کہ اللہ تعالٰے نے اس سے استحکام پاکستان کے لئے بڑے بڑے کام لینے ہیں۔ اللھم احفظہ من الآفات۔

(عود الی المقصد)

قرآن حکیم کوئی قصوں کی کتاب نہیں۔ ذوالقرنین کے قصہ کا ذکر محض تاریخی کہانی نہیں بلکہ اس میں مستقبل میں آنے والے ذوالقرنین کے متعلق کئی ایک غیبی پیشگوئیاں ہیں جن کے ظہور پر انہیں دیکھنے والے مومن اپنے ایمان تازہ کریں گے۔ اور انہیں اپنے لئے مشعلِ راہ بناکر اس کے ذریعہ مخالفین پر اتمامِ حجت کرکے غلبۂ اسلام کی راہ وسیع کریں گے۔ حضرت مسیح موعود ذوالقرنین ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ یہ قصہ پہلے بھی کسی رنگ میں گذرا ہے لیکن یہ سچی بات ہے کہ اس قصہ میں آئندہ کا بیان بھی بطور پیشگوئی تھا جو اس زمانہ میں پورا

Marfat.com

ہو گیا" (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۶)

اِنَّا مَکَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ۔ اس فقرہ میں ذوالقرنین کے اس منصب کی طرف اشارہ ہے جس پر وہ فائز تھا۔ یعنی وہ اقتدارِ ملکی اور حکومت سیاسی اور دنیاوی بادشاہت کا مالک تھا۔ اگرچہ وہ نیک۔ عادل اور اخلاقِ فاضلہ کا حامل صاحب کشف والہام تھا۔ جس کے ملہم[1] ہونے پر آگے دو شواہد بھی مذکور ہیں۔ اوّل قلنا یا ذا القرنین۔ دوم فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا۔ لیکن باوجود اس وہ آسمانی بادشاہت کا وارث یعنی مامور من اللہ نہیں تھا۔ البتہ ذوالقرنین ثانی جس کے زمانہ میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق ان آیات میں پیشگوئیاں ہیں وہ آسمانی بادشاہت کے تخت کا وارث اور مامور من اللہ ہوگا جس کی طرف آگے بعض آیات میں بھی اشارات ہیں۔ اس بناء پر حضرت مسیح موعود ذوالقرنین ثانی کو جو الہامات ہوتے ان میں آپ کے لئے اس منصب کی تصریح ہے۔ فرمایا۔

(۱) اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ۔ (تذکرہ طبع سوم صفحہ ۴۳)
یعنی ذوالقرنین اوّل تو محض تمکنت ارضی رکھتا تھا مگر تو ہماری بارگاہ میں تمکنت یافتہ ہے اور جیسے زمینی بادشاہ اپنے مقربوں کو امین السلطنت اور امین الملک کے خطاب دیتے ہیں تو بھی آسمان پر ہماری طرف سے امین کا خطاب رکھتا ہے۔

(۲) اِنَّكَ مِنَ الْمَاْمُوْرِيْنَ (تذکرہ صفحہ ۲۵۸) یعنی تو زمرۂ مامورین میں سے ہے۔

(۳) نَفَخْتُ فِيْكَ مِنْ لَّدُنِّيْ رُوْحَ الصِّدْقِ۔ (تذکرہ صفحہ ۷۰)
میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی۔

(۴) اَنْتَ وَجِيْهٌ فِيْ حَضْرَتِيْ۔ اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِيْ (تذکرہ صفحہ ۶۶)
تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا۔

(۵) اس عالی منصب پر فائز ہونے کی بناء پر آپ کو خلیفۃ اللہ بھی کہا گیا۔ فرمایا۔
حُكْمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِيْفَةِ اللّٰهِ السُّلْطَانِ يُؤْتٰى لَهُ الْمُلْكُ الْعَظِيْمُ وَيُفْتَحُ عَلٰى يَدِهِ الْخَزَائِنُ وَتُشْرِقُ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔

---

[1] بائیبل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین ملہم تھا۔ دیکھئے (عزرا ۱/۳)

Marfat.com

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ وَفِیْ اَعْیُنِكُمْ عَجِیْبٌ - وہ جو رحمان ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے مندرجہ ذیل حکم صادر کرتا ہے کہ اس کو ایک ملکِ عظیم دیا جائیگا اور خزائن علوم و معارف اس کے ہاتھ پر کھولے جائیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔" (ازالہ اوہام ص۵۶)

(۶) "آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا" (تذکرہ ص۶۴۳)

یاد رہے کہ تمکنت ارضی بھی اللہ تعالےٰ کا ایک انعام ہے بشرطیکہ اس انعام کی قدر کی جائے۔ اس کو ہوائے نفسانی اور عیاشی کا مشغلہ نہ بنایا جائے۔ بلکہ اس عہدہ پانے والوں پر جو فرائض ان کے ذمہ عائد ہوتے ہیں ان کی بجا آوری خلوص دل اور تندہی سے انتہائی کوشش اور جد وجہد سے کی جائے اور وہ فرائض چار ہیں جن کی مخلصانہ بجا آوری کی طرف قرآن حکیم میں یوں توجہ دلائی گئی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔	مسلمانوں کو اگر ہم کسی ملک میں اقتدار دیتے ہیں تو وہ نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں اور ان سب چیزوں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

آج جو دنیا میں بے چینی۔ بدامنی۔ فسق و فجور اور ظلم و سفاکی کا طوفان زوروں پر ہے اگر اسلامی حکومتوں کے ارباب اقتدار اپنے فرائض منصبی خلوص دل سے بجالانے کی کوشش کرتے تو بہت حد تک اس طوفان کی لہروں میں کمی آسکتی تھی مگر وائے برحال ما۔ انہیں تو حسب مکاشفہ یوحنا[1] ابھی تک مغربی تہذیب کی نقالی کا شوق ہے۔ اور دجالی جال کے پھندوں سے نکلنے کی صحیح طور پر کوشش نہیں کرتے۔ ؎

فیا اسفا علی تلک المصائب

وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۔ ذوالقرنین اول جو ملکی سلطنت کا وارث

---

[1] مکاشفہ یوحنا میں یہ خبر دی گئی ہے کہ سمندر میں سے ایک حیوان نکلیگا اور ساری دنیا اس حیوان کے پیچھے ہو لیگی سوائے ان نفوس کے جن کے نام برہ کی کتاب حیات میں لکھے ہونگے وہ اس حیوان کی پرستش سے محفوظ ہونگے باقی سب اس کی پرستش کرینگے۔ دیکھئے (مکاشفہ یوحنا ۱۳ ؍ ۱ تا ۱۸)

Marfat.com

تھا۔ اس کو اپنے زمانہ کے لحاظ سے زمینی سلطنت کے قیام و استحکام کے لئے جن اسباب اور سامانوں کی ضرورت تھی وہ انہیں میسّر کر دیئے گئے تھے مگر موجودہ زمانہ جو ذوالقرنین ثانی کا زمانہ ہے اور آپ آسمانی بادشاہت کے تخت پر متمکن ہو کر دنیا میں حکومتِ الٰہیہ قائم کرنے اور روئے زمین پر غلبۂ اسلام کا دور لانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں آپ کو بھی اس کام کی سر انجام دہی کے لئے جن جن سامانوں کی ضرورت تھی وہ سبھی آپ کو عطا کر دیئے ہیں۔ پہلے زمانہ میں اگرچہ ہر صدی میں مجددین اسلام نے اسلامی خدمات کیں۔ مگر ان کے زمانوں میں غلبۂ اسلام کے وہ سامان پیدا نہیں کئے گئے تھے جو موجودہ دور ذوالقرنین ثانی کے عہد میں نمودار ہوئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہو گئی۔ جیسا کہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور نیز آیت یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ اس پر گواہ ہے لیکن اس وقت تکمیلِ اشاعتِ ہدایت غیر ممکن تھی۔ ...... اس لئے خدا تعالےٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھکر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اور نیز حسب منطوق آیت قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاصکر ملک ہند میں اُردو ہیں جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لایئے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے۔ کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وقت ہے کہ

Marfat.com

آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتے ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں۔ اور اتمامِ حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں۔ تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا پس ختم دورِ زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہیئے تھا۔ تا آخر اور اوّل کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خُلق اور خُو اور ہمت اور ہمدردئ خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمدؐ اور محمدؐ اس کو عطا کیا تا سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا۔" (تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ ۱۰۱)

نیز حضور نے ایک اشتہار میں دنیا کو متنبہ کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا:۔

"خدا نے اپنی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائے گی۔ یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرمایا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۲۳۳)

فَاَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا۔

یہاں ذوالقرنین کے تین سفروں میں سے سب سے پہلے سفر کا بیان ہے جو مغربی ممالک کی طرف تھا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب ذوالقرنین ثانی مبعوث ہو کر غلبۂ اسلام کی مہموں کو از سرِ نو جاری کریں گے تو تبلیغ اسلام کے لئے انہیں بیرونی ممالک میں سے سب سے

Marfat.com

پہلے مغربی ممالک کی طرف عنانِ توجہ پھیرنی ہوگی۔ کیونکہ اسلام کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا اور جارحانہ حملوں کی ابتداء انہی ممالک کی طرف سے ہوگی۔ یہی اقوام دجّالی تحریک کی حامل بن کر تمام دنیا میں شیطانی تہذیب کا جال بچھا رہی ہوں گی۔ یہاں تک کہ مشرقی ممالک ان کے زہریلے اثر سے سموم اور سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے ان کے زیرنگین ہوں گے اس لئے سب سے پہلے تبلیغ کا حق انہی ممالک کو پہنچتا ہے۔

وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ۔ ایک وجدان تو ظاہری ہے جو مادی اشیاء کا ظاہری حواس سے ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ عینی کہلاتا ہے۔ اور ایک وجدان باطنی ہوتا ہے جو معنوی اور روحانی اشیاء کا روحانی حواس سے ہوتا ہے اور کشف یا رؤیا الملکوت کہلاتا ہے۔ پس یہاں اس آیت میں جہاں مغربی سفر کا ذکر ہے اسی طرح آیت ۹۱ میں بھی جہاں مشرقی سفر کا بیان ہے ان دونوں جگہوں میں محض ظاہری وجدان کا تذکرہ مت سمجھیئے بلکہ باطنی اور روحانی[1] وجدان کی طرف بھی لطیف پیرایہ میں اشارہ ہے۔ جس کی طرف آج تک مفسرین

---

[1] واضح ہو کہ قرآن حکیم محض سرسری کتاب نہیں جس کے معانی صرف ظواہر تک ہی محدود ہوں بلکہ ہر آیت اپنے ظاہر کے ساتھ باطن کا خزانہ بھی رکھتی ہے۔ جس کا پتہ روحانی وجدان سے لگتا ہے لِكُلِّ اٰيَةٍ ظَهْرٌ وَّ بَطْنٌ ارشاد نبوی ہے۔ پس طالب حق کے لئے اس کے باطن کا سمجھنا اور اس کی تفسیر کا متلاشی ہونا بھی ضروری ہے کتب تفاسیر میں بھی کئی ایک جگہ بطون قرآن کی تفسیری روایات درج ہیں مگر ظواہر پرست طبائع پر چونکہ ان کی حقیقت واضح نہیں ہو سکتی اس لئے انہیں ردّی سمجھ کر نظرانداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ قیمتی موتی ہوتے ہیں جن میں اگر غور کرتے تو بڑے بڑے حقائق پاتے۔ دراصل وہ بزرگان سلف کے مکاشفات ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض میں ذوالقرنین ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیشگوئیاں اور غیبی خبریں ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر خاکسار کچھ آپ بیتی واقعات تحریر کرنا مناسب سمجھتا ہے۔

سورۂ قٓ کی آیت يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ کی جب میں نے تلاوت کی تو اس کی تفسیر میں مجھے سلف کی یہ روایات ملیں۔ کہ مکان قریب سے مراد بیت المقدس ہے۔ اور یہ خطۂ ارضی آسمان سے بہت ہی قریب ہے۔ یہاں تک کہ وہاں کے خطۂ ارضی سے آسمان تک کا درمیانی فاصلہ ۱۸ میل ہے۔ یہ سب روایات تفسیر درِ منثور میں ہیں جس کا مصنف نویں صدی کے

Marfat.com

کی توجہ نہیں گئی۔ اور یہ حقیقت بصیغۂ راز رہی یہاں تک کہ موجودہ زمانہ میں اس کی نقاب کشائی ماہر اسرار قرآنی حضرت ذوالقرنین ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما کر معارفِ قرآن سے دنیا کو

بقیہ حاشیہ ص ۱۷۹ :۔ مجدد حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ خاکسار نے جب یہ روایات پڑھیں تو ورطۂ حیرت میں پڑ گیا اور بارگاہ الٰہی میں التجائیں کیں کہ الٰہی اس تفسیر کا مصنف تو مجدد زمان ہے جو تجدید دین کی خاطر مبعوث ہوا تھا مگر ان روایات سے تو امت اغلوطات کے بھنور میں پھنس رہتا ہے۔ یہ تجدید دین کیسی ہوئی۔ قربان جاؤں ذاتِ ارحم الراحمین پر جو مضطربوں کی التجاؤں کو شرفِ قبولیت بخش کر شکوک و شبہات کے بھنور سے نکالتا اور شرح صدر کے مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے خاکسار پر ان روایات کی حقیقت کا انکشاف فرما کر انشراح صدر فرمایا۔ تفہیم یہ ہوئی کہ یہ روایات از قسم مکاشفات ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ آپ جس مقام میں مبعوث ہوں گے وہ یروشلم ہوگا مگر وہ پہلا یروشلم نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے بلکہ وہ نیا اسلامی یروشلم ہوگا جس کے متعلق آسمان سے اترنے کی پیشگوئی مکاشفہ یوحنا $\frac{۲۱}{۲}$ میں ہے۔ اور اس کا نام اللہ تعالےٰ خود اپنے منہ سے رکھ دے گا۔ (یسعیاہ $\frac{۶۲}{۲}$) یہ خطۂ ارضی جس میں نیا یروشلم ہے دوسری جگہوں کی نسبت قریب الی الروحانیت ہوگا۔ یعنی اس ملک کے باشندوں میں مذہبی جذبہ دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ ہوگا۔ اور جب اس خطۂ ارضی میں مسیح موعود نازل ہوں گے تو آپ کے زمانہ اور اسرائیلی مسیح کے زمانۂ بعثت کے درمیان کا فاصلہ ۱۸ صدیوں کا ہوگا۔ گویا انیسویں صدی کے اخیر میں آپ مبعوث ہوں گے۔ اسی طرح سورۂ صٓ کی آیت حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْهَا عَلَیَّ کے تحت بھی یہ تفسیری روایت پڑھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب مصروفِ کار تھے تو وہ عصر کا وقت تھا۔ مصروفیت کے باعث نماز عصر کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ کہ قضاء و قدر کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ سورج کو واپس لوٹایا جائے یہ روایت بھی سخت مخدوش تھی۔ عقدہ پیش آیا تو اس کا حل بھی بفضلہٖ تعالےٰ پا کر انشراح صدر حاصل کیا۔ وہ یوں کہ یہ روایت حضرت سلیمان علیہ السلام کے کسی تاریخی واقعہ کے متعلق نہیں۔ بلکہ یہ ایک کشفی واقعہ ہے جو کسی بزرگ پر اس آیت کی تلاوت کے دوران آئندہ زمانہ میں آنیوالے سلیمان کے متعلق انکشاف[1] ہوا۔ اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔

[1] خاکسار پر بھی کئی دفعہ اس قسم کی واردات ہوئیں بعض خوابوں میں بعض بیداری میں۔ ۱۲۔ منہ

Marfat.com

آگاہ کیا۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ آیت قرآنی بہت سے اسرار اپنے اندر رکھتی ہے جس کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اور جس کے ظاہر کے نیچے ایک باطن بھی ہے۔ لیکن وہ معنی جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ آیت مع اپنے سابق اور لاحق کے مسیح موعود

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۰:۔ دراصل یہ پیشگوئی ہے آنے والے سلیمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہ جب وہ آسمانی تخت کا وارث بن کر اسلامی حکومت دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوگا تو وہ زمانہ روحانی لحاظ سے گویا عصر کا زمانہ ہوگا جبکہ سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں دجالی سازشیں مذہب کے خلاف زوروں پر ہوں گی اور اسلام پر اس قدر شدید حملے ہو رہے ہونگے کہ قریب ہے کہ اسلام کا نور دنیا سے مفقود ہو جائے۔ یہ حالت گویا اسلامی سورج کے غروب ہونے کی ہوگی جبکہ اس حالتِ زار پر دردمندانِ اسلام بھی مرثیے پڑھ رہے ہوں گے اور کوئی صورت اسلام کے دوبارہ غلبہ کی نظر نہیں آ رہی ہوگی۔ تب اس وقت اللہ تعالےٰ مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمائے گا۔ اور آپ کی مساعی جمیلہ سے اسلام کا سورج جو غروب ہونے والا تھا دوبارہ دنیا میں واپس لایا جائے گا اور پھر وہ پہلی آب و تاب کے ساتھ دنیا پر چمکے گا۔ اس حقیقت کے انکشاف پر جب اس کی تصدیقی شہادت کے لئے خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ میں مشغول ہؤا۔ تو بحمد اللہ گوہرِ مراد پا لیا۔ چنانچہ حضور خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں۔

"هُوَ الَّذِيْ رَدَّ بِيْ شَمْسَ الْاِسْلَامِ بَعْدَ مَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ فَكَأَنَّهَا طَلَعَتْ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَ تَجَلَّتْ لِلطَّالِبِيْنَ۔ وہی خدا جس نے میرے ذریعہ سے اسلام کے سورج کو جس وقت وہ غروب ہو رہا تھا پھر لوٹایا۔ پس گویا پھر اپنے مغرب سے طلوع کیا۔ اور طالبوں کے لئے تجلّی فرمائی۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۶ طبع اوّل)

اور حضور اپنے ظہور کے وقت کو عصر کا وقت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں وَاِنِّيْ خُلِقْتُ فِيْ هٰذِهِ الْجُمُعَةِ فِيْ سَاعَةِ الْعَصْرِ وَ الْعُسْرِ لِلْاِسْلَامِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ كَمَا خُلِقَ اٰدَمُ صَفِيُّ اللّٰهِ فِيْ اٰخِرِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ۔ اور میں اس جمعہ میں عصر کے وقت پیدا کیا گیا جبکہ اسلام اور مسلمانوں کو تنگی اور عُسر نے گھیر لیا تھا جیسا کہ آدم صفی اللہ جمعہ کی آخری گھڑی میں پیدا کیا گیا۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۳ طبع اوّل) ۱۲۔ منہ

Marfat.com

کے لئے ایک پیشگوئی ہے اور اس کے وقتِ ظہور کو مشخص کرتی ہے ......

آیت کے معنی پیشگوئی کے لحاظ سے یہ ہیں کہ دنیا میں دو قومیں بڑی ہیں جن کو مسیح موعود کی بشارت دی گئی ہے اور مسیحی دعوت کے لئے پہلے انہیں کا حق ٹھہرایا گیا ہے۔ سو خدا تعالیٰ ایک استعارے کے رنگ میں اس جگہ فرماتا ہے کہ مسیح موعود جو ذوالقرنین ہے اپنی سیر میں دو قوموں کو پائے گا ایک قوم کو دیکھے گا کہ وہ تاریکی میں ایک ایسے بدبودار چشمے پر بیٹھی ہے کہ جس کا پانی پینے کے لائق نہیں اور اس میں سخت بدبودار کیچڑ ہے۔ اور اس قدر ہے کہ اب اس کو پانی نہیں کہہ سکتے۔ یہ عیسائی قوم ہے جو تاریکی میں ہے جنہوں نے مسیحی چشمہ کو اپنی غلطیوں سے بدبودار کیچڑ میں ملا دیا ہے۔ دوسری سیر میں مسیح موعود نے جو ذوالقرنین ہے ان لوگوں کو دیکھا جو آفتاب کی جلتی ہوئی دھوپ میں بیٹھے ہیں اور آفتاب کی دھوپ اور ان میں کوئی اوٹ نہیں۔ اور آفتاب سے انہوں نے کوئی روشنی تو حاصل نہیں کی اور صرف یہ حصہ ملا ہے کہ اس سے بدن ان کے جل رہے ہیں اور اوپر کی جلد سیاہ ہو گئی ہے۔ اس قوم سے مراد مسلمان ہیں۔ جو آفتاب کے سامنے تو ہیں۔ مگر بجز جلنے کے اور کچھ ان کو فائدہ نہیں ہوا یعنی ان کو توحید کا آفتاب دیا گیا مگر بجز جلنے کے آفتاب سے انہوں نے کوئی حقیقی روشنی حاصل نہیں کی۔ یعنی دینداری کی سچی خوبصورتی اور سچے اخلاق وہ کھو بیٹھے اور تعصب اور کینہ اور اشتعال طبع اور درندگی کے چلن ان کے حصہ میں آ گئے۔" (لیکچر لاہور صفحہ ۵۳-۵۴)

ذوالقرنین کے اس مغربی سفر کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضور کے پسر موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا اور آپ ہی کے ذریعہ یہ پیشگوئی ۱۹۲۴ء میں پوری ہوئی جبکہ ویمبلے مذاہب عالم کانفرنس منعقد کرنے والوں کی طرف سے حضور کو اسلام پر مضمون سنانے کے لئے دعوت دی گئی اور حضور لندن تشریف لے گئے۔ چنانچہ اس سفر کی غرض و غایت حضور نے اپنی زبان فیض ترجمان سے یوں بیان فرمائی۔

"جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپ ہیں اور مغربی ممالک سے مراد یورپ و امریکہ کے لوگ ہیں جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے

Marfat.com

ہوئے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ یا ان کے کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا۔ پس یہ سفر قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے۔ نبیوں کے جانشین چونکہ نبیوں کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ ان کا کام نبیوں کا کام ہی کہلاتا ہے۔ پس خلیفہ مسیح موعود کا جانا ایسا ہی ہے جیسے خود مسیح موعود کا جانا۔ پس یہ سفر درحقیقت ایک پیشگوئی کے ماتحت ہے جو ایسی اہم ہے۔ کہ قرآن کریم میں اس کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ تبلیغ کے متعلق اصول طے کرنے اور علم حاصل کرنے کے لئے جائیگا۔ کیونکہ اگر تبلیغ کے لئے سفر ہوتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ اب تو خواہ ان کو ہلاک کر خواہ ان کی بھلائی کی تدبیر کر۔ کیونکہ جو شخص تبلیغ کے لئے جاتا ہے۔ یہ سمجھکر جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ بچائے جانے کے قابل ہیں نہ کہ وہ جاتا تو تبلیغ کے لئے ہے اور سوچنے لگ جاتا ہے کہ میں ان کو ہلاک کروں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعودؑ یا آپ کا جانشین خالی الذہن ہو کر جائے گا اور وہیں جا کر فیصلہ کرے گا کہ ان لوگوں سے کیا کیا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کو اختیار دے گا۔ کہ وہ کامل غور اور فکر کے بعد جو چاہے کرے۔ خواہ ان کو اپنے کفر میں چھوڑ دے تاکہ اسی دنیا میں کفر کے عذاب میں مبتلا رہیں۔ اور اگلے جہان میں دوزخ اور خدا تعالےٰ کے بُعد کے عذاب میں مبتلا ہوں اور یا پھر ان میں تبلیغ کو جاری کرنے کا فیصلہ کرے۔ اور ان کی بہتری کی تجویز کرے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس نتیجہ پر وہ پہنچے گا۔ وہ بیّن بیّن ہوگا۔ اور اس میں مختلف حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مختلف تدابیر کو اختیار کرے گا۔ وہ فیصلہ کیا ہوگا۔ اُسے اللہ تعالےٰ نے مخفی رکھا ہے اور چونکہ ابھی وقت نہیں آیا وہ مجھ پر ظاہر نہیں ہے اس لئے میں اس کا اعلان نہیں کر سکتا۔ ہاں اصول اللہ تعالےٰ نے بتا دیئے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھ سے یہ کام لے اور اس پیشگوئی کا ظلّی طور پر مجھے مصداق بننے کا موقعہ دے۔ . . . . . . اس کے نتائج بظاہر کم سے کم ایک صدی کا وقت چاہتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ خدا تعالےٰ رحم کر کے ہماری زندگیوں میں یہ نظارہ دکھادے کہ مغرب میں اسلام پھیلے اور اس طرح پھیلے کہ وہ لوگ اسلام کو

Marfat.com

اپنے مطابق نہ بنائیں بلکہ اسلام کے مطابق خود بن جائیں۔ اور ایسی سکیم تیار ہو جائے کہ جس کے بعد اس بات کا خطرہ نہ رہے کہ مغربی تمدّن اسلام کے اندر تغیر کر سکیگا پس اس کام کے لئے آپ لوگ جس قدر دعائیں کریں تھوڑی ہیں۔"

اس ضمن میں حضور نے بعض ان خطرات کی بھی نشان دہی فرمائی جو یورپ کے اسلام لانے پر پیدا ہو سکتے ہیں۔ فرمایا۔

"ہم دو آگوں میں ہیں اگر ہم یورپ کو مسلمان نہیں کرتے تب اسلام خطرہ میں ہے اور اگر ہم اسے مسلمان کرتے ہیں تب بھی اسلام خطرہ میں ہے۔ ...... اگر یورپ اسلام قبول کر لے مگر اس کے تمدّن کو قبول نہ کرے تو یہ کیسی خطرناک بات ہوگی اسلام تو تیرہ سو سال سے بالکل محفوظ چلا آیا ہے اس کی شکل کس طرح بدل جائیگی اور مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض کس طرح باطل ہو جائیگی۔ ..... یورپ کا مذہب۔ یورپ کا تمدّن۔ یورپ کا علم دنیا کو کھا رہا ہے اور کھاتا چلا جا رہا ہے ہمارا اس کو چھوڑ دینا یہ مطلب رکھتا ہے کہ ہم اسے چھوڑ دیں کہ وہ اسلام کا جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس کو بھی کھا جائے اور ہماری ترقی کا میدان بالکل تنگ ہو جائے ہم جس قدر آدمیوں کو ایک سال میں احمدی بناتے ہیں اس سے کئی گُنے لوگوں کو یورپ اپنا شکار بنا لیتا ہے اور پھر یورپ کی تصنیف کردہ کتب ہمارے بچے بھی پڑھتے ہیں اور ان سے متأثر ہونے کے خطرہ میں ہیں۔ پس یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم یورپ کو چھوڑ دیں۔ اگر یہ لوگ مسلمان ہو جائیں تو وہ یورپ میں رہ کر یورپ کے تمدّن کو چھوڑنا چاہیں بھی تو نہیں چھوڑ سکتے۔ مثلاً پردہ ہے وہاں، نقابیں پہنکر عورتوں کا پھرنا نہایت خطرناک اور موجب ہلاکت ہے۔ چند مسلمان ہونے والی عورتوں یا مردوں کے لئے حکومتیں اپنے قانون نہیں بدلیں گی۔ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال ہے ورنہ سینکڑوں دقتیں ہیں جو مغرب کی تبلیغ کے راستہ میں ہیں اور جن میں سے بہت سی ایسی ہیں کہ ان میں مغربی نو مسلم مجبور ہوتا ہے۔ پس یہی ہوگا کہ وہ اسلام قبول کر کے بھی اپنی رسوم کو نہیں چھوڑے گا۔ اور مسلمان ہونے کے بعد جب وہی کام کرتا رہے گا جو وہ پہلے کرتا تھا تو آہستہ آہستہ اس میں یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ اس میں کوئی حرج نہیں

Marfat.com

اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام ایک بدلی ہوئی صورت میں یورپ میں قائم ہو جائیگا اور وہاں سے آگے وہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ جس طرح یورپ نے مسیحیت کو تباہ کیا تھا۔ العیاذ باللہ وہ اسلام کو بھی دوستی کے جامہ میں تباہ کردے گا۔ پس ہم دُو آگوں میں ہیں اور ہماری مثال وہی ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ اس مشکل کا علاج سوچنے کے لئے یا وہاں کے مقامی حالات معلوم کرنے کے لئے تا کہ مبلغوں کی سختی سے نگرانی ہو سکے اور جہاز کو چٹانوں میں سے بحفاظت گذارا جا سکے اس سفر کی ضرورت پیش آئی ہے۔ یورپ کے واقف کہتے ہیں یورپ ضرور اسلام لائے گا مگر وہ ساتھ ہی اسلام کو بگاڑ دے گا ...... میری عقل بھی کہتی ہے کہ حالات ایسے ہی ہیں مگر میرا ایمان کہتا ہے کہ تیرا فرض ہے کہ تو اس مصیبت کو جو اگر اسلام پر نازل ہوئی تو اس کو کچل دے گی دُور کرنے کی کوشش کر۔ غور کر۔ اور فکر کر اور دعا کر۔ پھر غور کر اور فکر کر اور دعا کر۔ اور پھر غور کر اور فکر کر اور دعا کر۔ کیونکہ تیرا خدا بڑی طاقتوں والا ہے۔ شاید وہ کوئی درمیانی راہ نکال دے۔ اور اس تباہی کو جو اسلام کے سامنے ایک نئے رنگ میں کھڑی ہے دُور کر دے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں اور یورپ کی تبلیغ کے لئے ہر قدم جو اٹھائیں اس کے متعلق پہلے غور کر لیں۔ اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہاں کے حالات کا عینی علم حاصل نہ ہو۔ پس اس وجہ سے باوجود صحت کی کمزوری کے مَیں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے۔ اگر مَیں زندہ رہا۔ تو مَیں انشاء اللہ اس علم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرونگا۔ اگر مَیں اس جدوجہد میں مر گیا تو اے قوم مَیں ایک نذیرِ عریان کی طرح تجھے متنبہ کرتا ہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا جس خدا نے مسیح موعودؑ کو بھیجا ہے وہ ضرور کوئی راستہ نجات کا نکال دیگا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا۔ نہ چھوڑنا۔ آہ نہ چھوڑنا۔ مَیں کس طرح تم کو یقین دلاؤں کہ اسلام کا ہر ایک حکم ناقابل تبدیل ہے۔ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا۔ جو چیز سنت سے ثابت ہے وہ ہرگز نہیں بدل سکتی۔ جو اس کو بدلتا ہے وہ اسلام کا دشمن ہے

Marfat.com

وہ اسلام کی تباہی کی پہلی بنیاد رکھتا ہے۔ کاش وہ پیدا نہ ہوتا۔ مگر اس کے یہ بھی معنی نہیں کہ تم دنیا کے حالات سے آنکھیں بند کر لو اور بعض نادانوں کی طرح کہہ دو کہ پھر یورپ کی تبلیغ پر لاکھوں روپیہ صرف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یورپ سب سے بڑا دشمن اسلام کا ہے وہ مانے یا نہ مانے تمہاری کوشش کا کوئی اثر ہو یا نہ ہو تم کو اسے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اگر تم دشمن پر فتح نہیں پا سکتے تو تمہارا یہ فرض ضرور ہے کہ اس کی نقل و حرکت کو دیکھتے رہو تا وہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھا کر تم پر فتح نہ پائے۔ اور پھر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ کسی کو کس طرح معلوم ہوا کہ یورپ آخر اسلام کو قبول نہیں کرے گا۔ یورپ کے لئے تو اسلام کا قبول کرنا مقدّر ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام کو قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے۔ ......
قرآن حکیم حکم دیتا ہے۔ وَرَابِطُوْا۔ ہمیشہ دشمن کی سرحد پر اپنے آدمی رکھو۔ جو اس کی نقل و حرکت کو دیکھتے رہیں۔ جس دن مسلمانوں نے اس حکم سے غفلت کی اسی دن سے وہ تباہ ہونے لگے۔ خدا تم کو بچائے اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔"

(ریویو آف ریلیجنز اردو ستمبر ۱۹۲۴ء)

(انتباہ) ہم نے پچھلے مضمون میں ذو القرنین کے وجدان کے متعلق جو یہ لکھا ہے کہ اس میں اس کے روحانی وجدان کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس کا کیا ثبوت اور کونسا قرینہ ہے جس کی بناء پر ہم اس کے وجدان کو روحانی وجدان قرار دیں۔ تو سنیئے۔ اس کے روحانی وجدان کا ایک بڑا قرینہ وہ رؤیا ہے جس کا تفاسیر میں یوں تذکرہ ہے۔

کَانَ رَاٰیَ فی منامہ انہ دنا من الشمس حتّٰی اخذ بقرنیھا فی شرقھا و غربھا۔ (تفسیر روح البیان و تفسیر المراغی)

ذوالقرنین نے خواب میں دیکھا کہ آپ سورج کے قریب ہو گئے ہیں یہاں تک کہ آپ نے اس کے دونوں پہلوؤں مشرقی اور مغربی کو پکڑ لیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نے اپنے مغربی سفر میں جب سورج کے غروب ہونے کا ظاہری نظارہ دیکھا تو اس موقع پر آپ کی باطنی بصارت کا دروازہ کھل گیا اور روحانی حواس تیز ہونے پر آپ نے وہ رؤیا دیکھا جس میں ذوالقرنین ثانی کے زمانہ کے متعلق پیشگوئی تھی۔ کیونکہ یہ تو

Marfat.com

ظاہر ہے کہ اس رؤیا کی تعبیر کا کوئی بھی پہلو آپ کے زمانہ میں ظہور پذیر نہیں ہؤا۔ نہ تو آپ کا سیاسی اقتدار عالمگیر ہؤا اور نہ ہی آپ کے مذہب کی اشاعت مشرقی اور مغربی اقوام میں ہوئی واضح ہو کہ ارباب عرفان کا عموماً یہ وطیرہ ہوتا ہے کہ ظاہری نظاروں کے دیکھنے پر ان کی باطنی نگاہ بھی تیز ہو جاتی ہے اور حقائق و معارف روحانی کے مختلف پہلو یکے بعد دیگرے ان کے باطن میں نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ تقسیم ہند سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالے عنہ جنوبی ہند میں سیر کے لئے تشریف لے گئے اور شاہانِ مغلیہ کے قدیمی آثار اسلامی کا مشاہدہ کیا تو اس موقع پر آپ کے باطنی حواس میں بھی شدّت پیدا ہو گئی۔ اور حالتِ محویت میں آپ پر بڑے بڑے حقائق و معارف روحانی کھُل گئے جن کی تفصیل حضور نے اپنے مختلف خطبات میں فرمائی اور اب وہ کتاب بنام سیر روحانی میں شائع ہو چکے ہیں شائقین علم و عرفان کو اس چشمۂ عرفان سے مستفیض ہونا چاہیئے۔

یہی حال ذوالقرنین کا بھی تھا۔ آپ پر بذریعہ رؤیا مستقبل کے متعلق مبشر انکشاف ہؤا۔ جس کی تعبیر اب ذوالقرنین ثانی کے زمانہ میں منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔ سورج سے مراد اسلام ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ دنیا اس روحانی سورج کی روشنی سے بہت دور جا پڑی تھی اور لوگ دجّالی جال میں پھنس کر بدامنی اور فسق و فحشاء کے بحرِ ظلمات میں ڈوب رہے تھے اور مسلمان بھی جو محض نام کے رہ گئے تھے ان کی تقلید میں حقیقی اسلام کو ہاتھ سے گنوا بیٹھے اس لئے ذوالقرنین ثانی مسیح موعود کی بعثت ہوئی تا انہیں اس طوفانِ ظلمت سے نکال کر اسلام کے سورج کے سامنے لایا جائے۔ اور تا اس کی روشنی سے دنیا منوّر ہو کر صفحۂ ارضی اللہ کے نور سے جگمگا اُٹھے اور قرآنی پیشگوئی وَ اَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا منصۂ ظہور پر آجائے۔ چنانچہ دیکھ لو اس وقت غلامانِ مسیح ظلمت کدہ مغرب میں پہنچ کر غلبۂ اسلام کی مساعی جمیلہ سے اس ظلمت کدہ مغرب کو مشرق کی صورت میں تبدیل کر رہے ہیں جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اگلی صدی میں اسلامی انقلاب کے مبارک دور کے برپا ہونے کی بشارت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں جو ایک بڑے وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا تھا اس میں حضور نے

Marfat.com

اخبار نویسوں کو بتایا کہ

"اس زمانہ میں سرمایہ[۱] دارانہ انقلاب نیز روس[۲] اور چین[۳] کے کمیونسٹ انقلابات کے بعد رونما ہونے والا یہ اسلامی[۴] انقلاب ترتیب کے لحاظ سے چوتھا عالمگیر انقلاب ہوگا۔ یہ اسلامی انقلاب جس کے برپا کرنے کا خداتعالیٰ نے خود فیصلہ فرمایا ہے ایک آسمانی پیشگوئی کے بموجب سو سال کے اندر اندر اپنے کمال اور نکتۂ عروج کو پہنچ جائے گا۔" (الفضل ۱۶ اخاء ۱۳۵۲ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء صلہ)

نیز حضور نے ایک موقع پر حضرت مولانا غلام رسول صاحب[۲] راجیکی کے کشف کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ

"ان کو کوئی سو ڈیڑھ سو سال بعد کا نظارہ کشفاً دکھایا گیا کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے آدمی آپس میں یہ باتیں کر رہے ہیں کہ کتنے احمق تھے وہ لوگ جو ابتدائے زمانہ میں سمجھتے تھے کہ احمدیت کامیاب نہیں ہوگی۔" (الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۷۳ء صلہ)

قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا پیشگوئی کے لحاظ سے یہ ذوالقرنین ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خطاب ہے۔ یعنی

تیرے[۱] اختیار میں ہے چاہے تو ان کو عذاب دے یعنی عذاب نازل ہونے کے لئے بددعا کرے یا ان کے ساتھ حسن سلوک کا شیوہ اختیار کرے۔"

اگرچہ ان مغربی اقوام کے بھیانک کردار اس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ کہ وہ مستحق عذاب بن چکے ہیں اسی لئے نزول عذاب کے متعلق بددعا کی اجازت دی گئی۔ مگر چونکہ ان کے اندر بعض خوبیاں بھی ہیں جو دوسری قوموں میں کم ہیں۔ مثلاً مذہبی آزادی ان قوموں میں زیادہ ہے جس کی وجہ سے اسلام کی تبلیغ ان اقوام میں نہایت آسانی سے کی جا سکتی ہے۔ نیز ان قوموں میں مشاغل زندگی کا انہماک حد سے زیادہ ہے۔ نت نئی ایجادوں میں مشغول رہ کر دنیا کی آسائش کے سامان بکثرت مہیا کر دیئے ہیں۔ اور ان ذرائع سے اسلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک باآسانی کی جا رہی ہے۔ پس ان خوبیوں کی وجہ سے ان کی مساعی قابل قدر ہیں۔ لہٰذا ان سے حسن سلوک کر کے انہیں اسلام کے حسن سے آگاہ کرنا مومن کا شیوہ ہے۔ اس حسن سلوک کو عملی جامہ

---

[۱] یہ عبارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے جو حضور کی تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۹۲ پر درج ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

پہنانے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ان ممالک میں جانے کی ایک مبارک تقریب بھی پیدا فرمادی۔ اور حضور نے اُن کے سامنے حقیقی اسلام کا حسین چہرہ نمایاں فرما کر ان کو آنے والے عذاب سے بچانے کی کوشش کی۔ نیز انہیں متنبہ کیا کہ جب تک قرآن حکیم کی پیش کردہ لائنوں پر لیگ آف نیشنز کی بنیاد نہ رکھی جائے گی۔ دُنیا میں امن نہیں[۲] ہوسکتا۔ (دیکھئے حضور کی تصنیف احمدیت یا حقیقی اسلام)

اور بحمداللہ حضور اس میں کامیاب ہوئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہاماً یہ بشارت ملی۔ "ولیم دی کنکرر"۔ یعنی ولیم فاتح۔ اس کے بعد یورپین ممالک میں حضور کی

---

[۱] نیز حضور کے پسر موعود نافلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بھی ان ممالک میں چار دفعہ جانا اور انہیں آنیوالے عذاب سے بچانے کی تدابیر بصورت پیام امن پیش فرما کر انہیں اسلامی برکات سے مستفید ہونے کی راہ بتانا یہ بھی ان تتخذ فیھم حُسناً کی عملی تفسیر ہے۔ ۱۲ منہ

[۲] آخر حضور کی نصیحت کارگر ہوئی۔ لیگ آف نیشنز قرآنی لائن سے دور ہونے کی وجہ سے ناکام ہوگئی۔ اور دانشوران ملت کو اس کی ناکامی کی وجہ بتاتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا۔ چنانچہ Reves اپنی کتاب (Anatomy of Peace) میں لکھتا ہے کہ لیگ آف نیشنز کی ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ وہ بین الاقوامیت کے غلط تصور پر قائم کی گئی تھی اور اس کا خیال تھا کہ دنیا کی مختلف قوموں کے نمائندوں کو یکجا کر کے باہمی بحث و تمحیص سے دنیا کا امن قائم رکھا جاسکتا ہے دوسری جنگ عظیم کے بعد اقوام مغرب نے پھر اپنے ناکام تجربہ کو دوہرایا ہے اور سمجھ لیا ہے کہ لیگ آف نیشنز کا نام (United Nations organization) رکھ دینے سے ناکامی کامیابی سے بدل جائیگی جمعیت اقوام متحدہ کے بری طرح ناکام ہونے کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ابھی دو ہفتے ہوئے لندن کے اخبار "ڈیلی میل" نے لکھا کہ جمعیت اقوام اپنی موجودہ ہیئت میں امن عالم کے لئے سخت خطرے کا موجب ہے اسلئے اسے فوراً ختم کر دینا چاہیئے اور اس کی وجہ (Mr. Reves) کے الفاظ میں یہ ہے کہ ہمارے سامنے جو مسئلہ ہے وہ قوموں کے باہمی تعلقات کا باہمی مسئلہ نہیں بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ نیشنلزم نے انسانی معاشرہ میں جو خلجان پیدا کر رکھا ہے اسے کس طرح دور کیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ خلجان نیشنلزم یا انٹرنیشنلزم کے ذریعہ دور نہیں ہوسکتا ہے جس کی ضرورت ہے وہ نوع انسانی کی برادری ہے نہ کہ بین الاقوامیت"

سنئے۔ نوع انسانی کی برادری کی صحیح تعلیم کہاں سے دستیاب ہوسکتی ہے۔ اس بارہ میں ایک حق گو خاتون عیسائی مشنری (Miss. MAUDE ROYDEN) اپنی کتاب (THE PROBLEM OF — PALES-TINE)

Marfat.com

قیادت میں اسلامی فوجیں پھیل گئیں۔ اسلامی قلعے (مساجد) تعمیر ہونے لگے تا پرستاران توحید کی عبادت کے عملی نمونے ان کے سامنے پیش ہو کر ان کے جذبۂ توحید فطری کو بیدار کر سکیں۔ جس کی صدائیں سعید الفطرت طبائع کے قلوب سے اٹھ رہی ہیں۔ چنانچہ پروفیسر گلیم لکھتا ہے کہ

"ہمارے ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ ماسوا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کے اقرار کے مسلمانوں کی عبادت کے اندر کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کی وجہ سے ایک عیسائی اس عبادت میں شامل نہ ہو سکے۔ جو شخص خدا کی حمد و ثناء کے الفاظ کو سمجھتا ہو یہ عبادت بجائے خود اسے اپنی طرف کھینچتی ہے۔ میری طرح کا ایک عیسائی گرجا کے اندر شور و غل اور مختلف فرقوں کی ہنگامہ آرائی دیکھنے کے بعد جب یروشلم کی مسجد میں جاتا ہے تو مسجد کے اندر مجھے ایک ایسی چیز نظر آتی ہے جو گرجا کے اندر موجود ہونی چاہیئے تھی اور اس تقابل سے مجھے ایک صدمہ اور غم پہنچتا ہے۔"

(Legacy of Islam. Page 68)

چنانچہ اس کی تصدیقی شہادت کے لئے آپ وہ تاریخی واقعہ بھی پڑھیئے جو ڈنمارک ہالینڈ کی مسجد نصرت جہاں کے افتتاح کے موقع پر ۱۹۶۷ء میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جب دوران تقریر یہ فرمایا کہ

"اسلامی مساجد کے دروازے ہر ایسے فرد اور ہر ایسی مذہبی جماعت کے لئے کھلے ہیں جو خدائے واحد کی پرستش کرنا چاہے۔"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۹:- میں لکھتی ہیں "محمدؐ کے مذہب نے سب سے پہلے اس حقیقی جمہوریت کا اعلان کیا جس کا تصور ذہن انسانی میں آسکتا تھا اس کا خدا ایسی بلند عظمتوں کا مالک ہے جس کے سامنے دنیا کی ہر قسم کی تفریق و تقسیم بالکل مٹ جاتی ہے حتیٰ کہ تفریق رنگ و نسل کی گہری خلیج بھی ناپید ہو جاتی ہے دوسرے لوگوں کی طرح مسلمانوں میں بھی معاشرتی طبقات موجود ہیں لیکن اساسی (یعنی روحانی) طور پر سب مسلمان بھائی بھائی ہیں یہ مساوات مسلّم ہے اور حقیقی۔ مختلف اقوام میں اسلام کی عالمگیر اشاعت کی یہی وجہ ہے یہی چیز افریقہ میں آج اس کی قوت کا راز ہے۔ عیسائی مشنری اس مساوات کی (ناکام) تبلیغ کرتے رہتے ہیں جس کا امتیازی نشان سفید اور سیاہ رنگ کی نمایاں تفریق کی صورت میں ہر جگہ سامنے رہتا ہے۔ یہ صرف مسلمان ہی ہے جو دیکھتا ہے کہ سفید اور بھورے اور کالے رنگ کے باوجود وہ ہر جگہ بھائی تسلیم کیا جاتا ہے ان کی اخوت کا مدار رنگ پر نہیں مذہب پر ہے۔"

Marfat.com

توجب حضور نے نماز پڑھائی تو اس وقت بہت سے عیسائی نوجوانوں کا طبقہ بھی حضور کے ساتھ نماز باجماعت میں شامل ہو گیا۔ (الفضل ۱۱ر اگست ۱۹۶۷ء صٓ ۳)

اور ڈنمارک کے ایک عیسائی ہفت روزہ اخبار (VALBY BLADET) نے بھی ۲۷ر جولائی ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں مسجد کی افتتاحی تقریب کا مفصل حال شائع کرتے ہوئے لکھا۔

"اس مجلس میں رُوحانی آزادی سے ہمکنار کرنے والی ایک عجیب و غریب فضاء چھائی ہوئی تھی۔ اس عجیب و غریب اور حریت نواز ماحول میں مغربی پاکستان سے تشریف لائے ہوئے خلیفہ مرزا ناصر احمد صاحب کی عظیم اور واجب الاحترام شخصیت سب کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ ...... آپ نے ان الفاظ کے ساتھ پریس کانفرنس کا آغاز فرمایا۔

"میں جنگ کا نہیں امن کا حامی ہوں اور امن کے ایک پَیرو کی حیثیت سے خدا کے اس گھر کے دروازے لوگوں پر کھولنے آیا ہوں"......

افتتاح کا اصل آغاز خلیفہ صاحب کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی سے ہوا۔ وہ تمام لوگ جو نماز میں شریک ہونے کے خواہشمند تھے۔ انہیں نماز میں شریک ہونے کی عام اجازت تھی۔ لیکن ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ جُوتے اتار کر مسجد میں داخل ہوں۔ مسجد کے مقدس کمرہ میں داخل ہونے کے لئے بس یہی ایک شرط تھی۔ بہت سے لوگوں کے لئے جنہیں مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کا موقع ملا اس نوع کی عبادت میں حصّہ لینا ایک دل موہ لینے والے عظیم تجربہ کی حیثیّت رکھتا تھا۔"

(VALBY BLADET. 27/7/1967) بحوالہ الفضل ۲۵ر اگست ۱۹۶۷ء)

نیز قرآن مجید کے تراجم بھی انہی قوموں کی زبانوں میں کرا کے ان کے گھروں میں پہنچائے جا رہے ہیں تاحق کے پیاسے چشمۂ توحید سے اپنی پیاس بجھا سکیں۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی عدالت میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا جانا بھی اس آسمانی سکیم کا ایک حصہ تھا جو آسمانوں پر غلبۂ اسلام کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ بین الاقوامی عدالتوں کے لئے چوہدری صاحب موصوف نے اسلامی تعلیم کے عملی نمونے ان کے سامنے پیش کر دیئے ہیں اسلامی عدالتِ انصاف کا بیج بو دیا گیا ہے جو بڑھے گا۔ پھلے گا۔ پھُولے گا۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ ؎

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا۔

Marfat.com

فَاَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا۔ پیشگوئی کے لحاظ سے اس آیت میں اشارہ ہے کہ ذوالقرنین ثانی یا آپ کے خلفاء میں سے کسی کے دل سے ایک وقت ان قوموں کے ظالم نفوس کے کردار پر نزول عذاب کے کے لئے بددعا نکلے گی۔ جس کا خمیازہ ساری قوم کو بھگتنا پڑے گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے ظہور کے لئے واقعات یوں پیش آئے۔

مغربی اقوام میں سے انگریزی قوم جو بہت نرم دل واقع ہوئی ہے۔ اور مذہب اور مذہبی آزادی میں ان کی فراخ دلی مشہور ہے اسی مصلحت الٰہی کے ماتحت ذوالقرنین ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت بھی اس قوم کے زمانۂ اقتدار میں ہوئی سلسلہ احمدیہ جو اکناف عالم میں غلبۂ اسلام اور اعلائے دین کے لئے قائم ہوا ہے اس کی تبلیغی مساعی میں اب تک اس نے کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی جس کے باعث وہ پھلتی پھولتی رہی۔ مگر اس کے بعد وہ زمانہ آیا۔ جبکہ اس قوم میں بعض ظالم طبع حاکم غدّار۔ فرض ناشناس پیدا ہو کر احمدیوں پر مظالم ڈھانے اور سلسلہ کی تبلیغ میں رکاوٹیں پیدا کرنے لگے۔ اور مسلمانوں میں سے بعض ناہنجار نفوس کو اپنا آلۂ کار بنا لیا۔ اگرچہ اس وقت حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انگریزی حکومت کو انتباہ بھی فرمایا۔ مگر نشۂ اقتدار میں اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی۔ حضور نے فرمایا:۔

"حکومت کے افسروں کو۔ پولیس اور سول کے حکام کو۔ ...... معلوم ہونا چاہیئے کہ باوجود ان اشتعال انگیزیوں کے جو وہ کر رہے ہیں ہم بالکل پُرامن ہیں ...... ہمیں جوش آتا ہے اور آئے گا مگر وہ دل ہی میں رہے گا۔ ہمیں غیرت آئے گی مگر وہ ظاہر نہ ہو گی۔ ہمارے قلوب ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے مگر زبانیں خاموش رہیں گی۔ ہاں ایک اور ہستی ہے جو خاموش نہ رہے گی وہ بدلہ لے گی اور ضرور لیگی۔ حکومتوں سے بھی اور افراد سے بھی۔ کوئی بڑے سے بڑا افسر۔ کوئی بڑے سے بڑا لیڈر۔ کوئی بڑے سے بڑا جتھا اور کوئی بڑی سے بڑی حکومت اس کی گرفت سے بچ نہ سکے گی۔ حکومت انگریزی بہت بڑی اور طاقتور حکومت ہے مگر جو اس کے غدّار اور فرض ناشناس حاکم ہیں انہیں وہ خدا کی گرفت سے نہیں بچا سکتی ...... اگر یہی حالت جاری رہی اور کسی دن بددعا نکل گئی۔

Marfat.com

تو حکومت دیکھ لے گی کہ اپنے تمام سامانوں اور اپنی تمام حفاظتوں کے باوجود ان کو بچا نہ سکے گی۔ ہمارا خدا ظلم اور ناانصافی کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ہمارے زخمی قلوب اور ان میں جو جذبات ہیں ان کو دیکھتا ہے۔ پھر ہمارے صبر کو دیکھتا ہے۔ آخر وہ ایک دن اپنا فیصلہ نافذ کرے گا اور پھر دنیا دیکھ لے گی کہ کیا رُونما ہوتا ہے۔" (الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

ایک اور موقع پر فرمایا:۔

"مجھے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی یہ بات بہت ہی پیاری معلوم ہوتی ہے۔ جو انہوں نے لارڈ ولنگڈن سے ۱۹۳۵ء کی گرمیوں میں کہی جبکہ وہ ہندوستان کے وائسرائے تھے۔ انہوں نے کہا۔ سر ایمرسن اپنے آپ کو بہت دور اندیش خیال کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت بوجہ اپنی تنظیم کے اور ایک امام کے تابع ہونے کے برطانوی حکومت کے لئے ایک ممکن خطرہ ہے اور اس خیال سے وہ احمدیہ جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ تاریخ سے قطعاً ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ یا کم سے کم انہوں نے تاریخ کا صحیح طور پر مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ جب کبھی کسی شاہنشاہیت نے کسی مذہب سے ٹکر لگائی ہے ہمیشہ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ ایمپائر تباہ ہو گئی ہے مگر مذہب تباہ نہیں ہوا۔ اور سچی بات یہی ہے کہ ایمپائرز جب مذاہب سے ٹکراتی ہیں وہ مٹ جاتی ہیں مگر خدا تعالےٰ کا قائم کیا ہوا کوئی مذہب آج تک دنیا سے نہیں مٹا نہ مٹ سکتا ہے۔"

(الفضل ۱۷ جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۳)

آخر اس قوم کے لئے سزا دہی کی وہ موعود گھڑی آ ہی گئی کیونکہ اس نے اس مذہبی جماعت سے جب انصاف کرنے میں کوتاہیاں برتیں تو نوشتۂ تقدیر نمایاں ہوا۔ ان قوموں کے سیاسی تفوّق کے غرور توڑنے کی خاطر اللہ تعالےٰ نے دوسری عالمگیر جنگ کا کوڑا ۱۹۳۹ء میں ان پر برسایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"جس وقت مَیں نے تحریک جدید شروع کی تھی۔ اس وقت مَیں نے بتایا تھا

Marfat.com

کہ چونکہ حکومت کے بعض افسروں نے ہم پر ظلم کئے ہیں اس لئے ان کو ضرور اس ظلم کی سزا ملے گی۔ اور میں نے بیان کیا تھا کہ ہمارے پاس تو ایسے سامان نہیں کہ ہم ان کو سزا دے سکیں لیکن خدا کے پاس ہر قسم کے سامان ہیں وہ ضرور ان کو ان کے ظلم کی سزا دے گا۔ ...... چنانچہ جنگ میں ان کے لاکھوں آدمی مارے گئے ہیں اور کروڑوں کروڑ روپیہ خرچ ہو گیا ہے۔ پس انگریزوں کو فتح گو حاصل ہو جائے گی مگر مالی لحاظ سے وہ کچلے جائیں گے اور ان کے لئے جنگ کے بعد سر اٹھانا مشکل ہو گا۔ دراصل جنگ کے بعد مالی لحاظ سے انگریز امریکنوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اور ان کی حالت اقتصادی طور پر جنگ کے بعد کے چند سالوں تک امریکہ کے مقابل ایک ماتحت کی سی رہ جائے گی۔ (اور فرمایا) تحریک جدید کا پہلا دور جب ختم ہو گا تو خدا تعالے ایسے سامان بہم پہنچائے گا کہ تحریک جدید کی اغراض کو پورا کرتے ہیں جو روکیں اور موانع ہیں خدا تعالے ان کو دور کر دیگا اور تبلیغ وسیع کرنے کے سامان بہم پہنچائے گا۔" (الفضل ۲۹ اگست ۱۹۴۴ء)

نیز فرمایا ؎

آہ غریب کم نہیں غیظِ شہ جہاں سے کچھ
جس پہ ہوا جہاں تباہ دل کا مرے غبار تھا
(کلام محمود)

وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰى۔

اس آیت میں مغربی ممالک کے ان خوش نصیب نفوس کی طرف اشارہ ہے جو نعمتِ ایمان سے مشرف ہو کر وقت کے مناسب حال اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہوئے دینی خدمات میں بدل و جان مصروف ہیں۔ اور بعض ان میں وہ مقدس نفوس بھی ہیں جو زندگی وقف کر کے غلبہ اسلام کے اہم ترین فریضہ کی ادائیگی میں مشغول ہیں۔ انہی قدسی صفات نفوس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشفاً نظارہ دکھایا گیا۔ حضور فرماتے ہیں :۔

"میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہو گا۔"
(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵-۵۱۶)

Marfat.com

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا۔

حضرت ذوالقرنین کا یہ دوسرا سفر مشرقی ممالک کا ہے جس میں انہوں نے ایک ایسی قوم کو پایا جو اسباب تمدن سے کوسوں دُور تھی یہاں تک کہ سورج کی دھوپ سے بچنے کے لئے بھی اپنے پاس کوئی پناہ نہیں رکھتے تھے۔ پیشگوئی کے لحاظ سے

"یہ[1] ان لوگوں کی مثال ہے جو آفتاب ہدایت کی روشنی تو ان کے سامنے موجود ہے ... لیکن ان لوگوں کو اُس آفتاب ہدایت سے بجز اس کے کہ کوئی فائدہ نہیں کہ دھوپ سے چمڑا ان کا جل جائے اور رنگ سیاہ ہو جائے اور آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہے ...... یہ ان مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن میں مسیح موعود ظاہر تو ہوا مگر وہ انکار اور مقابلہ سے پیش آئے اور حیا اور ادب اور حسن ظن سے کام نہ لیا اس لئے سعادت سے محروم رہ گئے۔"

یہ ہیں اس دَور کے مسلمانوں کے اخلاقی اور روحانی کوائف۔ تمدنی اسباب کی رُو سے بھی ان کی حالت نہایت ابتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم ایسی اعلیٰ نعمت سے انہیں نوازا تھا جس میں دینی اور دنیوی لحاظ سے ترقی کے ایسے اصول پیش کئے گئے ہیں جن کی رُو سے وہ اقوام عالم پر غالب اور فتحیاب ہو سکتے ہیں بلکہ فتحیاب ہوتے رہے جب تک کہ اسلام اور اسلامی نظام (نظام خلافت) سے اپنے آپ کو مربوط رکھا باوجود قلت تعداد کے قیصر و کسریٰ جیسی دنیا کی بڑی بڑی متمدن حکومتوں کو زیر نگیں کر کے ان ممالک میں پرچم اسلام لہرا دیا۔ مگر آہ جب انہوں نے قرآن حکیم کی تعلیم کو نظر انداز کیا اور اسلام کے صراط مستقیم سے منہ موڑا تو قعر مذلت میں ایسے گرے کہ آج تک مغضوب اقوام کے رنگ میں رنگین ہو کر بھٹک رہے ہیں انہیں کہیں بھی جائے پناہ نہیں ملتی اور اب جو اللہ تعالیٰ نے ان کی ترقی کے لئے آسمانی سکیم مامور زمانہ کے ذریعہ تجویز فرمائی ہے اسے بھی ٹھکرا دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اس موقع پر آپ مفکرانِ ملّت کی درد انگیز صدائے قلبی بھی سنیئے۔ محترم بدیع الزمان کیکاؤس ریٹائرڈ جج سپریم کورٹ اپنے ایک مضمون میں اسباب زوالِ امت کا ماہرانہ انداز میں

---

[1] یہ عبارت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳ کا اقتباس ہے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

تجزیہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ جو ہفت روزہ المنبر لائل پور کے مسلم سربراہ کانفرنس نمبر مجریہ ۱۵ فروری ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا۔

فرماتے ہیں:۔

"آج مسلمان مظلوم بھی ہے اور رسوا بھی۔ ان کے پاس فوجی طاقت نہیں۔ اقتصادی صلاحیت نہیں۔ سائنس نہیں ٹکنالوجی نہیں۔ پراپیگنڈا مشنری نہیں۔ ڈپلومیسی نہیں۔ دوسروں کی امداد کے بغیر ہم اپنا دفاع کرنے کے قابل بھی اپنے آپ کو نہیں سمجھتے۔ اور بہت سے معاملات زندگی میں ہم ان کے دست نگر ہیں۔ ہماری سیاسی آزادی ایک دکھاوے کی چیز ہے۔ ہم طاقتور اقوام کے شکنجے میں گرفتار ہیں۔ وہ ہمارا استحصال کرتی ہیں۔ ہم پر مختلف قسم کے دباؤ ڈالتی ہیں۔ جب ان کو ضرورت محسوس ہو ہمارے ممالک میں فساد کرا دیتی ہیں ...... ایک قبیح مثال اس ظلم کی جو ہم پر کیا جاتا ہے فلسطین ہے۔ پہلے علی الاعلان طاقت کے بل بوتے پر ایک حکومت ہم پر ٹھونسی گئی اور اس مہذب دنیا نے نہ صرف اس کو تسلیم کیا بلکہ اس کی تائید کی۔ پھر اس حکومت نے طرح طرح کے مظالم ہم پر توڑے۔ ہماری بے بسی اور رسوائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مسلمان قیدیوں کو بارودی سرنگیں دریافت کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ اور ان کے اعضاء کاٹ کر اسرائیلی زخمیوں کو لگائے گئے اور ہم نے خاموشی سے اس کو برداشت کیا۔ ساتھ ہی ساتھ ہماری ثقافت اور ہمارے دین پر بھی ایک مسلسل حملہ جاری ہے۔ ایک سال میں جس قدر کتابیں پمفلٹ۔ مضامین۔ فلمیں مسلمانوں کے خلاف اور ان کے دین اور ثقافت کو تباہ کرنے کے لئے نشر کی جاتی ہیں۔ ان کی تعداد حیران کن ہے۔ زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو تھوڑا ایمان مسلمان میں باقی رہ گیا ہے اس کو بھی ختم کر دیا جائے"

آگے فرماتے ہیں:۔

"جو کچھ اس وقت مسلمان کے ساتھ دنیا میں ہو رہا ہے اس کا وہ پورا سزاوار ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کے حکم اور اجازت سے ہو رہا ہے ...... در اصل ایک ہی مشکل اس وقت اسلامی دنیا کے سامنے ہے۔ وہ مشکل حل ہو جاتے تو تمام

Marfat.com

معاملات درست ہو جائیں۔ وہ مشکل یہ ہے کہ مسلمان اسلام کو قبول نہیں کرتا۔"
نیز اسی ہفت روزہ المنبر کے پرچہ ۷ر مارچ ۱۹۷۲ء میں درج شدہ ایک کربناک دل سے نکلی ہوئی پُرسوز آواز بھی سُن لیجئے۔ لکھا ہے۔ کہ

"ہم نے خدا کے واضح حکم سے اعراض ہی نہیں انحراف کیا۔ ہم نے اپنے آپ کو خدا کے منکروں کی گود میں ڈالا۔ ہمارے مالک و آقا نے عزت و سربلندی کے ضامن جو قانون ہم پر نازل کئے تھے ہم نے انہیں پامال کیا۔ ہم نے خدا کی حجت خود اپنے اُوپر قائم کی اور خدا کا غضب ہم پر اس صورت میں نازل ہوا کہ ہم بے بسی کے کربناک عذاب میں مبتلا ہیں۔ اور جن طاقتوں نے ابھی کل ہمارے جسدِ ملّی کے خون سے ہاتھ رنگین کئے ہم آج اپنے آپ کو انہی کے حوالے کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ تو تھی ہماری بے بسی۔ اور ہماری بدبختی یہ ہے کہ اتنے بڑے عذاب کے غالب آنے کے باوجود ہم ابھی تک اس غلط راستہ سے حق و صداقت کی طرف لَوٹنے پر آمادہ نہیں۔ ہم مغضوب و ضال عارضی قوتوں کی بجائے دائمی اور محبوب و صادق سرپرست کی آقائی کو تسلیم کرنے کا سوچ بھی نہیں رہے۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے شاید ہم سے "رجوع الی الحق" کی قوت ہی سلب کر لی گئی۔ اور سچ ہے ہم نے فرمانروائے حقیقی خالق و مالک ارض و سماء اور اپنے آقا و مولے سے کئے گئے عہد کو اس بے شرمی سے توڑا ہے کہ خدائے غیور کا غضب بھڑک اُٹھا اور ہم اس کی آگ میں بھسم ہو رہے ہیں۔"

پس یاد رکھو! جب تک خدا کے مامور کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کیا جائے گا اس عذاب سے بچنا مشکل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے حصن حصین بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ حضورؑ نے اللہ تعالےٰ سے اطلاع پا کر یہ اعلان فرمایا۔

"خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا۔ وہ کاٹا جائیگا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔" (اشتہار ۲۴ر مئی ۱۸۹۷ء و تذکرہ ۳۰۲)

نیز حضور فرماتے ہیں:۔

"اس وقت صراطِ مستقیم ہماری راہ ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

اے مسلمانو! سنو۔ یہ زمانہ اسلام کے لئے دَور خضروی ہے۔ مسلمانوں کو صحیح رنگ میں مسلمان

Marfat.com

ہونا پڑے گا۔ آسمان پر مسلمانوں کے عروج و اقتدار کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بلند مینار پر پہنچانے کے لئے ذوالقرنین کو بھیج دیا ہے۔ اور اپنے تازہ الہام سے مسلمانوں کی ترقی کی خوشخبری بھی دی ہے۔ فرمایا۔

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔"
(تذکرہ ص۹۹)

یعنی خوشی سے اُچھل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا۔ اور مسلمانوں کے پاؤں بلند تر مینار پر مضبوط پڑ گئے۔

نیز یہ بھی وحی ہوئی ہے
چو دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند
(تذکرہ ص۴۰۰)

دورِ خسروی کی تشریح میں حضور فرماتے ہیں :۔

"یعنی دورِ مسیحی جو خدا کے نزدیک آسمانی بادشاہت کہلاتی ہے ششم ہزار کے آخر میں شروع ہوا۔ جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں نے پیشگوئی کی تھی۔"
(تجلیاتِ الٰہیہ ص۲)

نیز حضور فرماتے ہیں :۔

"اب اسلام میرے ظہور کے بعد اس بلندی کے مینار پر ہے کہ جس کے مقابل پر تمام ملتیں نشیب میں پڑی ہیں کیونکہ زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جو اپنے ساتھ تازہ بتازہ نشان رکھتا ہے۔ وہ مذہب نہیں بلکہ پرانے قصوں کا مجموعہ ہے۔ جس کے ساتھ زندہ نشان نہیں ہیں۔ پس یہ کس قدر خوشی کی بات ہے کہ اب اسلامی وجاہت میرے ظہور سے ایک اعلیٰ درجہ کی ترقی پر ہے۔ اس کا نور دشمن کو نزدیک آنے نہیں دیتا۔ کیا اس میں شک ہے کہ جو اس سے پہلے اسلامی نشانوں کا ذکر کیا جاتا تھا وہ دشمنوں کی نظر میں صرف دعویٰ کے رنگ میں تھا۔ اب وہ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے۔ اور ہر ایک واعظ اپنے ارادوں میں میری طرف سے امداد پا رہا ہے۔ اور میرے نیک ارادوں کو خدا کی مدد ہر دم سہارا دے رہی ہے۔ اب ہم دشمن کو صرف ایک بات میں گرا سکتے ہیں۔ کہ اس کا مذہب مُردہ اور نشانوں سے خالی ہے۔ اور اب ہر ایک

Marfat.com

مسلمان زندہ اور موجود نشان دکھلا سکتا ہے۔ اور پہلے ایسا نہیں تھا خوشی کرو اور اُچھلو کہ یہ اسلام کے اقبال کے دن ہیں" (تریاق القلوب صفحہ ۱۰)

نیز حضور نے فرمایا:-

"اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا۔ نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے۔ اور خدا تعالےٰ اس امت وسطہ کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدّیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا۔ ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سُنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا۔

یہ ذوالقرنین کا تیسرا[۱] سفر شمالی ایشیا کا تھا۔ جس میں اسے ایک ایسی قوم ملی۔ جو یاجوج ماجوج کے حملوں سے تنگ تھی۔ آیت میں موجودہ دور کے ذوالقرنین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی بطور اشارہ پیشگوئی ہے۔ کہ

---

[۱] چونکہ ذوالقرنین اوّل کا دائرہ اقتدار محدود تھا اس لئے اس کے سفر کا دائرہ بھی محدود رہا اس نے تین سفر کئے۔ مغرب، مشرق اور شمالی ایشیاء کے بعض علاقوں کا۔ جنوبی ایشیاء اور افریقہ کے علاقے اس کی دسترس سے باہر تھے۔ امریکہ تو اس وقت نامعلوم دنیا تھی۔ وہاں جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ ذوالقرنین ثانی کا دائرہ اقتدار چونکہ عالمگیر نوعیت کا ہے۔ اس لئے

Marfat.com

"مسیحؑ جو ذوالقرنین ہے ایک تیسری قوم کو پائیں گے جو یاجوج ماجوج کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوگی اور وہ لوگ بہت دیندار ہوں گے اور ان کی طبیعتیں سعادتمند

ؒ یہ منفصلہ عبارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے جو لیکچر لاہور صفحہ پر ہے۔ ۱۲ منہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۹: اس کے منازل سفر کی حدود تمام اقالیم کو حاوی ہیں۔ خصوصاً جنوبی ایشیا تو اس کا مولد و مسکن ہونے کے لحاظ سے مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ افریقہ کی طرف عنان توجہ پھیرنا بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کی بناء پر ایک لازمی امر تھا جس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں:۔

"مجھے افریقہ میں تبلیغ اسلام کی ابتدائی تحریک درحقیقت اس وجہ سے ہوئی کہ میں نے ایک دفعہ حدیث میں پڑھا کہ حبشہ سے ایک شخص اٹھے گا جو عرب پر حملہ کرے گا۔ اور مکہ مکرمہ کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ جب میں نے یہ حدیث پڑھی اسی وقت میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس علاقہ کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ یہ انذاری خبر اللہ تعالٰے کے فضل سے ٹل جائے۔ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہمیں بعض دفعہ منذر رؤیا آتا ہے تو ہم فوراً صدقہ کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی کی موت کی خبر ہمیں ہوتی ہے تو وہ صدقہ کے ذریعہ ٹل جاتی ہے۔ اور صدقہ کے ذریعہ موت کی خبریں ٹل سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر افریقہ کے لوگوں کو مسلمان بنا لیا جائے تو وہ خطرہ جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے۔ نہ ٹل سکے۔ چنانچہ میرے دل میں بڑے زور سے تحریک پیدا ہوئی کہ افریقہ کے لوگوں کو مسلمان بنانا چاہیئے۔ اسی بناء پر افریقہ میں مشن قائم کئے گئے ہیں۔"

(الفضل ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء صفحہ ۵-۴) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ؒ اس کی تصدیقی شہادت کے لئے جنرل نمیری کا اعلان پڑھیئے۔ جو روزنامہ امروز ۷ جنوری ۱۹۷۰ء کے صفحہ اول پر شائع ہوا کہ "امریکہ اور اسرائیل جنوبی سوڈان کو دوسرا بیافرا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میرے پاس اس بات کا دستاویزی ثبوت موجود ہے۔"

پھر آجکل کے حالات نے اس بیان کی اچھی طرح تصدیق کر دی۔ ۱۲

Marfat.com

ہوں گی اور وہ ذوالقرنین سے جو مسیح موعود ہے مدد طلب کریں گے تا یاجوج ماجوج کے حملوں سے بچ جائیں اور وہ ان کے لئے سدِ روشن بنا دے گا۔ یعنی ایسے پختہ دلائل اسلام کی تائید میں ان کو تعلیم دیگا۔ یاجوج ماجوج کے حملوں کو قطعی طور پر روک دے گا۔ اور ان کے آنسو پونچھے گا۔ اور ہر ایک طور سے ان کی مدد کرے گا۔ اور ان کے ساتھ ہوگا۔ یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو مجھے قبول کرتے ہیں۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے اور اس میں صریح طور پر میرے ظہور اور میرے وقت اور میری جماعت کی خبر دی گئی ہے۔ پس مبارک وہ جو ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھے"

قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا۔ اس میں ان بستیوں کی طرف اشارہ ہے جن کا میلان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف تو ہو گا مگر ابتداءً حضور کی باتوں کو نہیں سمجھ سکیں گے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

بقیہ حاشیہ فٹ ۲۰: چنانچہ حضور نے پہلا مشن قائم کرنے کے لئے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؔ کا انتخاب فرمایا۔ اور ممدوح ۲۸ فروری ۱۹۲۱ء کو جب گولڈ کوسٹ (غانا) پہنچے اسی رات چیف مہدی نے جو ایک خدا پرست بزرگ تھے۔ خواب میں دیکھا کہ میرے کمرے میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ (الفضل ۱۹ مئی ۱۹۲۱ء)

اور پھر جب نیرؔ صاحب لیگوس پہنچے تو وہاں کے ایک فرقہ اہل قرآن کے اکابر نے آپ سے ملاقات کے دوران بتایا کہ بارہ برس ہوتے ہمارے سابق امام جماعت نے وفات سے پہلے یہ خوشخبری دی تھی کہ ایک سفید رنگ کا آدمی (white man) آئے گا جو مسیح موعود کی خبر لائیگا اور اہل قرآن کی تصدیق کرے گا یہ پیشگوئی آپ کے وجود سے پوری ہوئی۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس طرح بعض علاقوں میں ایک ہی دن میں ہزاروں لوگ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ احمدیت جلد ۵ باب ۳ فصل دوم۔ حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ضروری پیغام جو نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے ۹/۱۰ میں شائع ہوا۔ اس میں حضور نے افریقہ اور امریکہ کے مشنوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا "افریقہ اور امریکہ کی حبشی اقوام کی طرف بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے یہ پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں حبشی قومیں اسلام کی طرف رجوع کرینگی اور خانہ کعبہ کو پھر تعمیر کریں گی۔ امریکہ کے حبشی باشندے بھی مذہب کے لئے بالکل تیار ہیں اسلئے اسلام کی ترقی اس زمانہ میں افریقہ اور امریکہ کے حبشیوں سے وابستہ معلوم ہوتی ہے۔"

Marfat.com

"مسیح موعود ...... ایک قوم کو پائیگا جو اس کی بات کو مشکل سے سمجھیں گے یعنی غلط خیالات میں مبتلا ہوں گے۔ اور بباعث غلط عقائد مشکل سے اس ہدایت کو سمجھیں گے جو وہ پیش کریگا لیکن آخر کار سمجھ لیں گے اور ہدایت پالیں گے۔ یہ تیسری قوم ہے جو مسیح موعود کی ہدایت سے فیض یاب ہوں گے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صلاف)

نیز حضور ضمیمہ براہین احمدیہ صلا۱۴۶ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے .... اس جماعت کی بڑی عمر ہوگی اور شیطان ان پر غالب نہیں آئے گا اور شیطانی گروہ ان پر غلبہ نہیں کرے گا۔ اُن کی حجت تلوار سے زیادہ تیز اور نیزہ سے زیادہ اندر گھسنے والی ہوگی۔ اور وہ قیامت تک ہر ایک مذہب پر غالب آتے رہیں گے۔"

فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا۔

اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو بذریعہ الہام خبر دی تھی کہ آخر زمانہ میں پھر یہ قومیں جنوب مشرق کی طرف بڑھیں گی اور یہ دیوار بیکار ہو جائے گی۔ ہمارے زمانہ میں یہ وعدہ پورا ہو چکا ہے ذوالقرنین کی دیوار سیاحوں نے گری ہوئی مشاہدہ کی ہے۔

قرآن و احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج کا خروج ایک ہزار سال بعد زمانہ نبوی کے مقدر تھا۔ سورۃ سبا میں کفار کے عذاب کے لئے میعاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ۔ (السباء آیت نمبر۳۰)

(اے پیغمبر) ان منکروں اور عذاب مانگنے والوں کو کہدے کہ تمہارے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکو گے۔

اور سورۃ حج میں فرمایا۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ (الحج آیت ۴۸)

یعنی (اے پیغمبر) تجھ سے جلدی عذاب مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے وعدہ سے تخلف نہیں کریگا اور یقیناً تیرے رب کے نزدیک ایک دن ہزار سال کے برابر ہے جنہیں تم شمار کرتے ہو۔

Marfat.com

عارف یوحنا اپنا کشف یوں بیان فرماتے ہیں:-

"پھر میں نے ایک فرشتہ کو آسمان سے اُترتے دیکھا جس کے ہاتھ میں اتھاہ گڑھے کی کنجی اور ایک بڑی زنجیر تھی۔ اس نے اس اژدہا یعنی پرانے سانپ کو جو ابلیس ہے پکڑ کر ہزار برس کے لئے باندھا اور اُسے اتھاہ گڑھے میں ڈال کر بند کر دیا اور اس پر مُہر کر دی تاکہ وہ ہزار برس کے پورے ہونے تک قوموں کو گمراہ نہ کرے۔ اس کے بعد ضرور ہے کہ تھوڑے عرصہ کے لئے کھولا جائے۔"

(مکاشفہ یوحنا ۲۰ / ۱ تا ۳)

پھر فرمایا "جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا اور ان قوموں کو جو زمین کی چاروں طرف ہوں گی یعنی یاجوج ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔ ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا۔ اور وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گی اور قوموں کی لشکرگاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیں گی۔"

(مکاشفہ یوحنا ۲۰ / ۷ تا ۱۰)

اسلامی روایات میں حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مکاشفہ بھی بڑا دلچسپ ہے۔ انہوں نے اپنے مکاشفہ میں دجّال کو مغربی جزیرہ کے گرجا میں زنجیروں سے جکڑا ہوا دیکھا۔ اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا کہ میں مسیح دجّال ہوں اور عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دی جائیگی اور میں سوائے مکّہ اور مدینہ کے دنیا کی تمام آبادیوں میں پھروں گا۔ اور اس کے ساتھ جساسہ بھی دیکھی جو دجّال کو خبریں پہنچانے پر مقرر تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری کے اس مکاشفہ کی تصدیق[1] فرمائی اور صحابہؓ کو بھی اس سے آگاہ کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الفتن باب فی الجساسۃ)

---

[1] حضرت تمیم داری کے مکاشفہ کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بذات خود تصدیق فرمائی بلکہ جلبہ کر کے صحابہ کو بھی اس سے آگاہ فرمایا۔ مگر آج کے مسلمان کی یہ حالت ہے کہ روایات نبوی اور احادیث سے بغض اور کشف والہام کا سرے سے ہی انکار اس کا شیوہ ہے۔ اس کے علاوہ مغربیت زدہ اذہان بھی جو پرستاران صلیب کے پراپیگنڈے سے متاثر ہیں قصۂ تمیم داری پر معترض بن کر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ بھلا دجّال کا گرجا سے کیا تعلق؟ ہمیں روایات احاد کی بجائے قرآن سے کوئی ثبوت چاہیئے

Marfat.com

اس مکاشفہ کی تعبیر ہمارے زمانہ میں اچھی طرح ظاہر ہوگئی - یہ دجّال پادریوں اور دہریہ فلاسفروں کا گروہ ہے - جو سمندر پار کے جزیرہ روم (اٹلی) کے گرجا سے نکلا اور ایشیا میں آگھسا

بقیہ حاشیہ ص۲۰۳ :- سوچیئے - قرآن مجید کے آسمانی مائدہ سے آپ کے سامنے یہ تحفہ بھی پیش ہے - لذت اٹھایئے بشرطیکہ حسِ استلذاذ ماؤف نہ ہوچکی ہو - قرآن مجید کی آخری سورۃ الناس میں دجال کا ذکر خناس کے نام سے آیا ہے - جو انتہائی پراپیگنڈا کے فن میں مہارت رکھنے کی وجہ سے دلوں میں وسوسہ اندازی اور شر پھیلانے میں خاص ملکہ رکھتا ہوگا - یہاں تو اسے وحدت نوعی کی بناء پر صیغۂ واحد سے ذکر کیا - مگر چونکہ اس کے مظاہر شخصیت کے لحاظ سے بے شمار افراد ہوں گے اس لیے سورۃ تکویر میں اسے الخنس کے نام سے بصیغہ جمع ذکر کرکے فرمایا - فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ - میں شہادت کے طور پر خناس کے ان افراد کو پیش کرتا ہوں جبکہ وہ ایک وقت شر پھیلانے اور وسوسہ اندازی کے لئے دنیا میں نکل کھڑے ہوں گے اس ابلیسی گروہ کی دوسری علامت یہ ہوگی - اَلْجَوَارِ - یعنی بڑے بڑے بحری جہازوں میں سوار ہوکر اطراف عالم میں شیطانی تہذیب کو فروغ دینے اور دنیا کو لوٹنے اور اسلام کے خلاف زہر پھیلانے کے لئے چکر لگائے گا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کشف میں دجال کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا (صحیح مسلم) جس میں اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ ایک وقت دجال اسلامی اثر و نفوذ کو کچلنے کی خاطر دنیا کا چکر لگائیگا مگر ساتھ ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو بھی خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول دیکھا جس سے اس طرف اشارہ ہے - کہ دجالی فتنہ کے قلع قمع کرنے اور اعلاء کلمۃ اللہ اور لوائے اسلام کو بلند کرنے کی خاطر مسیح موعودؑ کے حواریین بھی بحری جہازوں میں سوار ہوکر دنیا کا چکر لگائینگے اور دجالی فتنوں کا مقابلہ کریں گے۔

اَلْجَوَارِ کی وصفی صفت کی تفصیل سورۂ رحمان میں یوں بیان کی گئی ہے کہ وہ نئی ایجادات کے بڑے بڑے بحری جہاز ہوں گے - وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ - اس گروہ کی تیسری علامت یہ ہوگی - اَلْكُنَّسِ کہ وہ ذوات الکنائس ہوں گے یعنی صلیبی علمبردار گرجاؤں والے - پس اے مسلمانو! جب تم ان مجموعی تین علامتوں پر مشتمل وجودوں کو دیکھو تو فوراً پہچان لینا کہ یہی دجال ہے - اس میں کسی قسم کا شک نہ کرنا - اَلْكُنَّسِ کنیسۃ کا اسم منسوب ہے یعنی کنیسہ والا - عربی میں اسم منسوب عام طور پر یائے نسبتی لگانے سے بنتا ہے -

Marfat.com

زمانۂ نبویؐ میں یہ بند پڑا ہوا تھا اور جہالت کی تاریکی اور گمنامی میں تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اسلام کی ترقی اس کے نکلنے میں روک بن گئی۔ جبکہ اسلام میں ایک نہایت مضبوط نظامِ خلافت قائم ہو گیا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد بڑے بڑے فتنوں کے اُٹھنے کی خبر دیتے ہوئے یہ اطلاع بھی دی کہ ایک وقت مسلمانوں کی ناشکری کی وجہ سے خلافت کا نظام اُٹھ جائے گا۔ اور پھر دورِ ملوکیت شروع ہو جائے گا۔ اس دورِ ملوکیت کے زمانہ میں یاجوج ماجوج کی ان دجالی اقوام کو نکلنے کی بھی اجازت مل جائے گی اور دیوارِ ذوالقرنین کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا۔ (بخاری کتاب الفتن باب یاجوج وماجوج)

بقیہ حاشیہ صلا۲۰۴ :۔ جیسے عرب سے عربی۔ مدینۃ سے مدنی ہوگا کبھی اسم جامد کو فاعل کے وزن پر لانے سے بھی اسم منسوب بنا لیا جاتا ہے۔ جیسے لبن سے لابن۔ حطب سے حاطب۔ جمل سے جامل اس لحاظ سے کنیسۃ کا اسم منسوب کانس اور اس کی جمع کنّس ہے۔

(ازالۂ شبہ) اگر کوئی کہے کہ آج تک تو مفسرین اس آیت یعنی فلا اقسم بالخنّس الجوار الکُنّس کی تفسیر میں یہی کہتے آئے ہیں کہ ان سے مراد وہ ستارے ہیں جن کی حرکت فلکی عجیب طرح کی ہے کہ وہ آگے بڑھتے بڑھتے اچانک پیچھے کی طرف ہٹ جاتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ میرا مضمون اسکے خلاف نہیں۔ قرآن حکیم صرف ظواہر پرستوں کے لئے نہیں بلکہ اس کے ہر ظاہر کے اندر باطن کے اسرار مضمر ہوتے ہیں۔ سلف صالحین نے جو ان ستاروں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ان کا تمثیلی زبان میں باطن کی طرف اشارہ ہے۔ عالم باطن میں ارباب کشوف کو یہ دجالی گروہ ستاروں کی شکل میں آسمان پر چمکتا ہوا دکھایا گیا۔ چنانچہ صحیفہ یسعیاہ میں اس دجالی گروہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا۔

"اے صبح کے روشن ستارے! تو کیونکر آسمان سے گر پڑا۔ تو تو اپنے دل میں کہتا تھا میں آسمان پر چڑھ جاؤں گا۔ میں اپنے تخت کو ستاروں سے اونچا کرونگا۔ میں بادلوں سے بھی اوپر چڑھ جاؤں گا۔ میں خدا کی مانند ہونگا۔ لیکن تو پاتال میں گڑھے کی تہہ میں اُتارا جائے گا۔" (یسعیاہ ۱۲ تا ۱۶/۱۲)

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

Marfat.com

یعنی عربوں کی خرابی ہے اس شر سے جو قریب آگیا ہے۔ آج کے دن دیوار یاجوج ماجوج میں اس انگلی کے حلقہ کے برابر ایک سوراخ پیدا ہو گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یاجوج ماجوج ذوالقرنین کی دیوار کو روز کھودتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ایک دن نقب لگا کر اس میں سے نکل پڑیں گے۔ (ترمذی ابواب تفسیر القرآن زیر سورۂ کہف)

اس کشفی پیشگوئی کی تعبیر واقعات کے مطابق پوری ہو گئی۔ یورپین عیسائی اقوام آخر اسلامی حکومتوں کی دیواروں میں شگاف پیدا کر کے اسلامی ملکوں میں گھس آئیں۔ اور جب اسلامی حکومتیں کمزور ہو گئیں اور مسلمان اسلام سے دُور ہو گئے اور وہ دیوار جو یاجوج ماجوج کو روکے ہوئے تھی۔ اس میں شگاف پڑ گیا۔ یعنی مسلمانوں میں اختلاف اور انتشار پیدا ہو گیا۔ تب اپنے مقدر وقت پر یاجوج ماجوج یعنی یورپین اقوام کو نکلنے کا موقع مل گیا۔ وہ کس طرح؟ سو سنیئے:-

"مشرق[1] اور یورپ کی تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ پندرھویں صدی کے اواخر میں پرتگال اور یورپین ممالک میں احیاء علوم کی تحریک شروع ہوئی۔ اور ان میں صنعتی انقلاب آیا جس کے نتیجہ میں انہوں نے ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی جدوجہد شروع کی۔ اور مشرقی ممالک سے بھی وسیع پیمانہ پر تجارتی کمپنیوں کے ذریعہ کاروبار کرنے لگے۔ جس وقت مسیحی دنیا میں انقلاب آرہا تھا اس وقت یورپ افریقہ اور ایشیا میں تجارت عربوں کے ہاتھ میں تھی جو بحیرۂ روم اور بحر ہند کے ذریعہ سے کر رہے تھے۔ انہیں علم بحر و افلاک پر بھی عبور تھا اور ان کے جہاز ان دو براعظموں کی خشکی

---

[1] یہ عبارت محترم محمد اسد اللہ صاحب قریشی کی ہے جو ان کی تصنیف "مسیح دجال اور یاجوج ماجوج کا ظہور" نامی کتاب کا اقتباس تھوڑے سے تغیر الفاظ کے ساتھ ہے۔ ۱۲ منہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۵:- اب سنو! اس زمینی سیارے کو آسمانِ عروج سے گرانے والا اور پاتال میں گڑھے کی تہ میں اتارنے والا وجود کون ہوگا۔ اس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے یہ خبر دے دی ہے کہ وہ قاتلِ دجال۔ کاسر صلیب مسیح موعود ہوگا۔ اس کی بعثت پر دجالی ظلمت کی اندھیری رات کا دَور ختم ہو کر ترقی اسلام کی صبح اس کے دم سے نمودار ہوگی۔ چنانچہ سورۂ تکویر کی اگلی آیت میں خنّس کے ذکر کے بعد اس کی بشارت یوں دی گئی۔ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ فتدبّر ولا تكن من الغافلين۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

اور بحری راستوں سے تجارت کرتے تھے۔ عربوں کے جہاز بحیرہ روم۔ اوقیانوس بحیرۂ قلزم۔ بحیرہ عرب۔ بحیرۂ ہند اور بحر الکاہل میں چکر لگاتے اور تجارت کرتے تھے۔ ہندوستان کا مال تجارت اسلامی ملکوں سے گزر کر یورپ جایا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں یورپ میں مشرقی ملکوں کی سب سے بڑی منڈی وینس اور جنیوا تھی۔ پندرھویں صدی عیسوی میں پرتگال والوں نے اس منڈی پر حریصانہ نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔ اور اس پر قبضہ جمانا چاہا کہ مشرقی ملکوں کی تجارت دولت ہاتھ آسکے۔ وینس اور جنیوا کے لوگ مشرقی ملکوں کا سامان تجارت یورپ میں جاکر فروخت کرتے تھے۔ جس سے وہ بڑے مالدار بن گئے۔

ادھر پندرھویں صدی عیسوی میں عثمانی ترکوں نے یورپ میں فتوحات حاصل کیں یہاں تک کہ سمندری راستہ سے حملہ کرکے عیسائیوں کے قدیم مرکز قسطنطنیہ کو فتح کرلیا جو تیرہ سو سال سے متعدد کوششوں کے باوجود فتح نہیں ہوسکا تھا سلطان محمد فاتح (۱۴۵۱ء تا ۱۴۸۱ء) بحری بیڑہ لے کر قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا رومیوں نے دیوانہ وار مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ آخر قیصر مارا گیا۔ اور قسطنطنیہ فتح ہوگیا۔ جس کے فاتح کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی۔ اس طرح مشرقی بحیرہ روم بھی ترکوں کے قبضے میں آگیا۔ اور مغربی یورپ کے لئے تجارت کی آزادی باقی نہ رہی۔ اب یورپ کو ترکوں سے اجازت لے کر سامان لے جانا پڑتا تھا۔ اس لئے تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے یورپین ممالک میں مقابلہ کی دوڑ شروع ہوگئی اور انہیں بحری وسائل میں ترقی کرنے اور ایک دوسرے سے بڑھنے اور سمندری راستے تلاش کرنے کا شوق دامنگیر ہوگیا۔ انہوں نے خشکی کے راستوں کے علاوہ مشرقی ممالک میں نفوذ حاصل کرنے کے لئے بحری[ل] راستے تلاش کرنے شروع کئے۔ ہندوستان میں نفوذ حاصل کرنے کے لئے کولمبس۔ مارتھولمبوڈیز۔ واسکوڈے گاما اور میگلان پہلے

ل احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی بھی تھی کہ نصاریٰ دریا کی راہ سے آئیں گے۔ دیکھئے اقتراب الساعۃ فی آثار القیامۃ از نور حسن خان ص۳۵ ۔ ۱۲

Marfat.com

عیسائی تھے جنہوں نے اس کی تلاش میں جانکاہی سے بحری سفر کئے اور بالآخر افریقہ کے ساحل کے گرد پانچ ہزار میل کا چکر کاٹنے کے بعد ایک عرب ملاح کی مدد سے ہندوستان میں بحری راستہ سے پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ ہندوستان میں وسیع پیمانہ پر تجارت شروع کی اور اتنے مالدار بن گئے کہ یہاں کی مسلم حکومت میں دخل اندازی شروع کردی اور رفتہ رفتہ تختِ حکومت پر قبضہ کرلیا۔

افریقہ کے گرد پانچ ہزار میل کا لمبا بحری سفر کرکے آنا پڑتا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس سے کوئی چھوٹا راستہ بنانے کی جدوجہد شروع کی۔ اسی منصوبہ کے تحت مصر سے نہر سویز کھودی گئی جس سے پانچ ہزار میل کے بحری سفر کا لمبا فاصلہ کم ہوگیا۔ اسی راستہ سے برطانیہ۔ امریکہ۔ فرانس اور دوسری بڑی بڑی یورپین طاقتوں کے مال بردار جہاز تیل و پٹرول بردار جہاز (ٹینکرز) گزرتے ہیں اور یہ شاہراہ عالمی اہمیت کی حامل بن چکی ہے۔ قرآن مجید کی سورۂ رحمان میں رب المشرق والمغرب کے بلیغ الفاظ میں مشرقی اور مغربی اقوام کو اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمتیں یاد دلاتے ہوئے اشارہ کیا تھا کہ آخری زمانہ میں مشرق و مغرب کے تعلقات وسیع ہوجائیں گے اور وہ زبردست طاقتیں زمین پر غلبہ حاصل کریں گی جن کی کشمکش سے مغرب و مشرق متاثر ہوں گے۔ فرمایا۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ۔ ان آیات میں نہر سویز اور نہر پانامہ کی پیشگوئی تھی۔ جو دنیا بھر میں دو بڑی نہریں شمار ہوتی ہیں۔ نہر سویز مصر میں اور نہر پانامہ امریکہ میں ہے۔ ان دونوں نہروں سے بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کو ایک طرف سے ملا دیا۔ اور دوسری طرف بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل کو ملا دیا ہے۔ یورپین ممالک صنعتی ممالک ہیں۔ اور غلہ اور اشیاء ضروریات ۹۵ فی صد بیرونی ممالک سے منگوانی پڑتی ہیں۔ صنعت و حرفت۔ جہازوں۔ موٹروں۔ ریلوں اور مشینوں کا دارومدار پٹرول اور مٹی کے تیل پر ہے۔ جن کا منبع ایران۔ عراق۔ مصر۔ کویت اور دیگر عربی ممالک ہیں جن میں اللہ تعالےٰ نے پٹرول اور تیل کے دریا بہا کر مالا مال کردیا ہے۔ اور یورپین تیل کمپنیاں اور پٹرول کمپنیاں ان ممالک سے ٹینکرز یعنی تیل بردار جہازوں الکاہل پر دال

Marfat.com

جہازوں کے ذریعہ لاکھوں ٹن ماہوار تیل لے کر نہر سویز سے گزرتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے لئے نہر سویز بند ہو جانے کی وجہ سے یورپین ممالک کو جو نقصان ہوا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یورپین ممالک کے لئے نہر سویز کی ضرورت و اہمیت کیا ہے۔ نیز یہ کہ کس شاندار طریق سے قرآن و حدیث کی پیشگوئیاں پوری ہو گئیں جن میں آج سے چودہ سو سال پہلے سمندروں کو ملانے۔ نہروں کو نکالنے اور پہاڑوں کی مانند جہاز چلانے کی خبریں دی گئی تھیں۔ اور ثقلان کے لفظ سے امریکی اور روسی طاقتوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اگر انہوں نے میری نعمتوں کی ناشکری کی تو تباہ کر دیئے جائیں گے۔"

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ان آخری دنوں میں جو یاجوج ماجوج کا زمانہ ہو گا دنیا کے لوگ مذہبی جھگڑوں اور لڑائیوں میں مشغول ہو جائیں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر مذہبی رنگ میں ایسے حملے کرے گی۔ جیسے ایک موج دریا دوسری موج پر پڑتی ہے اور دوسری لڑائیاں بھی ہوں گی۔ اور اس طرح پر دنیا میں بڑا تفرقہ پھیل جائیگا اور بڑی پھوٹ اور بغض اور کینہ لوگوں میں پیدا ہو جائے گا اور جب یہ باتیں کمال کو پہنچ جائیں گی تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا۔ یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اس کی قرنا ہے ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائیگا جو اس آواز کے سننے سے سعادت مند لوگ ایک ہی مذہب پر اکٹھے ہو جائینگے۔ اور تفرقہ دور ہو جائے گا اور مختلف قومیں دنیا کی ایک ہی قوم بن جائیں گی۔۔۔۔ اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں یعنی قرنا۔ جن کے دلوں میں وہ اپنی آواز پھونکتا ہے۔ یہی محاورہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے کہ خدا کے نبیوں کو خدا کی قرنا قرار دیا گیا ہے یعنی جس طرح قرنا بجانے والا قرنا میں اپنی آواز پھونکتا ہے اسی طرح خدا ان کے دلوں میں آواز پھونکتا ہے اور یاجوج ماجوج کے قرینہ سے قطعی طور سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ قرنا مسیح موعود ہے۔۔۔۔۔۔ اور احادیث صحیحہ صاف اور صریح لفظوں

Marfat.com

میں بتلا رہی ہیں کہ یاجوج ماجوج کا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب قوم یاجوج ماجوج اپنی قوت اور طاقت کے ساتھ تمام قوموں پر غالب آجائیگی اور ان کے ساتھ کسی کو تاب مقابلہ نہیں ہوگی۔ تب مسیح موعود کو حکم ہوگا کہ اپنی جماعت کو کوہ طور کی پناہ میں لے آوے یعنی آسمانی نشانوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے اور خدا کے زبردست اور ہیبت ناک عجائبات سے مدد لے۔ ان نشانوں کی مانند جو بنی اسرائیل کی سرکش قوم کے ڈرانے کے لئے کوہ طور میں دکھلائے گئے تھے...... اس طرح مسیح موعود کے زمانہ میں بھی ہوگا۔" (چشمہ معرفت ص۸۱ تا ۸۲)

"وہ دن بڑے سخت ہوں گے اور خدا ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کرے گا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۶)

سورۂ انبیاء میں یاجوج ماجوج کے خروج اور غلبہ کا ذکر یوں ہے:۔

حَتّٰىٓ اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔ (الانبیاء ع ۷)

یعنی جب یاجوج ماجوج کی روک دور ہوجائے گی اور وہ سمندر کی لہروں اور پہاڑوں پر سے تیزی سے سفر کرتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے اس کے بعد ان کی تباہی کے متعلق ہمارا وعدہ پورا ہوگا اور عذاب آئے گا تب وہ حیران ہو کر کہیں گے کہ ہمیں تو اس عذاب کا خیال تک نہ تھا ہم تو دنیا پر ظلم کرتے رہے اب ہماری تباہی میں تو کوئی شک نہیں۔

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ۔ حدب کے معنی سمندر کے بھی ہیں۔ اور پہاڑ کی چوٹی کے بھی۔ اور اس میں لٹکنے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے اور جاری پانی پر سوار ہونے کا بھی۔ اور حدب مشکل امور کو بھی کہتے ہیں۔ ان معانی کی رُو سے مفہوم یہ ہوگا۔ کہ یاجوج ماجوج سمندر اور پہاڑوں سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ معلق ہو کر بھی دوڑیں گے پانی پر سوار ہو کر بھی۔ یعنی ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کے ذریعہ بھی پھیلیں گے۔ اور مشکل امور کو حل کریں گے یعنی تمام مشکلات پر قابو پالیں گے۔

Marfat.com

احدب تلوار کو بھی کہتے ہیں یعنی ہر طاقت پر غالب ہوں گے حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ (صحیح مسلم) یعنی ان سے مقابلہ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں ہوگی۔

یَنْسِلُوْنَ ۔ نسل سے ہے جس کے معنی تیز دوڑنے کے ہیں۔ اشارہ ہے کہ ایسے آلات اور ایسی سواریاں ایجاد کریں گے جن کے ذریعہ تیز دوڑنے اور منزلِ مقصود پر جلد پہنچنے کا کام لیا جائے گا۔ موٹریں۔ ریل۔ ہوائی جہاز وغیرہ تیز رفتار سواریوں کی ایجاد اس پر بیّن شاہد ہے۔

مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۔ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یاجوج ماجوج آسمانی سیّاروں تک بھی دَوڑ لگائیں گے۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں کہ وہ ہر بلندی سے دوڑیں گے۔ زمین کے اوپر کی بلندی میں آسمانوں اور آسمانی سیّاروں تک پہنچنے کا مفہوم شامل ہے سورۃ رحمان میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یاجوج ماجوج زمین و آسمان کے کناروں تک نفوذ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے مگر جس مقصد کے لئے کوشش کریں گے اس میں ناکام رہیں گے۔ فرمایا۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ ۔ (آیت ۳۴)

اے جنّ و انس کے گروہو! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں میں سے نفوذ حاصل کر لو تو کر کے دکھاؤ۔ تم نفوذ بغیر سُلطان کے نہیں کر سکو گے۔

موجودہ دَور میں دنیا بھر کے جنّ و انس کے گروہوں کی جو دو بڑی نمائندہ طاقتیں امریکہ اور روس ہیں اشارۃً انہیں خطاب ہے کہ تم جو راکٹوں کی تیاری کر کے جس مقصد کے لئے بلند فضاؤں۔ آسمانی سیّاروں تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہو اس میں تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ کیونکہ کامیابی بغیر سلطان کے نہیں ہو سکتی اس سے تم محروم ہو۔ ہاں سلطنت سلطان کے وارث آسمانی بادشاہ انبیاء و اولیاء ہوتے ہیں۔ اس وقت آسمانی بادشاہ کے تخت کا وارث موعود اقوامِ عالم ذوالقرنین ثانی امام الزمان ہے اس کے متعلق یہ الٰہی فیصلہ

Marfat.com

صادر ہو چکا ہے۔

حُکْمُ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِیْفَۃِ اللّٰہِ السُّلْطَانِ یُؤْتیٰ لَہٗ الْمُلْکُ الْعَظِیْمُ وَیُفْتَحُ عَلٰی یَدِہٖ الْخَزَآئِنُ وَتُشْرِقُ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّہَا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ وَفِیْ اَعْیُنِکُمْ عَجِیْبٌ

(ترجمہ) وہ خدا جو رحمان ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے مندرجہ ذیل حکم صادر کرتا ہے کہ اس کو ایک ملک عظیم دیا جائے گا۔ اور خزائن علوم و معارف اس کے ہاتھ پر کھولے جائیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ تذکرہ صفحہ ۱۸۶ء ۱۸۸۶

یاجوج ماجوج کے زمین و آسمان کے کناروں تک نفوذ کرنے کے متعلق احادیث نبویہ میں بھی خبر دی گئی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ یاجوج ماجوج جب زمین والوں پر فتح پا چکیں گے۔

فَیَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِی الْاَرْضِ ھَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِی السَّمَآءِ فَیَرُدُّ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ نُشَّابَہُمْ مَخْضُوْبَۃً دَمًا (صحیح مسلم باب ذکر الدجال)

تو کہیں گے کہ ہم زمین والوں کو تو فتح کر چکے آؤ اب ہم آسمان والوں کو بھی فتح کریں۔ چنانچہ اس غرض سے وہ نُشّاب یعنی راکٹ آسمان کی طرف پھینکیں گے مگر اللہ تعالےٰ انہیں خون کی طرح سرخ کر کے واپس لوٹائے گا۔

چنانچہ امریکہ اور روس نے جو راکٹ خلا میں چاند پر پہنچنے کے لئے پھینکے واپسی پر اترتے ہوئے ان کی شکل خون کی طرح سرخ مشاہدہ کی گئی اور اوپر جاتے ہوئے بھی راکٹ تیز حرارت کی وجہ سے انتہائی سرخ نظر آتے ہیں۔

وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ میں ایک لطیف پیرایہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آخر ایک وقت جبکہ یہ قومیں ظاہری بلندیوں کی پرواز کے بعد اپنے مقاصد میں ناکامی دیکھیں گی تو ان کی روحانی آنکھیں کھل جائیں گی تب علم اسلام کے نیچے پناہ لیکر امن عالم کے نظام میں ممد اور معاون بنیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"حدب کے معنی ہیں بلندی۔ نسل کے معنی ہیں دوڑنا۔ یعنی ہر بلندی پر سے دوڑ جائیں گے۔ کُلّ عمومیت کے معنی رکھتا ہے۔ یعنی ہر قسم کی بلندی کو کُود جائیں گے۔ بلندی پر چڑھنا نون اور جرأت کو چاہتا ہے۔ نہایت بڑی

Marfat.com

بھاری اور آخری بلندی مذہب کی بلندی ہوتی ہے۔ ساری زنجیروں کو انسان توڑ سکتا ہے مگر رسم اور مذہب کی ایک ایسی زنجیر ہوتی ہے کہ اس کو کوئی ہمت والا ہی توڑ سکتا ہے۔ سو ہمیں اس ربط سے ایک بدیہی بشارت معلوم ہوتی ہے کہ وہ آخر کار اس مذہب اور رسم کی بلندی کو اپنی آزادی اور جرأت سے پھلانگ جاویں گے اور آخر کار اسلام میں داخل ہوتے جاوینگے۔"

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴)

سورہ یٰسں میں بھی ان کے اس ذہنی انقلاب کی طرف بایں الفاظ اشارہ ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ (آیت ۵۲)

اور صور پھونکا جائے گا۔ تب وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل کھڑے ہوں گے

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔

یاجوج ماجوج اپنے اقتدار کے گھمنڈ میں سرشار ہو کر اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آسمانی سیاروں تک دوڑ لگانے میں مصروف ہوں گے کہ ان کی تباہی کے متعلق الٰہی وعدہ کا وقت آپہنچے گا۔ تب ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ اپنے ظالم ہونے کا اعتراف کریں گے۔

بائبل میں بھی ان قوموں کی مفسدہ پردازیوں اور آسمانی سیاروں پر تخت بچھانے کی کارستانیوں اور آخر میں تباہ ہو جانے کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

حزقیل نبی کی پیشگوئی

"خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد! یاجوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روس اور مسک اور توبل کا فرمانروا ہے متوجہ ہو اور اس کے خلاف نبوت کر اور کہہ کہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھ اے جوج! روس اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں۔ اور میں تجھے پھرا دوں گا۔ اور تیرے جبڑوں میں آنکڑے ڈال کر تجھے اور تیرے تمام لشکر کو اور گھوڑوں

Marfat.com

اور سواروں کو جو سب کے سب مسلح لشکر ہیں اور جو برچھیاں اور سپریں لئے ہیں اور سب کے سب تیغ زن ہیں کھینچ نکالوں گا۔" (حزقیل ۳۸ / ۱ تا ۴)

یسعیاہ نبی کی پیشگوئی

"اے میرے لوگو! اپنے خلوت خانوں میں داخل ہو اور اپنے پیچھے دروازے بند کر لو۔ اور اپنے آپ کو تھوڑی دیر تک چھپا رکھو۔ جب تک غضب ٹل نہ جائے کیونکہ دیکھو خداوند اپنے مقام سے چلا آتا ہے تاکہ زمین کے باشندوں کو اُن کی بدکرداری کی سزا دے۔ اور زمین اس خون کو ظاہر کرے گی جو اس میں ہے۔ اور اپنے مقتولوں کو ہرگز نہ چھپائے گی۔ اس وقت خداوند اپنی سخت اور بڑی مضبوط تلوار سے اژدہا یعنی تیز رو سانپ اور اژدہا یعنی پیچیدہ سانپ کو سزا دے گا۔ اور دریائی اژدہا کو قتل کرے گا۔ اس وقت تم خوشنما تاکستان کا گیت گانا۔ میں خداوند اس کی حفاظت کرتا ہوں۔" (یسعیاہ ۲۶ / ۳۰-۳۱ و ۲۷ / ۱-۲-۳)

"اے صبح کے روشن ستارے تو کیونکر آسمان سے گر پڑا۔ اے قوموں کو پست کرنے والے۔ تو کیونکر زمین پر پٹکا گیا۔ تُو تو اپنے دل میں کہتا تھا میں آسمان پر چڑھ جاؤں گا۔ میں اپنے تخت کو ستاروں سے اونچا کروں گا۔ اور میں شمالی اطراف میں جماعت کے پہاڑ پر بیٹھونگا میں بادلوں سے بھی اُوپر چڑھ جاؤں گا۔ میں خدا تعالےٰ کی مانند ہوں گا۔ لیکن تُو پاتال میں گڑھے کی تہہ میں اُتارا جائے گا۔ اور جن کی نظر تجھ پر پڑے گی تجھے غور سے دیکھ کر کہیں گے کیا یہ وہی شخص ہے جس نے زمین کو لرزایا۔ اور مملکتوں کو ہلا دیا۔ جس نے جہان کو ویران کیا۔ اور اس کی بستیاں اجاڑ دیں۔ جس نے اپنے اسیروں کو آزاد کیا کہ گھر کی طرف جائیں۔"

(یسعیاہ ۱۴ / ۱۲ تا ۱۸)

دانیال نبی کی پیشگوئی

"میرے دیکھتے ہوئے تخت لگائے گئے اور قدیم الایام بیٹھ گیا۔ اس کا لباس برف سا سفید تھا اور اس کے سر کے بال خالص اُون کی مانند تھے اس کا تخت آگ کے شعلہ کی مانند تھا اور اس کے پہیے جلتی آگ کی مانند تھے۔ اور لاکھوں لاکھ اسکے

Marfat.com

حضور کھڑے تھے۔ عدالت ہو رہی تھی اور کتابیں کھلی تھیں۔ میں دیکھ ہی رہا تھا کہ اس سینگ کی گھمنڈ کی آواز کے سبب سے میرے دیکھتے ہوئے وہ حیوان مارا گیا۔ اور اس کا بدن ہلاک کر کے شعلہ زن آگ میں ڈالا گیا۔ اور باقی حیوانوں کی سلطنت بھی ان سے لے لی گئی۔ لیکن وہ ایک زمانہ اور ایک دَور زندہ رہے"۔

(دانی ایل ۷/۱۲)

پیشگوئی میں قدیم الایام سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں چونکہ حضور کی بعثت غلبۂ اسلام کے لئے ہوئی ہے اور غلبۂ اسلام کی راہ میں یہ قومیں سخت روک ہیں۔ مسلمانوں کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ اس لئے حضور نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مسلمانوں کی ترقی کے متعلق مقدمہ دائر کر دیا۔ اس مکاشفہ کا ذکر حضورؑ یوں فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں اور منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی پیش ہو۔ اتنے میں جواب ملا۔ اِصْبِرْ سَنَفْرُغُ یَا مِرْزَا (تذکرہ ۱۱۹)

اے مرزا ٹھہرو ہم ابھی فارغ ہوتے ہیں۔

پس اس مقدمہ کی خاطر آسمان پر ان طاقتوں کی پسپائی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ سورۂ رحمان میں بھی اس فیصلہ کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا۔ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَا الثَّقَلَانِ (اے دو بھاری گروہو! ہم تم دونوں کے لئے فارغ ہو رہے ہیں) اب ان طاقتوں کے خاتمہ پر اسلامی حکومت کا دَور شروع ہوگا۔ اور قومیں اور بادشاہ آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز ہونگے اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا انکار کریں گے۔ اور خدا کے مامور امام الاقوام جس کے لئے قدیم الایام سے بشارتیں دی جا رہی تھیں اس کی آواز پر کان نہیں دھریں گے۔ تو ان کے سامنے جہنم پیش کی جائے گی۔ چنانچہ فرمایا۔ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا۔ اسی سورۃ کے ابتدائی رکوع میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ جہنم بَأْسًا شَدِيدًا کے رنگ میں نمودار ہوگی۔ بأس شدید کے معنی سخت لڑائی۔ شدید خوف اور شدید عذاب کے ہیں۔ اشارہ ہے کہ دجالی گروہ اور ان کے سیاسی نمائندے باہم لڑائی کریں گے اور ان پر شدید خوف اور گھبراہٹ پیدا ہوگی اور سخت غم میں مبتلا ہوں گے۔ بؤس کے معنی احتیاج اور تنگدستی کے بھی ہیں۔ اشارہ ہے کہ ان میں لڑائیوں کے نتیجہ میں سخت احتیاج اور ضروریات زندگی میں شدید تنگدستی پیدا ہوگی۔ خصوصاً جبکہ وہ باہمی لڑائیوں کے لئے مہلک

Marfat.com

آلات جنگ اور آتشین اسلحہ ایجاد کر رہے ہوں گے۔ سورۃ رحمان میں اس عذاب کی تفصیل بھی بتائی گئی ہے کہ ان پر ایٹم بم اور کاسمک ریز گرائے جائیں گے۔ فرمایا۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ۔ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖ اِنْسٌ وَّلَا جَانٌّ۔ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ۔ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ۔ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔

(سورۂ رحمٰن ع ۲)

تم پر آگ کا شعلہ گرایا جائے گا۔ اور تانبا بھی۔ پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آسکتے۔ اب بتاؤ کہ تم دونو اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

جب آسمان پھٹ جائے گا اور سُرخ چمڑے کی طرح ہوجائیگا اور آخری فیصلہ کی گھڑی ہوگی اب تم بتاؤ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

اس فیصلہ کے دن نہ انسان سے اس کے گناہ کے متعلق پوچھا جائیگا۔ نہ جن سے۔ اب تم دونوں بتاؤ کہ تم اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔ مجرم اپنے چہروں کی علامتوں سے پہچان لئے جائیں گے اور اپنے ماتھے کے بالوں اور قدموں سے پکڑے جائیں گے۔ اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

یہ وہ جہنم ہے جس کا مجرم انکار کرتے ہیں جب اس میں داخل ہونیکا دن آئیگا۔ وہ اس دوزخ کے درمیان اور اُبلتے ہوئے پانی کے درمیان گھوم رہے ہوں گے۔ اب بولو تو سہی کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ میں اشارہ ہے کہ ان کو ہر طرف مصیبت ہی مصیبت نظر آئے گی جنگ کی تیاری کریں گے تو اقتصادی بحران میں مبتلا ہوجائیں گے اور اگر تیاری چھوڑ دیں گے تو جنگ میں دشمن کا شکار ہوجائیں گے۔

عیسائیت کی تباہی کے لئے تین جھٹکے

قرآن مجید کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی طاقت رفتہ رفتہ گھٹائی

Marfat.com

جائے گی۔ اور باہمی جنگوں کے ذریعہ وہ کمزور ہوتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ سورۃ تطفیف میں عیسائیوں کی تباہی کے لئے تین جھٹکوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ مذکور میں کفر کے ذکر کے بعد تین دفعہ کَلَّآ آتا ہے اور ایک دفعہ کَلَّآ مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے۔ جس سے اس طرف اشارہ ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہوگا۔ بظاہر جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگِ عظیم جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی پہلا جھٹکا تھا جو عیسائیت کو لگا۔ دوسری جنگ عالمگیر جو ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک جاری رہی۔ یہ دوسرا جھٹکا ہے۔ اس کے بعد ایک تیسری جنگِ عظیم جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہوگا۔ اس کے بعد ایک چوتھا جھٹکا لگے گا۔ جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچے گا۔ اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہو جائیں گی۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم جزء چہارم از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

اسلام کے عروج کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود۔ موعود اقوام عالم کو مبعوث فرمایا۔ مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ احادیث کی رُو سے تیرھویں صدی کا آخر ہے۔ حدیث نبوی الآیات بعد المأتین میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور حضرت دانیال کی پیشگوئی میں ایک ہزار دو سو نوّے دن کی تعیین کی گئی ہے۔ دیکھئے (دانیال باب ۱۲ آیت ۱۲)

اسی تیرھویں صدی کے متعلق مکاشفہ یوحنّا میں بھی ایک پیشگوئی ہے۔ حضرت یوحنّا فرماتے ہیں:۔

"پھر آسمان پر ایک بڑا نشان دکھائی دیا۔ یعنی ایک عورت نظر آئی۔ جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے تھی۔ اور چاند اس کے پاؤں کے نیچے تھا۔ اور بارہ ستاروں کا تاج اس کے سر پر تھا۔ وہ حاملہ تھی۔ اور دردِ زہ میں چلّاتی تھی اور بچّہ جننے کی تکلیف میں تھی۔" (مکاشفہ یوحنّا باب ۱۲)

اس میں اُمّتِ محمدیہ کی تیرھویں صدی کی طرف اشارہ ہے۔ عورت سے مراد ملّتِ اسلامیہ ہے اور آفتاب سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک ہے اور بارہ ستاروں سے مراد بارہ مجددین ہیں۔ اور چاند سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور دردِ زہ سے چلّانے کی حقیقت کے غمّاز حضور علیہ السلام کے الہامات ہیں۔

حضور فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا۔ اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا۔ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔ یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردِ زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا۔ جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا۔ تب مریم نے کہا۔ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ یہ اس شور کی طرف اشارہ تھا۔ جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا۔ اور وہ اس دعویٰ کی برداشت نہ کرسکے۔ اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انہوں نے فنا کرنا چاہا۔ تب اس وقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکھکر میرے دل پر گذرا اس کا اس جگہ خدا تعالےٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے۔" (کشتی نوح ص۴۷-۴۸ و تذکرہ ص۱۳)

یہ تیرھویں صدی ملّتِ اسلامیہ کے لئے سخت منحوس گھڑی تھی۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۶۵ میں ایک پیشگوئی تھی کہ ابلیس سے ہم نے کہا۔ جا

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔

ان میں سے جس پر تیرا بس چلے اسے اپنی آواز سے فریب دے کر اپنی طرف بلا اور اپنے سواروں اور پیادوں کو ان پر چڑھا لا۔ اور ان کے مالوں اور اولادوں میں ان کا حصہ دار بن۔ اور ان سے (جھوٹے) وعدے کر۔ اور شیطان جو وعدے بھی کرتا ہے فریب کی نیّت سے ہی کرتا ہے۔

شیطان کی اپنی آواز کے ذریعہ قابو پا لینے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت بے حیائی۔ فسق و فجور سے بھرپور کھیل کود کے نئے سے نئے شیطانی سامان نکل آئیں گے۔ بعض جگہوں میں بیگانے مرد اور عورتیں باہم ہاتھ ملا کر ناچ کود کر رہے ہوں گے۔ اور بعض جگہیں ایسے ہائیڈ پارک ہوں گے جہاں مادرزاد ننگے باہم اختلاط کر رہے ہوں گے اور گانے بجانے۔ ناچ دکھانے کے لئے نئے سے نئے مناظر سینما اور ٹیلیویژن کی ایجادیں ہوں گی۔

Marfat.com

بخیلک ورجلک میں اشارہ ہے کہ ان شیطانی کارروائیوں کے لئے بعض ان کے ڈکٹیٹر اور لیڈر ہوں گے جن کا تسلط عوام پر ہوگا۔ اور عوام ان کی سواریاں ہوں گی جن کے بل بوتے پر شیطانی تحریکات دنیا میں بکثرت پھیلائی جائیں گی۔ اور لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ ان کا ڈھنڈورا ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق پہلے سے خبر دیتے ہوئے امت کو اس فتنہ سے بچنے کی تاکید فرمادی تھی۔ فرمایا۔ دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا (بخاری ومسلم) جہنم کے دروازوں پر بلانے والے کھڑے ہوں گے جو شخص ان کی پکار پر کان دھرے گا اسے اس میں پھینک دینگے۔

وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ میں اشارہ ہے کہ اس وقت مال حرام کی کمائی بکثرت ہوگی اور اس کے اخراجات کے لئے بھی نئے نئے ابلیسی سامان ایجاد ہوں گے۔

وَالْاَوْلَادِ میں اشارہ ہے کہ اس وقت زنا کی کارروائی بھی شدت پر ہوگی اور زنا سے اولاد بکثرت حاصل کی جائے گی۔

وعدھم میں اشارہ ہے کہ اس وقت عقائد باطلہ کی بکثرت منادی ہوگی۔ جزاؤسزا سے انکار، دین حق اور عقائد حقہ پر شبہات واعتراضات کی بھرمار کرکے فتنۂ ارتداد کا طوفان عظیم برپا کیا جائے گا۔

اس پیشگوئی کے مطابق اس منحوس گھڑی میں شیطان کو (جس کا مظہر اتم اس وقت دجّالی اقوام ہیں) آزاد کر دیا گیا۔ اور وہ بڑے زور سے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہوا جس کے ریلے میں دنیا کا اکثر حصہ بہہ نکلا۔ اور اس کا کوئی مقابلہ نہ کرسکا۔ تب اس کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالٰے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ حضورؑ اس منحوس گھڑی کا نقشہ کھینچتے ہوئے اپنی تصنیف لطیف "الھدیٰ والتبصرۃ" میں فرماتے ہیں:

لَمَّا رَأَی اللّٰہُ فِسْقَھُمْ وَفُجُوْرَھُمْ وَظُلْمَھُمْ وَزُوْرَھُمْ وَبَطَرَھُمْ وَکُفُوْرَھُمْ سَلَّطَ عَلَیْھِمْ قَوْمًا یَتَسَوَّرُوْنَ جُدْرَانَھُمْ وَکُلَّمَا عَلَا یَنْسَلُوْنَ .... ثُمَّ صَالَتْ عَلَیْھِمْ طَوَائِفُ الْقُسُوْسِ فِی الْیَوْمِ الْمَنْحُوْسِ فَدَخَلَ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فِی الْمِلَّۃِ النَّصْرَانِیَّۃِ وَصَارُوْا اَعْدَاءَ اللّٰہِ وَاَعْدَاءَ رَسُوْلِہٖ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ۔ فَارُوْنِیْ اَیَّ مَلِکٍ

Marfat.com

مِنْ مُلُوْکِکُمْ صَنَعَ فُلْکًا عِنْدَ ھٰذِہِ الطُّوْفَانِ بَلْ اُغْرِقُوْا مَعَ الْمُغْرَقِیْنَ وَ قَلَّمَ اَظْفَارَھُمْ مِقْرَاضُ الزَّمَانِ وَ وَرَھِقَ وُجُوْھَھُمُ الْقَتَرُ...... وَرُبَّمَا تَقَلَّدُوْا اَسْلِحَۃً وَّ بَعَثُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَۃً فَمَا کَانَ مَا لَھُمْ اِلَّا الْخِزْیُ وَالْھَزِیْمَۃُ وَالْھَوَانُ وَالذِّلَّۃُ الْعَظِیْمَۃُ......اَوْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّ ھٰذِہِ الْاَمْرَاضَ تَبْرَءُ مِنَ الدُّوَلِ الْاِسْلَامِیَّۃِ وَبِجَھْدِھِمِ الْمَعْلُوْمِ۔ کَلَّا بَلْ ھُوَ اَمْرٌ اَعْسَرُ مِنْ اَنْ تَتَوَقَّعُوا الرُّطَبَ الْجَنِیَّ مِنَ الزَّقُّوْمِ...... وَالْحَقُّ اَقُوْلُ اِنَّ ھٰذِہِ اٰفَاتٌ لَیْسَ دَفْعُھَا فِیْ وُسْعِ الْمُلُوْکِ وَالْاُمَرَآءِ۔ (ص۴۹ تا ۶۴)

(ترجمہ) جب خدا نے ان (ملوک و امراء) کا فسق و فجور اور ظلم اور جھوٹ اور اترانا اور ناشکر گذاری دیکھی۔ تو ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کیا۔ جو ان کی دیواروں کو پھاندتے اور ہر بلند جگہ پر چڑھ جاتے ہیں......... اس کے علاوہ پادریوں کے گروہ نے منحوس دن میں ان پر حملہ کیا اور بہت سے لوگ عیسائی ہو گئے اور خدا اور رسول کے دشمن ہو گئے۔ سو اب مجھے بتاؤ کہ تمہارے بادشاہوں میں سے کس بادشاہ نے اس طوفان کے وقت کشتی بنائی بلکہ وہ خود بھی ڈوبنے والوں کے ساتھ ڈوب گئے۔ اور زمانہ کی قینچی نے ان کے ناخن قلم کر ڈالے اور ان کے منہ کو گرد و غبار نے ڈھانک لیا...... بسا اوقات انہوں نے ہتھیار سجائے اور بڑے بڑے لشکر بھیجے مگر نتیجہ سوائے شکست اور بڑی ذلت کے کچھ نہ ہوا۔ ...... کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ بیماریاں اسلامی سلطنتوں اور ان کی کوشش سے اچھی ہو جائیں گی۔ نہیں نہیں۔ یہ بات اس سے بھی زیادہ دشوار ہے کہ تم تھوہر سے تازہ کھجوروں کی امید رکھو......... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان آفتوں کا دفع کرنا بادشاہوں اور امیروں کا مقدور نہیں۔

اس منحوس صدی کے اوقات کو حضورؑ تین خطابات ذیل (سنۃٌ حسوس۔ یومٌ عبوس زمانٌ منحوس) دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ۔

وَتَصَدَّی الْاِسْلَامَ سَنَۃٌ حُسُوْسٌ وَیَوْمٌ عَبُوْسٌ وَ زَمَانٌ

Marfat.com

مَنْحُوْسٌ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَذُوْبُ قَلْبُهٗ لِهٰذِهِ الْاَحْزَانِ وَاَیُّ قَلْبٍ یَبْكِیْ لِفَسَادٍ اَشَاعَهَا اَهْلُ الصُّلْبَانِ۔ (۳۵)

(ترجمہ) اسلام پر ایک ایسا دور آیا ہے جس کے سال تلخ گئی ہیں اور دن ترش رو اور زمانہ منحوس ہے۔ پس کوئی ہے جس کا دل ان غموں کی وجہ سے پگھل رہا ہو۔ اور کوئی ایسا دل ہے جو اس فساد کی وجہ سے جسے صلیب پرستوں نے پھیلا رکھا ہے۔ رو رہا ہو۔

اس تیرھویں صدی کے منحوس دور کے متعلق قرآن حکیم میں بھی اشارہ ملتا ہے۔ آپ اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِیْمِ میں غور کریں۔ اس کے اعداد ۱۸۴۰ ہیں جو انیسویں صدی کی ملعون قوموں کی شیطانی کارروائیوں کی خبر دیتے ہیں جبکہ گناہوں کی کثرت اور فسق و فجور کے غلبہ کی وجہ سے نفس امارہ کی حکومت ان قلوب زائغہ پر حاوی ہو جائیگی اور یہ ملعون قومیں شرک و دہریت کے شجرۂ ملعونہ کے پھل کھانے کی عادی بن چکی ہوں گی تب ان شیطانی نفوس کی مدارات۔ ان کی قومی خوراک جہنمی شجرۃ الزقوم[1] سے ہی کی جائے گی۔ اور یہ ان کی من بھاتی

---

[1] شجرۃ الزقوم ان کی غذا اس لئے ہے کہ یہ ایک زہریلا درخت ہے مگر زہریلے گندوں کے نکالنے کا کام بھی اس سے لیا جاتا ہے۔ اسی بناء پر فرمایا۔ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ۔ (الصّٰفّٰت آیت ۶۳) یعنی ان بدکردار ظالموں کی سزا دہی کے لئے یہ گویا ان کا علاج ہوگا۔ زقوم خلاصہ ہے۔ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ کا۔ شجرۃ الزقوم سے تہذیب مغرب کی طرف اشارہ ہے۔ جو ہر ایک قسم کی اخلاقی اور روحانی بدیوں۔ بے حیائیوں کی جامع ہے۔ جب یہ لادینی تہذیب بذریعہ سیاست مکارانہ دنیا میں پھیلی اور قوموں میں لوٹ کھسوٹ کرکے انہیں سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے بے دست و پا بنا کر اپنی غلامی میں لانا شروع کیا۔ تب دنیا پر اس کے گند ظاہر ہونے شروع ہوئے اور لوگ ان سے نفرت کرنے لگے اور ان کی جان کے دشمن بن کر ان سے آزادی حاصل کرنے کی کوششوں میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے علاقوں میں آزادی حاصل کر بھی لی گئی۔ مگر چونکہ وہ خود ان کی تہذیب کو ایک مدت تک اپنانے کی وجہ سے اس گند میں مبتلا ہو چکے تھے۔ اس لئے باوجود سیاسی آزادی حاصل کرنے کے آزادی کی نعمتوں سے متمتع نہ ہو سکے۔ آزادی کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو

Marfat.com

خوراک ہوگی۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا:۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۔ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۔ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۔ (الواقعہ ع ۳)

(ترجمہ) پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو! تھوہر کے درخت میں سے کھاؤ گے۔ اور اس سے پیٹ بھرو گے۔ اور پھر اس پر گرم پانی پیو گے اور پیاسے اونٹ کی طرح پیتے جاؤ گے۔ یہ ان کی مہمان نوازی ہوگی جزا سزا کے دن۔

یہ گمراہ قومیں الضّالّین عیسائی قومیں ہیں جن کی طرف سورۂ فاتحہ کے آخر میں وَلَا الضَّآلِّيْنَ فرما کر مسلمانوں کو ان کے شر سے بچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا صلیبی زور توڑنے کے لئے مسیح موعود کی بعثت کی بشارت فرمائی۔ سو آپ کی بعثت پر وہ يَوْمُ الدِّيْن نمودار ہوا۔

واضح ہو کہ ایک يَوْمُ الدِّيْن یعنی جزا سزا کا دن تو عالم آخرت میں ہوگا۔ جو اعلیٰ پیمانہ پر ہوگا۔ مگر ایک جزا سزا کا دن انبیاء ماموریں کی بعثت پر اس دنیا میں بھی آتا ہے جو آخرت کا نمونہ ہوتا اور اس میں قوموں کا حشر و نشر ہوتا ہے۔ سب سے بڑھکر حشر کا نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا الْحَاشِرُ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ ۔ میں حشر برپا کرنے آیا ہوں۔ اب میرے قدم پر ہی لوگوں کا حشر ہوگا۔ اسی طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام بروز اکمل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۱:۔ راہ تباہی اور دنیا میں عالمگیر امن کے قیام کا ضامن آسمانی دستور قرآن حکیم نازل کیا جبتک اس کی طرف دنیا توجہ نہیں دیگی آزادی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا اس کے لئے مشکل ہے۔ اسی شجرۃ الزقوم کے متعلق یہ بھی فرمایا۔ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۔ یعنی اس کا پھل گویا شیطانوں کے سر ہیں راس کے معنی سردار کے بھی ہیں جیسے راس القوم۔ چنانچہ دیکھ لو۔ تہذیب مغرب کا شجر خبیث جب ثمرور ہوا تو اس شجرہ ملعونہ کی دو شاخوں (ایک شاخ دہریہ فلاسفروں دوسری صلیب پرست پادریوں) کی کارستانیوں سے ایسے ایسے شیطانی سرغنے نکلے جن کی وجہ سے دنیا جہنم کدہ بن چکی ہے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

حضرت مہدی موعودؑ کا زمانہ بھی یوم الدین اور یوم الحشر ہے۔ حضور فرماتے ہیں ا۔

لاشك ان ھذا الیوم یوم الدین و یوم الحشر و مالکیۃ رب السماء وظھور آثارھا علی قلوب اھل الارضین و لاشك ان الیوم یوم المسیح الحکم من اللہ احکم الحاکمین۔ وانہ حشر بعد ھلاك الناس وقد مضی نموذجہ فی زمن عیسٰی و زمن خاتم النبیین فتدبروا لاتکن من الغافلین (اعجاز المسیح صفحہ ۱۶۱)

(ترجمہ) بلاشبہ یہ دن یوم الدین اور یوم الحشر ہے۔ اور اس میں خدائے رب السماء کی مالکیت اور اس کے آثار کا ظہور زمین والوں کے قلوب پر ہو رہا ہے۔ اور بلاشک یہ دن مسیح کا دن ہے۔ جو خدائے احکم الحاکمین کی طرف سے حکم ہو کر آیا ہے اور لوگوں کی ہلاکت کے بعد اس میں ان کا حشر ہو رہا ہے۔ اور اس کا نمونہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانے میں اور اس کے بعد آنحضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گذر چکا ہے۔ پس سوچ اور غافل نہ ہو۔

مکاشفہ یوحنا میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان مغضوب اور ضالین اقوام پر عذاب الٰہی آنے کے متعلق یہ پیشگوئی ہے۔

"ہمیں اس کی نظر سے جو تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور برہ کے غضب سے چھپالو کیونکہ ان کے غضب کا روز عظیم آپہنچا" (مکاشفہ $\frac{6}{12-16}$)

یہ روزِ عظیم دنیا کا ساتواں ہزار ہے جو موعود اقوام عالم کی بعثت پر صحف سابقہ کی رُو سے یوم السبت کہلاتا ہے۔

پس سنیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے تیرھویں صدی کی منحوس گھڑی کا خاتمہ ہو کر چودھویں صدی کا آغاز ہوا۔ اور غلبۂ اسلام کے مبارک یوم کی صبح نمودار ہوئی۔ اور حضور کی بعثت کی برکت سے انتشار روحانیت کا عالمگیر جلوہ نمایاں ہوا۔ وہ ایمان جو قلوب انسانی کی زمین سے نکل کر ثریا تک جا پہنچا تھا اسے دوبارہ زمین پر لانے کے لئے اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا کی تجلّی ہوئی۔ اس تجلّی کی ابتداء کے لئے پہلے سے ہی یہی چودھویں صدی مقدر تھی۔ اور حضورؑ کے الہامی نامؑ "غلام احمد قادیانی" میں یہ حقیقت مضمر تھی۔ چنانچہ اس کے اعداد پورے ۱۳۰۰ ہیں۔ جس میں اس طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

کہ یہی مقدس وجود چودھویں صدی کی برکات کی اساس ہے۔ اور سورۃ طٰہٰ کے مقطع طٰہٰ میں بھی اسی چودھویں صدی کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے اعداد چودہ ہیں اور چودہ کے عدد کو روحانی انقلاب سے ایک خاص مناسبت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"چودہ کے عدد کو روحانی تغیر سے بڑی مناسبت ہے۔ چودھویں کو چاند مکمل ہوتا ہے اس کی طرف اللہ تعالےٰ نے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ میں اشارہ کیا ہے۔ یعنی ایک بدر تو وہ تھا جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مخالفوں پر فتح پائی۔ اس وقت بھی آپ کی جماعت قلیل تھی اور ایک بدر یہ ہے۔ بدر میں چودھویں صدی کی طرف اشارہ ہے اس وقت بھی اسلام کی حالت اذلۃ کی ہو رہی ہے سو ان سارے وعدوں کے موافق اللہ تعالےٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔" (ملفوظات جلد ۴ صـ۱۲)

یہ چودھویں صدی مرتبہ کے لحاظ سے گویا لیلۃ القدر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَاِنَّ هٰذِهِ الْمِائَةَ لَيْلَةُ الْبَدْرِ عِدَّةً وَّ كَلَيْلَةِ الْقَدْرِ مَرْتَبَةً فَاَبْشِرُوْا بِبَدْرِكُمْ وَانْتَظِرُوْا اَيَّامَ النُّصْرَةِ۔"

(الہدیٰ والتبصرہ صـ۶۷)

یہ صدی گنتی کے لحاظ سے بدر کی رات ہے۔ اور مرتبہ کے لحاظ سے لیلۃ القدر کی مانند ہے پس تم اس بدر پر خوشی مناؤ اور مدد و نصرت الٰہی کے ایام کی انتظار کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"ہماری جماعت کے ہر بچے۔ ہر نوجوان۔ ہر عورت اور ہر مرد کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کا جو اہم کام ہمارے سپرد کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر دنیا کی اور کوئی امانت نہیں ہو سکتی......
جو چیز اللہ تعالےٰ نے ہمارے سپرد کی ہے اس کے مقابلہ میں دنیا کی بادشاہتیں بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتیں بلکہ اس سے اتنی بھی نسبت نہیں جتنی ایک معمولی کنکر کو ہیرے سے ہو سکتی ہے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے

Marfat.com

اسلام اور احمدیت کی اشاعت میں سرگرمی سے حصّہ لو۔ اور اس غرض کے لئے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرو تاکہ ایک کے بعد دوسری نسل اور دوسری کے بعد تیسری نسل اس بوجھ کو اٹھاتی چلی جائے۔ اور قیامت تک اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہراتا ہے . . . . . .

اس وقت اسلام کی کشتی بھنور میں ہے اور اس کو سلامتی کے ساتھ کنارے تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ تمہارے بعد بڑے بڑے فلاسفر پیدا ہوں گے۔ بڑے بڑے علماء پیدا ہوں گے۔ بڑے بڑے بادشاہ آئیں گے مگر یاد رکھو خدا تعالیٰ نے جو شرف ہمیں حبنیا فرمایا ہے بعد میں آنے والوں کو وہ میسّر نہیں ہو سکتا۔ جیسے عالم اسلام میں بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں مگر جو مرتبہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک چھوٹے سے صحابی کو بھی ملا وہ ان بادشاہوں کو نصیب نہیں ہوا . . . .

پس خدمتِ دین کے اس اہم موقعہ کو جو ہمیں صدیوں کے بعد نصیب ہوا ہے ضائع مت کرو اور اپنے گھروں کو خدا تعالیٰ کی برکتوں سے بھر لو۔" (مشعل راہ صفحہ ۹۲۱ تا ۹۲۳)

نیز فرمایا:-

"جو تغیرات اسلام اور سلسلہ کے لئے نظر آتے ہیں اس لئے ہیں کہ دنیا کو تمام طرفوں سے تھکا کر خدا تعالیٰ اسلام کی طرف لائے اور دنیا دیکھ لے کہ اس نے جو راستے اپنی نجات کے لئے بنائے تھے وہ دراصل ہلاکت کی طرف جاتے تھے . . . . . . پس دنیا آئیگی اور یقیناً سب طرف سے تھک کر ادھر آئے گی . . . . . . پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔" (الفضل ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"یہ صدی جس میں سے اس وقت ہم گذر رہے ہیں تیاری کی صدی ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو اس یقین پر قائم رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی بشارتیں تمہارے ذریعہ سے پوری ہونی ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ تم ہر طرح کی قربانیوں کیلئے تیار رہو اور دعاؤں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق وصفا اور وفاداری کا تعلق قائم رکھو۔ تم سے اللہ تعالیٰ نے بڑے عظیم الشان کام لینے ہیں۔" (الفضل ۷ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱)

Marfat.com

اب اس کے بعد سورۃ کا آخری رکوع ہے جس میں دجّال کے دو سینگوں میں سے دوسرے سینگ دہریہ فلاسفروں کے انجام کے متعلق پیشگوئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سورۃ کہف کے متعلق فرمایا۔ جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھے گا وہ فتنۂ دجّال سے محفوظ رہے گا۔ یہ مشہور حدیث صحیح مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی وغیرہ میں ہے سورۃ کہف کی ابتدائی آیات میں تو دجال کے اس پہلے گروہ شیطانی سینگ تثلیث پرست پادریوں کا ذکر اور ان کے لئے انذار تھا۔ اب سورۃ کے آخری رکوع میں دوسرے گروہ کے انجام کی خبر دیتے ہوئے اشارۃً بتایا کہ یا توان کی ذہنیت میں تبدیلی آئے گی۔ یا انہیں مٹا دیا جائے گا۔ اور ان کی جگہ مومنین اعمال صالحہ بجا لانے والے مقدس نفوس سنبھالیں گے۔ فرمایا:۔

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا

کیا وہ لوگ جنہوں نے کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو مددگار بنا سکیں گے۔ ہم نے کافروں کے لئے جہنم کو بطور ضیافت تیار کر رکھا ہے۔ تو انہیں کہہ کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں سے آگاہ کریں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی تمام تر کوششیں اس ورلی زندگی میں ہی غائب ہو گئی ہیں اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے نشانوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کر دیا ہے۔ اس لئے ان کے تمام اعمال گِر کر اسی دنیا میں رہ گئے ہیں۔ پس ہم قیامت کے دن انہیں کچھ بھی وقعت نہیں دیں گے یہ ان کا بدلہ جہنم اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے کفر کا طریق اختیار کیا اور میرے نشانوں اور میرے رسولوں کو ہنسی کا نشانہ بنا لیا۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اور مناسب حال عمل کئے ہیں۔ ان کا ٹھکانا یقیناً بہشت فردوس ہونگے

Marfat.com

حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان سے الگ ہونا نہیں چاہیں گے۔ تو انہیں کہہ کہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لکھنے کے لئے روشنائی بن جاتا تو میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے اس سمندر کا پانی ختم ہو جاتا۔ گو اسے زیادہ کرنے کے لئے ہم اتنا ہی پانی اور سمندر میں لا ڈالتے۔ تو انہیں کہہ کہ میں تو محض تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں البتہ میری طرف یہ وحی نازل کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ نیک اور مناسب حال عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے ؛

تیرھویں صدی کی منحوس گھڑی میں دجالی طوفان کے اُٹھنے پر جو اکثر طبائع اس کے ریلے میں بہہ گئی تھیں اور مغربی تہذیب کے سراب کو آبحیات سمجھ کر اسے اپنی زندگی کا مطمح نظر قرار دے دیا تھا۔ بدقسمتی سے وہ نام کے مسلمان بھی جو دین سے ناواقف اور اسلام سے کورے تھے وہ بھی اس دجالی سحر سے مسحور ہو کر اس کے جال میں پھنس گئے۔ اور مغربی فلسفہ اور سائنسدانوں کی نئی ایجادات سے مرعوب ہو کر تہذیبِ مغرب[1] کو اپنی ترقی کا زینہ سمجھ بیٹھے تھے

لہ تہذیب مغرب کو تہذیب نو کا نام دے کر اسے ترقی کا زینہ قرار دینا دماغی فقدان کا نتیجہ ہے۔ بھلا ایسی تہذیب جس میں ایٹم بم استعمال کرنا اور لاکھوں بے گناہ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو بے رحمی سے فنا کر دینا اور زندہ آدمیوں کو آگ میں جلانا اور مردہ لاشوں کی چربی نکال کر اس سے صابن بنانا کوئی معیوب امر نہ ہو اسے ترقی یافتہ معاشرہ کہنے میں شرم کرنی چاہیئے۔ سنو! تہذیب نو کا بانی دنیا کے وہ محسن اعظم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جس کے احسانات کے نیچے دنیا دبی ہوئی ہے آپ پر وہ عالمگیر دستور تہذیب قرآن مجید نازل ہوا جس کا اعتراف مغربی مفکرین کھلے لفظوں میں کرتے ہوئے شہادت حقہ ادا کر رہے ہیں۔ سیٹنیس لاس گویارڈ لکھتا ہے۔
"زمانہ وسطیٰ میں مسلمانوں کی تاریخ گویا تہذیب کی تاریخ ہے۔ دنیا کو مسلمانوں کا شکر گزار رہنا

Marfat.com

پھر جب اللہ تعالیٰ نے اس چودھویں صدی میں اسلام کے غلبہ اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے آسمانی حکم عدل مہدی موعود کو مبعوث فرمایا تو اس کا انکار کر دیا۔ اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے انہیں متنبہ کیا کہ اے مسلمانو! تمہاری ترقی کا راز اسلام پر مضبوطی سے قدم مارنے اور ماموز زمانہ کے ساتھ وابستہ ہونے سے ہے جن کفّار مغربی قوموں۔ دہریہ فلاسفروں پر تم نگاہ جمائے ہوئے ہو اُن کا انجام بھی سُن لو۔ فرمایا۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا۔

کیا تمہارا خیال ہے کہ جن ہستیوں پر تم نظر جمائے بیٹھے ہو وہ تمہاری مدد کر سکیں گے اور تمہیں عروج و کمال پر پہنچانے کے جو وعدے دیتے ہیں کیا وہ تمہارے لئے ترقی و اقبال کے دن لائیں گے ہرگز نہیں۔ ہم نے تو ان منکرین حق کے لئے وہ جہنمی مائدہ تیار کر رکھا ہے جس کے وہ دلدادہ ہیں۔ اسے خود بھی کھائیں گے اور جو بھی ان سے تعلق رکھتا ہوگا اسے بھی مجبوراً وہ کھانا کھانا پڑے گا۔ یہ سزا ہوگی اس ناشکری کی جبکہ انہوں نے اس آسمانی مائدہ[۵] سے منہ موڑا جس کے نزول کی بشارت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام انیس سو سال پہلے سے فرما گئے تھے۔ انہوں نے جناب الٰہی میں دعا مانگی تھی۔

بقیہ حاشیہ ص۲۲۷ :- چاہیئے کہ جنہوں نے یونانی سائنس و فلسفہ کو محو ہونے سے بچا لیا۔ اور جس کے ذریعہ مغرب میں بیداری پیدا ہوئی۔ نیز ان کی بدولت مغرب میں ذہنی انقلاب کی داغ بیل ڈالی گئی جو بالآخر بیکن کے روپ میں منتج ہوئی۔ ساتویں صدی عیسوی میں پرانی دنیا غرقابی کے کنارے پر تھی جب عربوں کی فتوحات نے ان میں ایک نیا خون دوڑا دیا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے عربوں کو قرآن دیا جس کے ذریعہ تہذیب نو پیدا ہوئی۔" (انسائیکلوپیڈیا آف سائنس پیرس ۱۸۸۸ء ص۵۱)

۵ یہ آسمانی مائدہ قرآن حکیم ہے جس کا دستر خوان ساری دنیا کے لئے بچھایا گیا ہے۔ تمام اقوام عالم اپنی بھوک پیاس اسی سے بجھا سکتی ہیں۔ اس کے سوا اب دنیا کی کوئی مذہبی کتاب یہ کام نہیں دے سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"قرآن کریم میں پانچ سو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوۡنُ لَنَا عِيۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنۡكَ وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ۔ (مائدہ ع ۱۵)	اے اللہ (اے ہمارے رب) ہم پر آسمان سے مائدہ اتار جو ہمارے لئے ہمارے پہلے حصّہ کے لئے بھی عید کا موجب ہو اور آخری حصّہ کے لئے بھی اور تیری طرف سے ایک نشان ہو اور تو ہم کو رزق دے اور تو سب رزق دینے والوں میں سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

تب اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارت دی اور فرمایا۔

اِنِّيۡ مُنَزِّلُهَا عَلَيۡكُمۡ فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بَعۡدُ مِنۡكُمۡ فَاِنِّيۡۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔ (مائدہ آیت ۱۱۶)	میں تم پر ایسا مائدہ یقیناً نازل کروں گا۔ پھر جو کوئی بھی تم میں سے اس کے نازل ہونے کے بعد ناشکری کرے گا۔ تو میں اس کو ایسا عذاب دونگا کہ دنیا میں سے کسی اور قوم کو ایسا عذاب نہ دوں گا۔

چنانچہ دیکھ لو اس منحوس قوم کے جہاں جہاں بھی قدم پڑے دنیا جہنم کدہ بن چکی۔ ظلم و سفاکی۔ قتل و غارت کی انتہا نہیں رہی۔ امن و امان دنیا سے مفقود ہو گیا۔ نہ امیر آرام سے ہے نہ غریب سکون سے۔ اخلاق حمیدہ کا نام و نشان نہیں رہا۔ انسانیت مر چکی۔ درندگی کا دور دورہ ہے۔ انسان انسان کا جانی دشمن۔ کیا خدائے رحمان کی شان رحیمیت اس کیفیت کو دیر تک برداشت کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ مظلوموں کی آہیں ایک زبردست انقلاب کی جو عالمگیر ہو متقاضی ہیں۔ یقیناً یہ دور بدلے گا۔ قرآن حکیم نے اس کی پہلے سے بشارت دے دی ہے۔ فرمایا۔

يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ (سورۃ ابراہیم آیت ۴۹)	وہ دن ضرور آنیوالا ہے جبکہ زمین و آسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان قائم کئے جائیں گے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونگے جو اکیلا اور کامل غلبہ رکھنے والا ہے۔

بقیہ حاشیہ ص۲۲۸ :۔ اور ہر تبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس کی دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو۔ اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ۔ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔" (ازالہ اوہام ص۴۴۲)

Marfat.com

شاید تم ان لوگوں کے غلبہ و اقتدار اور ان کی نت نئی ایجادات و اختراعات سے مرعوب ہو کر دل میں یہ خیال جما لو کہ ان کا ستارۂ اقبال غروب نہیں ہو سکتا۔ فرمایا۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ اب جو آئندہ دور آ رہا ہے اس میں ان کی یہ ایجادات و اختراعات کوئی کام نہیں دے سکیں گی۔ ان کے منصوبے[1] دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور یہ سخت خسارہ پانے والے ہوں گے۔ فرمایا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا۔ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا۔

تو انہیں کہہ کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں سے آگاہ کریں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی تمام تر کوشش اس ورلی زندگی میں ہی غائب ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

اس سے بڑھ کر اور کیا خسارہ ہو گا کہ جن علاقوں پر ان کا قدم پڑتا ہے۔ وہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ۔ عصمت دری اور آبرو ریزی اور خونریزی سے وہ جگہیں لالہ زار بن جاتی ہیں۔ اور جن قوموں پر حکومت کرتے ہیں وہی ان کی جانی دشمن اور خون کی پیاسی بن کر ان سے برسرِ پیکار ہو جاتی ہیں۔ باوجود وسیع ساز و سامان کے اور کروڑوں ڈالر خرچ کرنے اور

[1] ان منصوبہ بازوں کے دل اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ دل میں ہر دم دھڑکن لگی ہوتی ہے۔ اندر ہی اندر آپس میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ امریکی محکمہ دفاع کا اندازہ ہے۔ کہ اگر روسیوں نے امریکہ کے میزائل اڈوں پر ایٹم بم گرائے تو دو کروڑ ستر لاکھ امریکی ہلاک ہوں گے۔ امریکی سینٹ کی کمیٹی برائے امور خارجہ نے ایک رپورٹ شائع کی۔ جو ایک سو چھپن صفحات پر مشتمل تھی۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ روس نے سینٹ لوئس (سوری) کے قریب واقع ہوائی اڈے پر ایٹم بم گرائے تو ایک کروڑ تیس لاکھ امریکی ہلاک ہو جائیں گے۔ اگر روس نے امریکہ کی فوجی تنصیبات پر حملہ کیا تو کینیڈا کے آٹھ لاکھ باشندے ایٹمی راکٹ اور ایٹم بم کے دھماکے کے دوسرے اثرات سے ہلاک ہو جائینگے۔ اگر روس نے پانچ فضائی اڈوں پر جہاں سے نوح ملیاروں میں روانہ کیجاتی ایٹم بم گرائے تاکہ روایتی اسلحہ سے لڑائی چھڑنے کی صورت میں یورپ اور مشرق وسطی میں امریکی فوج نہ بھیجی جا سکے تو اس صورت میں دو لاکھ افراد ہلاک ہونگے امریکی ریاست نارتھ کرکوٹا میں میزائل اڈے پر ایٹم بم گرائے تو تین لاکھ دس ہزار افراد مارے جائیں گے۔" (دیکھیئے روزنامہ امروز ۱۸ ستمبر ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

ممالک ایٹمی ہتھیاروں کے مالک ہونے کے شکست و ذلت ہی ان کی نصیب حال ہو رہی ہے[1]، ویٹ نامی جنگ کا نتیجہ اس وقت تمہارے سامنے ہے۔ ایٹمی طاقت بھی ان کے کچھ کام نہ آئی۔ ایٹمی قوت پر روپیہ خرچ کرنے کی وجہ سے دنیا کو امن و چین دینے کی بجائے اسے ہلاکت اور تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک موقع پر فرمایا۔

"دُنیا نے جس قدر جد و جہد اٹامک ریسرچ کے میدان میں کی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اٹامک اور ہائیڈروجن بم بنائے ہیں۔ اتنا بڑا سرمایہ جہاں تک مجھے علم ہے کسی اور تحقیق پر انسان نے خرچ نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔ ایٹم بم جو بن چکے ہیں.... اگر استعمال نہیں ہوں گے اور خدا کرے کہ استعمال نہ ہوں تو وہ سرمایہ جو ان پر خرچ کیا گلی طور پر ضائع ہو جائے گا۔ اگر یہ سرمایہ ان بدہتھیاروں پر خرچ نہ ہوتا تو انسان کی ضروریات پر خرچ ہو سکتا تھا۔ پس دو چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ جو ذرائع ہیں اور وسائل ہیں وہ صالح اور طیّب اور حلال نہیں۔ مثلاً جو رقوم خرچ کی جاتی ہیں۔ اگر ماہرین اقتصادیات ان کی تفصیل میں جائیں تو سود اور انشورنس کا روپیہ ان کاموں پر خرچ ہوتا ہے پُرانے زمانے میں انشورنس کمپنیاں ہی جنگیں کروایا کرتی تھیں۔ اب حالات بدل گئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہر عقلمند یہی کہے گا کہ وہ رقم جو خیر پر خرچ ہونی چاہیئے تھی اس کی بجائے بدی پر منتج ہونے والی تحقیقوں پر خرچ ہو رہی ہے دوسری یہ چیز نمایاں ہے۔ کہ اس عظیم جد و جہد اور کوشش کا نتیجہ بجائے بھلائی کے انسانوں کے لئے فکر اور خوف کا باعث ہو رہا ہے اور یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ انسان خودکشی کر کے کہیں اپنی ہلاکت کے سامان پیدا نہ کر لے"

(الفضل ۲۸ اگست ۱۹۷۳ء صـ۳)

[1] ابھی پچھلے دنوں امریکہ کی وزارت خارجہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ امریکہ غیر ممالک میں اپنے ۱۵۲ فوجی اڈے بند کر چکا ہے ۱۹۶۷ء میں امریکہ سے باہر چار سو باون فوجی اڈے تھے۔ امریکہ کی گرتی ہوئی ساکھ کی یہ حالت ہے۔ کہ اسلحہ بردار جہاز تک پکڑ و ا بیٹھتا ہے۔ یہاں تک کہ تھائی لینڈ کو یہ مطالبہ کرنا پڑتا ہے کہ امریکہ تھائی اڈے استعمال کرنے پر غیر مشروط معافی مانگے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

قرآنِ حکیم میں آج سے چودہ سو سال پہلے سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ یہ قومیں ایک وقت اپنے تجویز کردہ لائحہ عمل سے خود اپنے لئے ایسے ہلاکت کے سامان پیدا کریں گی جبکہ زندگی کا نصب العین نفس پروری اور زرپرستی قرار دے کر عزت و وجاہت کا ذریعہ محض مال و دولت کو سمجھ بیٹھیں گی۔ اور اس کی مقدار اور تعداد کا حساب گن گن کر رکھیں گی۔ اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ۔ عَدَّدَهٗ میں مالی کاروبار کے ان شعبوں کی طرف اشارہ ہے جنہیں موجودہ زمانہ میں اکاؤنٹ (Account) اور فائینس (Finance) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک ہر کام کا نقطۂ مرکزی یہی جذبہ قرار پائے گا۔ چنانچہ سورہ ہُمزہ کی آیات میں بڑی تفصیل سے اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ایک وقت یہ قومیں نیشنلزم، امپیریلزم۔ میٹیریلزم۔ کمیونزم۔ سوشلزم اور ڈیماکریسی[1] وغیرہ ازموں کی حامی بنکر دولت و

---

[1] او دہریت و الحاد کے زہریلے مواد سے بھرپور مغربی افکار کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے ازموں کے دلدادو! او ڈیماکریسی۔ عوامی حکومت۔ جمہوریت اور سوشلزم کے شیدائیو! اور عوام کو بہلانے کی خاطر اسلامی سوشلزم کا لیبل لگانے والو! ذرا عوام کو ان حقائق سے بھی آگاہ کر دیجئے۔ جو دانشورانِ ملت نے ان ازموں کے متعلق اپنے تاثراتِ قلبی کا اظہار سپردِ قرطاس کیا ہے، سُنیئے۔

(۱) لندن یونیورسٹی کا پروفیسر الفریڈ کوبن (The crisis of civilisation) تہذیب مغرب کے زوال کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مغرب کی تباہی کا ایک بڑا سبب ان کا اندازِ جمہوریت ہے۔ لکھتا ہے:

"ڈیماکریسی کا اصول یہ بتایا جاتا ہے کہ اس میں اقتدارِ اعلیٰ عوام کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمومی منشار (General will) اپنا مستقل وجود رکھتا ہے۔ اس نظریہ کو صحیح تسلیم کرنے کا منطقی نتیجہ آمریت ہے۔ تاریخ شروع سے اخیر تک یہی بتاتی ہے۔" (ص ۶۱)

(۲) کیمبرج یونیورسٹی کا پروفیسر (A.C. Ewing) اپنی کتاب (The Individual the state and world Government) میں لکھتا ہے۔

"ڈیماکریسی کے معنی ایسا اندازِ حکومت ہیں جس میں ہر انسان دخیل ہوتا ہے۔ لیکن

زر پرستی کو قومی عزّت کا معیار قرار دیں گی - اور اپنی قوم کے رنگ و نسل اور دولتمندی
پر مغرور ہو کر دوسری اقوام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان کی عیب گیری اور

بقیہ حاشیہ ص۲۳۲: - گورنمنٹ ایک خاص فن ہے - اور بڑی مشکل سائنس - ہر شخص میں نہ اس کی صلاحیت ہو سکتی ہے نہ اس کا مذاق - نہ اس کے لئے فرصت - نہ میلان - کہ وہ اس فنی سائنس میں درک حاصل کرے - جس طرح ہر عطائی فن طب کا ماسٹر نہیں ہو سکتا - لہٰذا جمہوریت کے معنی ہیں ایسے لوگوں کی حکومت جو فنِ حکومت کے ماہر نہیں ہیں - بس اس کی مثال یوں سمجھیئے جیسے طب کے کسی اہم سوال کے متعلق عوام کی کثرت رائے سے فیصلہ کر لیا جائے - اور ان کی آراء میں ماہر فن ڈاکٹر کی رائے بھی ایک شمار کی جائے " (ص۱۲۴)

(۳) مشہور اطالوی مدبّر میزینی (Mazzini) نظام جمہوریت کے متعلق لکھتا ہے -

" اس میں شبہ نہیں کہ عام رائے دہندگی کا اصول بہت اچھی چیز ہے - یہی وہ قانون طریق کار ہے جس سے ایک قوم تباہی کے مسلسل خطرات سے محفوظ رہ کر اپنی حکومت آپ قائم رکھ سکتی ہے لیکن ایک ایسی قوم میں جس میں وحدت عقائد نہ ہو جمہوریت اس سے زیادہ اور کیا کر سکتی ہے کہ وہ اکثریت کے مفاد کی نمائندگی کرے اور اقلیّت کو مغلوب رکھے ..... یا تو خدا کے بندے بن سکتے ہیں یا انسان کے وہ ایک انسان ہو (ملوکیت) یا زیادہ (جمہوریت) بات ایک ہی ہے - اگر انسانوں کے اوپر کوئی اقتدار اعلیٰ نہ ہو تو پھر کونسی چیز ایسی رہ جاتی ہے جو ہمیں طاقتور افراد کے تغلّب سے محفوظ رکھ سکے ؟ اگر ہمارے پاس کوئی ایسا مقدس اور ناقابل تغیّر قانون نہ ہو جو انسان کا وضع کردہ نہ ہو تو ہمارے پاس کونسی میزان رہ جاتی ہے جس سے ہم یہ پرکھ سکیں کہ فلاں کام یا فیصلہ عدل پر مبنی ہے یا نہیں - خدا کے علاوہ جو بھی حکومت قائم ہو اس میں نتائج کی حقیقت ایک ہی رہتی ہے خواہ اس کا نام بونا پارٹ رکھ لیں یا انقلاب (Revolution) اگر خدا درمیان میں نہ رہے تو اپنے زمانہ سلوت میں ہر ایک مستبد بن جائے گا .... یاد رکھیئے جب تک کوئی حکومت

Marfat.com

نکتہ چینی کریں گی۔ اور اپنے معیار برتری کو فروغ دینے کے لئے ایٹمی ایجادیں پیدا کرینگی جو بالآخر یہی ایجادیں انہیں خود تباہی کے گڑھے میں گرانے کا باعث بنیں گی۔ فرمایا۔

بقیہ حاشیہ ص۲۳۳:۔ خدا کے قوانین کے مطابق نہیں چلتی اس کا کوئی حق مسلّم نہیں۔ حکومت تو منشائے خداوندی کی ترویج و تنفیذ کے لئے ہے۔ اگر وہ اپنے اس فریضہ کی سرانجام دہی میں قاصر ہے تو تمہارا حق ہی نہیں بلکہ فریضہ ہے کہ ایسی حکومت کو بدل ڈالو"۔ (Quoted by Griffith in interpreters of man P.P. 46-47)

(۴) میکن (H. J. Mencken) اپنی کتاب "Treatise on Right and wrong" کے صفحہ ۲۳۲ پر لکھتا ہے:۔

"انسان کی سب سے بڑی ناکامی یہ ہے کہ وہ اپنے لئے آج تک کوئی ایسا نظام وضع نہیں کرسکا۔ جسے دور سے بھی اچھی حکومت کہا جا سکے...... نظری طور پر حکومت کا خاکہ کھینچ لینا اور بات ہے اور عملی طور پر اسے نافذ کرنا اور بات۔ نظری طور پر حکومت اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ افرادِ مملکت کی ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کا ذریعہ ہے اور اربابِ حکومت پبلک کے خدام ہیں لیکن درحقیقت حکومت کا فریضہ پبلک کی خدمت نہیں بلکہ سلب و نہب ہے........ اس باب میں مختلف اسالیب حکومت میں سب سے زیادہ ناکام جمہوریت رہا ہے۔ جمہوری نظام کے اربابِ حل و عقد خوب جانتے ہیں کہ حکومت کی بنیاد معقولیت پر ہونی چاہیئے لیکن ان کا جذبۂ محرکہ کبھی معقولیت پسندی نہیں ہوتا۔ ان کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ جو عنصر بھی باہر سے زیادہ دباؤ ڈال سکے۔ اس کا ساتھ دیا جائے چنانچہ اس ہتھکنڈے سے وہ ان لوگوں کے توسط سے جو فی الحقیقت پبلک کے دشمن ہوتے ہیں۔ غیر مختتم عرصہ تک برسرِ اقتدار رہتے ہیں"۔

(۵) ۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ کی ثقافتی مجلس (Unesco) نے ایک تحقیقاتی کمیٹی اس غرض سے مقرر کی کہ وہ جمہوری اندازِ حکومت سے متعلق سائنٹفک انداز سے چھان بین کرے۔ اس کمیٹی نے دنیا بھر کے مفکرین و مدبرین سے جمہوریت سے متعلق مقالات حاصل کئے اور انہیں

Marfat.com

كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۔ حُطمہ کے معنی ہیں کسی چیز کو ذرّہ ذرّہ کر دینا۔ سائنس کی زبان میں کہا جاتا ہے ایٹومائزنگ (ATOMISING) انگریزی میں لفظ ایٹم ایسی چیز کو کہتے

بقیہ حاشیہ فٹ ۲۳۴ :۔ ایک کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے اس کا نام (Democracy in a world of Tension) اس کمیٹی کی اکثریت نے جمہوریت کے مفہوم کے متعلق اعتراف کیا کہ یہ لفظ بالکل مبہم (ambiguous) ہے آجتک اس کا مفہوم متعین نہیں ہو سکا۔ مقالہ نگاروں نے اس سوال کا بھی جواب دیا کہ کیا اکثریت کا فیصلہ ہمیشہ درست ہوتا ہے اور اس کے خلاف احتجاج کرنا جمہوریت کے خلاف ہے اس کے جواب میں کہا گیا کہ "یہ سمجھنا غلط ہے۔ کہ اکثریت کا فیصلہ غلطی سے پاک ہوتا ہے وہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اقلیت کو حق حاصل ہے کہ وہ اکثریت کے فیصلے کے خلاف ایجی ٹیشن کرے اور اکثریت کے سابقہ فیصلے کو بدلوا دے"

پس جمہوریت کے متعلق دور حاضر کے مفکرین کی فکری کاوشوں کا ماحصل یہ ہے کہ جمہوریت نظری اعتبار سے کتنی ہی جاذب نگاہ کیوں نہ ہو عملاً جمہوری نظام کسی صورت میں جمہوری نہیں ہو سکتا۔ اس کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ اس میں تصور کر لیا جاتا ہے کہ اس میں حاکم و محکوم کی تمیز مٹ جاتی ہے یہ بڑی خود فریبی ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ اس میں اقلیت کو اکثریت کا محکوم ہونا پڑتا ہے۔ اقلیت کو ان کا فیصلہ بہر حال ماننا پڑے گا۔ اور اس فیصلے کو بدلوانے کی آئینی شکل ایک ہی ہو گی وہ یہ کہ اقلیت کسی نہ کسی طرح اکثریت میں تبدیل ہو جائے۔ تیسری خرابی جو سب سے بڑی ہے یہ ہے کہ اس نظام میں حق و باطل کے لئے کوئی مستقل معیار نہیں ہوتا۔ بلکہ حق وہ ہوتا ہے جسے وہ حق کہدیں باطل وہ جس کی تائید میں ۹۰ ہاتھ اٹھیں۔ جمہوری نظام میں مستقل اقدار کا تصور نہیں رہتا اور چونکہ اخلاقیات کا دار و مدار مستقل اقدار کے تصور پر ہے اس لئے سیاست اخلاقیات سے الگ رہتی ہے۔ حالانکہ اخلاق انسانی زندگی کے بنیادی لوازمات میں سے ہیں۔

(۶) اب نیشنلزم کی خونی داستان بھی سن لیجئے۔ تاریخ قومیت کا عالم (Fredrick Hertz) اپنی کتاب (Nationality in History and Politic) میں لکھتا ہے۔

"تاریخ بتاتی ہے کہ مختلف اقوام میں باہمی لڑائیوں کا سبب اس کے سوا شاید ہی کچھ اور ہو کہ یہ قومیں انسان کی مختلف جماعتیں تھیں جنہوں نے اپنے الگ نام رکھ لئے تھے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک انگریز کے نزدیک کسی فرانسیسی ہسپانوی یا

Marfat.com

ہیں جسے توڑا نہ جا سکے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی حکمت دیکھیئے۔ سائنسدانوں نے ایسی چیز کو جس کو انہوں نے خود توڑ دیا اس کا نام ایٹم رکھ دیا۔ تا قرآن حکیم کا ہنگامہ

؎ ایٹم عربی لفظ اَحطَم کا انگریزی تلفظ ہے۔ اَحطَم اسم صفت حَطَم سے ہے۔ حَطَم کے معنی ہیں توڑنا۔ اور اَحطَم کے معنی ہیں وہ توڑا ہوا ذرہ جو آگ کا مخزن تھا۔ ۱۲ منہ

انسان کا لفظ اگر اس کا اطلاق صحیح طور پر کیا جائے جذبۂ احترام پیدا کرنے میں کبھی ناکام نہیں رہتا۔" (ص ۳۲۸)

(۷) (Adam De Hegedm) نے (The state of the world) کے نام سے ۱۹۴۲ء میں ایک اہم کتاب شائع کی۔ جس میں دوسری عالمگیر جنگ کے بعد دنیا کے اضطرابی خطرات کا جائزہ لیا گیا تھا اس میں لکھتا ہے۔

"ہمارے دور کی دونوں عالمگیر لڑائیاں نیشنلزم کی پیدا کردہ ہیں اور یہی چیز ہمارے زمانے میں سب سے بڑی سیاسی قوت ہے۔ ان دونوں لڑائیوں کی تہہ میں وہی اصول کارفرما تھا۔ جس کی رُو سے دنیا کو آزاد قومی مملکتوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور جس کا فطری نتیجہ یہ ہے کہ مختلف مملکتیں ایک دوسرے سے بڑھنے کی فکر کرتی ہیں۔ اور اسی طرح ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہیں۔ ان حالات میں کبھی صالح معاشرتی نظام قائم ہی نہیں ہو سکتا۔"

(۸) برٹرنڈرسل اپنی کتاب (The Hopes for a changing world 1953) میں لکھتا ہے:۔

"ہمارے زمانہ میں جو چیز معاشرتی روابط کو قومی حدود سے آگے بڑھانے میں مانع ہے وہ نیشنلزم ہے اس لئے نیشنلزم نوعِ انسانی کی تباہی کے لئے سب سے بڑی قوت ہے۔ پھر تماشا یہ ہے کہ ہر شخص یہ تسلیم کرتا ہے کہ دوسرے ملکوں کی نیشنلزم بڑی خراب چیز ہے لیکن اس کے اپنے وطن کی نیشنلزم بہت اچھی ہے۔"

(۹) (Aldous Hunley) اپنی کتاب (The perennial Phylosophy) میں لکھتا ہے:۔

"نیشنلزم ایک بُت پرستانہ مشرکانہ مذہب کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ایسا

Marfat.com

وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْحُطَمَةُ۔ تجھے کیا پتہ یہ حطمہ کیا چیز ہے نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ یہ ایک انتہائی خطرناک اور تباہ کن اور نہایت ہی بچیدہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جس کی پانچ خاصیتوں کی طرف قرآن مجید اور احادیث میں اشارات ہیں۔

بقیہ حاشیہ ص۲۳۶۔ مذہب جو فساد اور تفرق انسانیت کے لئے ایسا طاقتور ہے کہ کوئی توحید پرست مذہب فلاح و وحدت انسانیت کے لئے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نیشنلزم یا نسل پرستی کا جذبہ بالکل پاگلوں کا مسلک ہے"۔

(۱۰) (J. M. Murray) اپنی کتاب (Adam and Eve) میں انسانیت کے لئے ایک جدید معاشرہ کا تصور پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ

"چونکہ انسانوں کے دل سے خدا کا عقیدہ نکل گیا ہے اس لئے اس خالی مکان پر نیشنلزم کے شیطان نے قبضہ کر لیا ہے۔ اب انسانوں کو ایک ایسے مذہب کی ضرورت ہے جو نیشنلزم کے جذبہ پہ غالب آسکے"۔

(۱۱) پروفیسر ٹوئن بی (Arnold. J. Taynbee) جو موجودہ وقت میں تاریخ تہذیب کا بہترین مؤرخ ہے۔ مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے اپنی کتاب The world and The West میں لکھتا ہے:۔

"ترک اور بعض دیگر اسلامی ممالک نیشنلزم کے تصور سے بھی اسی طرح متاثر ہوتے جارہے ہیں جس طرح اور مغربی تصورات سے۔ ہمیں اپنے آپ سے پوچھنا چاہیئے کہ جن مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان بلا لحاظ اختلاف نسل رنگ۔ زبان۔ عادات وغیرہ محض مسلمان ہونے کی حیثیت سے بھائی بھائی ہیں ان میں بھی اگر نیشنلزم کا ایسا تنگ نظر عقیدہ رائج ہو گیا تو دنیا کا حشر کیا ہو گا ...... مسلمانوں کا اخوت باہمی کا عقیدہ یقیناً مغرب کی تنگ نظر قومیت پرستی کے عقیدہ سے کہیں بہتر ہے۔ اور یہی عقیدہ موجودہ زمانہ کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے۔ برعکس مغربی عقیدہ کے جس نے یورپ میں محض قومیت کے معیار پر درجنوں آزاد مملکتوں کو پیدا کر رکھا ہے۔ جس میں سے ہر ایک دوسری سے الگ ہے۔ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد یورپ کی جو حالت ہو چکی ہے اس میں یورپ کے

Marfat.com

(۱) ایٹمی دھماکہ۔ اس کے دو جزو ہیں ایک آگ کا بھبکار (Flash of Heat)۔ دوسرا تابکار شعاعیں۔ یہ دونوں چیزیں آگ ہی آگ ہیں۔ پہلی جزو آگ کا بھبکا جو ایٹم بم کو ڈیٹونیٹ کرتے ہی سیکنڈ کے ایک حصہ میں نمودار ہوتا ہے۔ یہ سورج سے زیادہ روشن ہوتا ہے اور روشنی کی رفتار سے یعنی ۱۸۶۰۰۰ میل فی سیکنڈ فاصلہ طے کرتا ہے اور صرف دو سیکنڈ موجود رہتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۷ :- اندر کم و بیش چالیس آزاد مملکتوں کا وجود ایک ایسا بڑا خطرہ ہے۔ جس کا کوئی علاج ہی نہیں ہوسکتا۔ یورپ کی تہذیب نے لوگوں کی آنکھوں کو ایسا چندھیا دیا ہے کہ وہ اس کے تصوراتِ حیات کو آنکھیں بند کر کے اپناتے چلے جا رہے ہیں ہمیں کم از کم مسلمانوں سے تو یہ توقع رکھنی چاہیئے کہ وہ اپنے عالمگیر اخوت کے دستور کو چھوڑ کر یورپ کا ایسا تنگ نظری کا تصور اپنے ہاں رائج نہیں کریں گے ایک عالمگیر برادری کا تصور ویسے تو انسانی فلاح کے لئے ہمیشہ ضروری رہا ہے۔ لیکن اس ایٹم کے دور میں اس کی اہمیت اور ضرورت اور بھی شدید ہو گئی ہے"۔

آئیے اب سوشلزم کی ناکامی کی داستان بھی سن لیجئے :-

آج سے کئی سال قبل یوں معلوم ہوتا تھا کہ سوشلزم دنیا پر غالب آجائے گا لیکن اب مغربی یورپ میں سوشلزم ناکام ہو رہا ہے۔ اور حکومت میں اس کو کوئی اہمیت نہیں۔ سوشلسٹ ضابطہ اور راشننگ کی جگہ انفرادی آزادی اور آزادانہ تجارت کا نظریہ مقبول ہو رہا ہے۔ سوشلزم کے اصول پر جنگ کے بعد کچھ زمانہ اقتدار کے بعد سوشلسٹ آج تک اقتدار میں نہیں آئے چنانچہ ایک موقعہ پر لبرل نیوز کرانیکل نے لکھا کہ

"انہیں اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنے کے لئے بہت وقت ملا ہے لیکن اب تک وہ ترقی یافتہ دنیا کی ضروریات کے حسب حال کوئی نظام پیش کرنے سے قاصر ہیں پرائیویٹ مقبوضات کی بجائے حکومت کا قبضہ آزاد اور انفرادی تجارت کی ممانعت اور مرکزی اقتصادی نظام کا اجراء وغیرہ اصول ناکام ہوئے ہیں"۔

تجربہ پر اکثروں کو یہ ماننا پڑا کہ انفرادی اختیارات اور مالکیت کا نظام بہت فائدہ مند ہے اور یہ کہ اجتماعی معاشی نظام اگر ناکام ہو تو ذلیل ترین نظام حکومت ثابت ہوتا ہے اور اگر کامیاب ہو تو یہ خشک ترین طرز زندگی پر مشتمل ہوتا ہے مغربی جرمنی میں جو کہ کارل مارکس کا وطن ہے سوشلزم پر شدید تنقید کی جا رہی ہے آزاد معاشی پالیسی، جرمن سوشلزم

Marfat.com

(۲) دوسری جز: ایٹمی شعاعیں یہ ایٹمی دھاکہ سے جُدا نہیں کی جا سکتیں۔ اور سیکنڈوں میں ہر طرف پھیل جاتی ہیں۔ ایٹمی دھماکہ کے بعد جو آگ ہر طرف بھڑک اٹھتی ہے اور شہروں کے شہر بھسم کر کے رکھ دیتی ہے وہ ایٹمی دھماکے سے پیدا ہونے والی گرمی کے سبب سے بھڑکتی ہے ایٹم کا جزء نہیں ہوتی۔ ایٹمی آگ کی شدت اور اس کا حجم اور اس کی تباہ کاری کا دائرہ یہ ایسے کوائف ہیں جن کی طرف نار اللہ الموقدہ کے فقرہ میں انذاری پیشگوئی ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۸: کے لئے کاری ضرب ثابت ہوئی۔ ہٹلر اور بعد کے جرمن انڈسٹریل ورکرز نے سوشلسٹ اصولوں کو ترک کرنا شروع کیا۔ جب ۱۹۵۷ء کے موسم خزاں کے انتخابات میں "کرسچین ڈیموکریٹک یونین" (کونارڈ ایڈینار کی بار ٹی) نے نمایاں کامیابی حاصل کی تو معلوم ہوا کہ انڈسٹریل ورکرز کے آدھے سے زیادہ ووٹ کرسچین ڈیموکریٹک یونین (C. D. N) نے حاصل کئے جبکہ زوال پذیر سوشیل ڈیموکریٹس اس سے آدھے ووٹ بھی حاصل نہ کر سکے۔ ایشیا اور یورپ کے تجربات بتاتے ہیں کہ افراط زر کی روک تھام میں سوشلزم کبھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ جرمنی کی موجودہ حیرت انگیز ترقی کا سوشلزم کے زمانہ کی آمرانہ کارگزاریوں اور انفرادی پریشانیوں سے مقابلہ کیجئے۔ آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ آزادی، خوشحالی اور انفرادی ملکیت ہمیشہ اکٹھی رہی ہیں اور اکٹھی رہنگی بحیثیت یہ کہ انہیں دنوں میں جبکہ اس قسم کی ناکامیاں پیش آرہی تھیں۔ اخباروں میں خودکشی کی بکثرت وارداتوں کی خبریں بھی شائع ہو رہی تھیں۔ جو اس کے عبرتناک انجام کی منہ بولتی تصویریں تھیں۔ انّ فی ذٰلک لآیٰت لاولی الابصار۔

۶ر مارچ ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں سنڈے ایکسپریس اخبار میں بریگیڈیر ہیری گارڈین کا ایک بیان وارداتِ خودکشی کے متعلق شائع ہوا۔ اس میں لکھتا ہے کہ انگلستان میں ہر سال ان کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچتی ہے " یہ تو پہلی عالمگیر جنگ کا نتیجہ ہے۔ دوسری جنگ کا تو حساب اور شمار ہی نہیں۔

فلسفۂ تاریخ کے مشہور برطانوی ماہر پروفیسر ٹائن بی اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں :۔
"ہمارا مغربی انداز زیست فرد کے شخصی تقدس پر اعتقاد کا آئینہ دار ہے ۔اشتراکیت فرد کی شخصیت کے اس احترام اور تقدس کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے اس کا اصل الاصول یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد وحید ہیئت اجتماعی کا قیام

Marfat.com

ہیروشیما پر جو بم پھینکا گیا تھا اس نے دس لاکھ ڈگری سنٹی گریڈ کا ٹمپریچر پیدا کیا۔ یہ اس قسم کا درجۂ حرارت ہے جسے زمین پر کسی برتن میں مقید نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس کا چھو جانا ہی زمینی مادے کو گیس میں تبدیل کر کے خلا میں منتشر کر دیتا ہے۔ بڑی قسم کے ایٹمی بم یعنی NOMINAL HIGH YIELD ATOMIC BOMBS کروڑوں درجہ سنٹی گریڈ کا ٹمپریچر پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ ہیڈروجن بم (YHRO MONU) کی ٹرگرنگ کی خاطر جو

بقیہ حاشیہ ص ۲۳۹:- اور اس کی بقاء کے سوا اور کچھ نہیں ہے بالکل اسی طرح جس طرح ایک چیونٹی کی زندگی کا مقصد چیونٹیوں کے جتھے کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ ......

میں سمجھتا ہوں آگے چل کر اشتراکیت بنی نوع انسان کو اپنا گرویدہ بنانے میں ناکام ہوئے بغیر نہ رہے گی کیونکہ اشتراکیت مردوں اور عورتوں کو ان کی انفرادی زندگی کے دکھوں مصیبتوں اور آزمائشوں میں روحانی رہنمائی بہم پہنچانے سے قاصر ہے۔ میرے علم میں کوئی ایسا مذہب یا نظریۂ حیات نہیں ہے۔ جو ماضی میں بنی نوع انسان کی ذاتی نوعیت کی مشکلات میں ممد و معاون ثابت ہوئے بغیر انہیں اپنا گرویدہ بنانے میں کامیاب ہوا ہو۔ اسی لئے میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں۔ کہ مستقبل میں اشتراکیت کی نہیں بلکہ مذہب کی رو غالب آئے گی۔ ..... اس مذہب کی جو انسان کے لئے کامیاب انفرادی اور شخصی زندگی بسر کرنے میں مؤثر طریق پر ممد و معاون ثابت ہوگا۔"

(ریڈرز ڈائجسٹ جون ۱۹۵۵ء۔ لندن ایڈیشن ص ۱۲۴)

پس اے مسلمانو! ذرا سنبھل کر قدم اٹھائیے۔ مغرب کی ملمع دجالیت کے جال میں مت پھنسیئے۔ سنو۔ اسلامی خلافت سوشلزم اور جمہوریت سے مختلف ہے اور ان عیوب و نقائص اور مضرات سے پاک ہے جو مغربی مفکرین ملحدین کی پیدا کردہ جمہوریت کے اجزاء غیر منفکہ ہیں۔ پس حقیقی اسلام کی طرف رجوع کرو۔ قرآن حکیم کو حرزِ جان بناؤ اور اسلامی تہذیب کو اپناؤ یہی تمہاری کامیابی کی راہ ہے۔ اگر کہو کہ اب مسلمان اس حالت تشتت و انتشار سے کیونکر نکل سکتے ہیں تو اس کا جواب چودہ سو سال پہلے سے ذات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دیا ہے فرمایا ثُمَّ تکون الخلافة علی منهاج النبوّة (مشکوٰۃ) کہ اس کا علاج منہاج نبوت پر قائم ہونے والی خلافت سے ہو سکے گا۔ چنانچہ مسلم ذہنیت کی نوائے قلبی بھی اس دور کی آمد کے انتظار

ٹمپریچر پیدا کئے جاتے ہیں وہ اربوں ڈگری سنٹی گریڈ تک پہنچتی ہیں۔ پس حطمہ ایک ایسی جہنمی آگ ہے۔ جس میں جو چیز بھی ڈالوگے وہ محض اس کے شعلے کی شدت سے ریزہ ریزہ ہو جائیگی یورانیم ۲۳۵ کے محض دو پونڈ بیس ہزار ٹن بارود کی قوت پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح یورانیم ۲۳۵ کے ہزار کیلو گرام یعنی ایک میٹرک ٹن دو کروڑ ٹن بارود کی قوت پیدا کرتے ہیں۔ ایک ۱۵ میگاٹن یعنی ڈیڑھ کروڑ ٹن کی قوت کا ایٹم بم اپنے دھماکے میں اتنی قوت رکھتا ہے جو اس تمام قوت سے کہیں زیادہ ہے جو مجموعی طور پر انسانی تاریخ میں کئے گئے تمام دھماکوں سے کہیں زیادہ ہے جہاں ۲۰ میگاٹن یعنی دو کروڑ ٹن کا ایٹم بم اپنی (HEAT FLASH) اور دھماکے سے دنیا کا بڑے سے بڑا شہر کھنڈروں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ وہاں اس بم کی تابکاری فال آؤٹ ملکوں کو غارت کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس بم کے فال آؤٹ کا رقبہ رُوئے زمین کے پانسویں حصے سے کچھ ہی کم ہوتا ہے۔ گویا پانچ سو ایسے بم رُوئے زمین کے چپے چپے کو فنا کر سکتے ہیں۔ تابکار شعاعیں جو دھماکے سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں ایٹم کا ایک خطرناک پہلو ہیں۔ یہ شعاعیں انسان کو بالآخر عجیب الخلقت جانوروں کی شکل میں تبدیل کر کے رکھ دیتی ہیں۔

(۳) اس ایٹمی آگ کی تیسری خاصیت یہ بتائی۔ اَلَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـئِدَۃِ۔

ؔ۵ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے بھی اس امر کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں جہنمی آگ ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔ "بعض لوگوں کیلئے دنیوی عذاب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی اپنی شدت کے لحاظ سے دوزخ کا عذاب کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس لئے حطمہ سے یہاں دنیا کی آگ مراد ہے۔" (تفسیر کبیر جلد ۸ زیر تفسیر سورۃ الھمزۃ)

بقیہ حاشیہ ضللہ د۔ میں بڑے شوق سے اس کا ترانہ یوں گا رہی ہے۔ مدیر تنظیم اہلحدیث لاہور لکھتے ہیں "اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہوگیا تو ہوسکتا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے۔ اور روٹھا ہوا خدا پھر سے مَن جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملتِ اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہمکنار ہوجائے۔ ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھیگا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک کے اقتدار کے لئے زمین ہموار کی۔ کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن حکیم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟" (تنظیم اہلحدیث ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء)

Marfat.com

یہ آگ کا بھبکا جو ایٹم بم کے چلنے کے ساتھ ہی پیدا ہوتا ہے یہ روشنی کی رفتار سے چلتا ہے۔ اور دو سیکنڈ تک ٹھہرتا ہے۔ اور ایک خاص رقبے کے سامنے موجود لوگوں کے جسم کو لگتا اور کھال جلاتا ہے۔ نزدیک کے لوگوں کی کھال بُری طرح جھلستی ہے مگر بتدریج۔ اور زیادہ فاصلے پر موجود لوگوں پر ہلکے نشان ڈالتی ہے یہ آگ کھال سے نیچے اُتر کر گوشت پوست یا ہڈی کو نہیں چھوتی کیونکہ اس کا ٹھہراؤ نہایت ہی قلیل ہوتا ہے۔ اس کا شعلہ انسان کے نتھنوں کے ذریعہ پھیپھڑوں میں داخل ہو کر دل پر ایک ایسا جھٹکا بجلی کی کرنٹ کی طرح لگاتا ہے کہ دل کرب کی حالت میں ہو کر اپنا کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور انسان گر کر مر جاتا ہے۔ اس طرح یہ آگ دلوں تک چڑھتی ہے سائنسدانوں کی اصطلاح میں ایک لفظ تھرمونیوکلر ہے۔ ایٹم کے مرکزی دل کو سائنسدانوں نے نیوکلس کا نام دیا ہے۔ نیوکلس کے معنے دل اور مرکزی نقطہ کے ہیں۔ پس تھرمونیوکلر گویا ترجمہ ہے قرآنی الفاظ نار اللّٰہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ کا۔ تھرمو کے معنی ہیں حرارت یعنی آگ اور نیوکلر اسم صفت ہے نیوکلس کا۔ اور نیوکلس کے معنی ہیں دل۔

پس تھرمونیوکلر کے معنی ہوئے وہ آگ جو ایٹم کے دل سے متعلق ہے۔ (نابکار شعاعیں) الفا، بیٹا، گاما شعاعیں اور نیوٹرائز طبعًا ایٹمی د ۔ کے میں موجود رہتی ہیں اور یہ انسان یا جانور پر حملہ کرتے ہی دورانِ خون کے راستے ہڈی کے گودے میں جمع ہو جاتی ہیں۔ اور ہڈی کے گودے کو خون پیدا کرنے کے فعل سے عاجز کر دیتی ہیں۔ اس طرح جب دل کو خون کم اور زہر آلود ملتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ بڑی کوفت میں مبتلا ہو کر مر جاتا ہے۔ جن کے دل اور پھیپھڑے اعلیٰ قسم کے ہوتے ہیں اور جن ۔ ے دورانِ خون کا نظام اور نظامِ تنفس مقابلۃً بہتر ہوتا ہے وہی ان نابکار شعاعوں سے مقابلۃً زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ان کے خلاف ایک خلیہ کی ساخت والی مخلوق جن کے دل اور پھیپھڑے مقابلۃً معمولی ہیں اور جن کے دورانِ خون کا نظام اور تنفسی نظام مقابلۃً کمزور قسم کا ہوتا ہے وہی مقابلۃً ان نابکار شعاعوں سے کم متاثر ہوتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ شعاعیں دل کے ساتھ وابستگی رکھنے والے اعضاء کے لئے مقابلۃً زیادہ نسبت رکھتی ہیں۔ اور گوشت۔ اعصاب اور دماغ ایسے اعضاء ہیں جو نابکار شعاعوں سے مقابلۃً کم متاثر ہوتے ہیں۔

(۴) ایٹمی آگ کی چوتھی خاصیت کی طرف قرآن حکیم میں یوں اشارہ ہے۔ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ۔ چنانچہ ایٹم بم سے متاثر ہونے والے رقبے کے لوگوں کو آگ میں بند کر دیا

Marfat.com

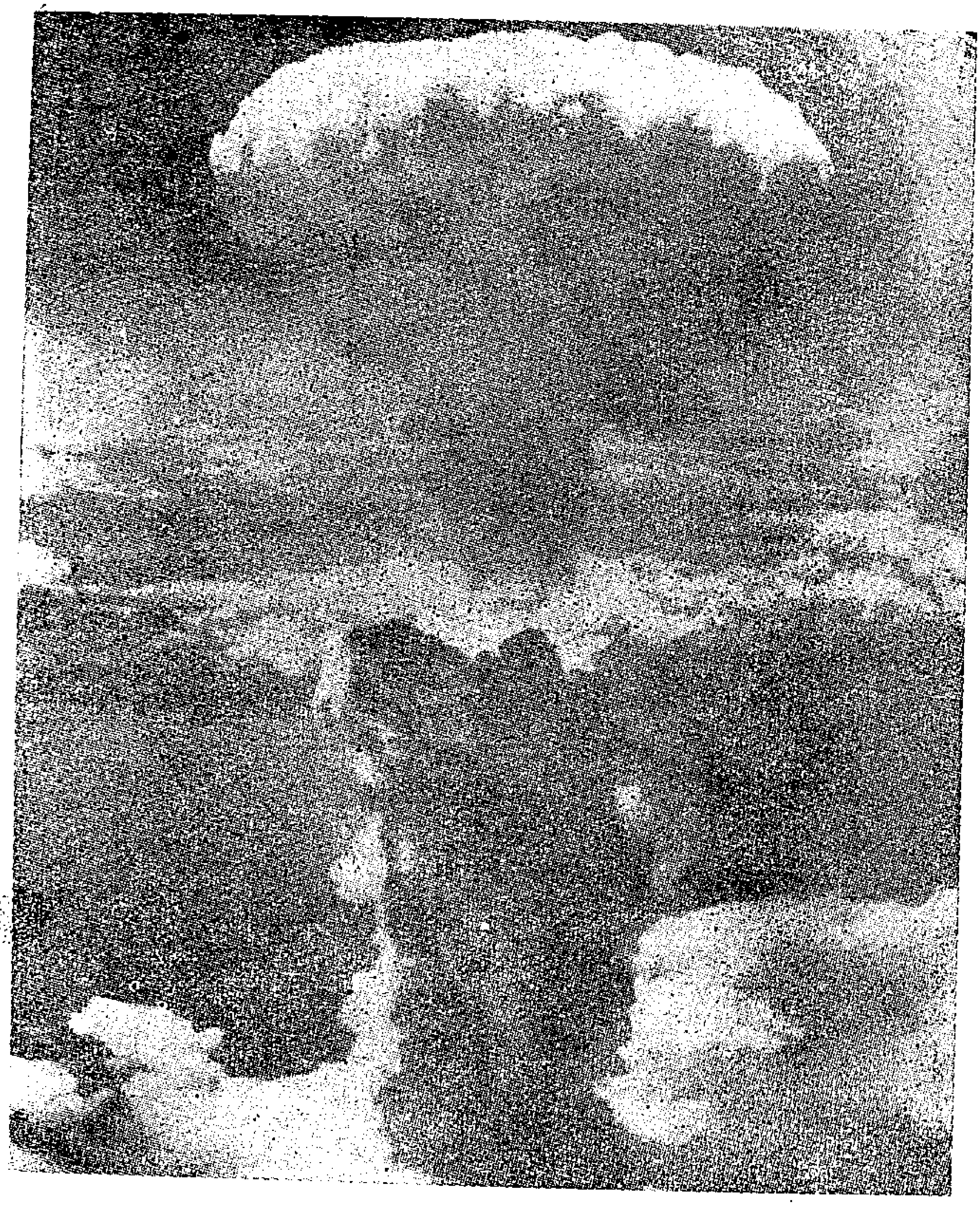

EXPLOSION
OF
ATOM BOMB

Marfat.com

جاتا ہے۔ پھر بتدریج اُٹھنے والے ستون کو اوپر کی جانب بڑھا دیا جاتا ہے جس طرح کمہار اپنے چاک پر برتن کو اوپر کی جانب بڑھاتا جاتا ہے۔

(۵) یہ پانچویں خصوصیت ہے جس کی طرف قرآن حکیم میں فقرہ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے۔ پس قرآن حکیم نے اس کا مکمل نقشہ کھینچ کر بتلا دیا کہ ان معذبین کو پہلے سلنڈروں میں بند کر دیا جائے گا۔ اور پھر ان سلنڈروں کو اوپر کی طرف کھینچ کر بڑھا دیا جائے گا۔

احادیث میں بھی اس کی تشریح آئی ہے کہ اللہ تعالےٰ جہنمیوں پر فرشتے مقرر کرے گا ان فرشتوں کے پاس آگ کے ڈھکنے اور آگ کی میخیں اور آگ کے ستون ہوں گے۔ یہ فرشتے ان آگ کے ڈھکنوں کے نیچے بند کر دیں گے اور ان کو آگ کی میخوں سے جڑ دیں گے اور آگ کے ستون اوپر کی طرف بڑھا دیں گے۔

ایٹمی دھماکے کا دائرہ اثر بالکل ایک ڈھکنے کی طرح ہوتا ہے جس کے نیچے متاثرہ لوگ بند ہو جاتے ہیں۔ ایٹمی تابکاری کی شعاعیں ایسی کیلیں ہیں جن سے ان لوگوں کے جسموں کو جڑ دیا جاتا ہے اور ستون وہ ہیں جو آگ کے گولے کے ساتھ کھینچتے ہوئے اُوپر کی جانب میلوں کی بلندی تک اُٹھتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر اس کا نظارہ دیکھا گیا۔ تین میل قطر والا آگ کا گولہ اُبھرا اور اس کے ساتھ ہی اس چوڑائی کا ستون کھینچتا ہوا اُوپر کی جانب بڑھا اور دس میل کی بلندی پر یہ ستون رُک گیا۔ اس کے سرے پر کھمب کی چھتری کی شکل کا بادل چھا گیا۔ پھیلتے پھیلتے اس نے ایک میل کا قطر بنا لیا اور اس بم کے اثر کا دائرہ گرداگرد اسّی میل تک پھیل گیا اور اسّی میل قطر کا ایک سلنڈر اس ستون کے گرد اُٹھا یہاں تک کہ سلنڈر چھتری نما بادل سے لگ گیا اور چھتری نما بادل نے اسے اوپر ڈھانک لیا۔

دیکھئے سامنے کی تصویر

آپ اس سلنڈر کو ایک الٹی ہوئی دیگ سمجھیں۔ اس دیگ کے اندر آگ ہی آگ ہے ہر طرف زلزلہ برپا ہے بلڈنگیں دھڑام سے نیچے آ رہی ہیں۔ ایٹمی شعاعیں کیلوں کی طرح لوگوں کے جسموں میں گھس رہی ہیں۔ انسان مرد عورت بچے بوڑھے آتش فشاں چتاؤں میں جل رہے ہیں۔ گوشت کے جلنے کی بدبو آ رہی ہے۔ لوگ چیختے ہیں مگر کوئی سننے والا نہیں

Marfat.com

یہ لوگ باہر نہیں نکل سکتے۔ یہ سب ایٹمی دبا‌ؤ کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ فرمان خداوندی کے مطابق یہ آگ ان پر بند کی ہوتی ہے۔ ایٹمی جنگ کے دوران لوگوں کے انخلا کا مسئلہ دنیا کے بڑے بڑے صنعتی ملکوں کے لئے بھی ناممکنات میں سے ہے۔ وہ لاکھوں کروڑوں آدمی جو ایٹمی اثرات اور دھماکے سے تو بچ گئے مگر لازمی طور پر ایٹمی تابکاری کا شکار ہو گئے جب ایک ایٹم کا عمل جاری ہو جاتا ہے تو اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا تمام عمل اپنے اختتام کو نہیں پہنچ جاتا۔ ایٹمی تابکاری کے امراض کی علامات بدبودار خون اور پیپ ہیں۔ ایٹمی جنگ کے بعد کروڑوں آدمی ہیمرج (جریان خون) میں مبتلا ہو جاتے اور رقتے کے انبار لگا رہے ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہنم میں آگ کا گڑھا ہوگا اور بدبودار خون اور پیپ کی وادی۔ یہ ان ایٹمی تابکاری کے امراض کی طرف اشارہ ہے۔

ایک یہ بھی روایت ہے کہ حُطمہ ایک ایسی آگ ہے جس میں جو کچھ بھی ڈالا جائے اسے پیس کر ذرہ ذرہ کر ڈالتی ہے۔

یہ آگ ہڈیوں کو کچل دیتی ہے۔ گوشت کو کھا جاتی ہے۔ بالآخر دل پر حملہ آور ہوتی ہے اور روند ڈالتی ہے۔ یہاں تک کہ دل اپنا کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ مگر اس کو جلا نہیں دیتی۔ چنانچہ ایٹم زدہ مُردہ کے دل کو چیر کر دیکھو تو اس پر آگ سے جل جانے کا کوئی نشان موجود نہیں ہوتا۔

پس وہ قومیں جو ایٹمی قوتوں[1] پر نازاں ہیں اور انہیں دوسروں کے لئے پھندا سمجھ رہی ہیں یاد رکھیں کہ وہ خود ان پھندوں میں پھنسیں گی۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ ارشاد الٰہی فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۤءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کے مطابق ان قوموں میں آپس کی عداوتیں اور تباغض کے جذبات اُبھر رہے ہیں۔ جو بالآخر ان کو ایٹمی جنگ پر لا کھڑا کریں گے اس وقت وہ اس سے بچنے اور بھاگنے کی کوشش کریں گی۔ مگر بے سود۔

---

[1] اس وقت تک ایٹمی طاقتوں کی تعداد تقریباً ایک درجن ہے۔ جب ان کی تعداد انیس تک پہنچی تو قرآن حکیم کے اشارات سے پتہ ملتا ہے ان کا یہ لاوا پھوٹ پڑے گا اور قضا و قدر کے مخفی نوشتے منصۂ شہود پر آجائیں گے۔ یشیر الیہ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ۔ (المدثر) ۱۲ منہ

Marfat.com

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ۔ كَلَّا لَا وَزَرَ۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ اِلْمُسْتَقَرُّ۔ (القیامہ آیت ۱۱-۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا نظارہ دکھایا گیا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنیکے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے...... اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکہ اور روس نے ایٹم بم اور ہیڈروجن بم بنائے ہیں جن کی وجہ سے دنیا ان سے مرعوب ہے۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ سے دعائیں کی جائیں اور اپنے اندر سچا ایمان پیدا کیا جائے تو اللہ تعالےٰ اس کا بھی کوئی نہ کوئی توڑ پیدا فرما دے گا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ امریکہ یا روس ایٹم بم کا کوئی توڑ پیدا کر لیں گے مگر اب قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ

Marfat.com

روس اور امریکہ اس کا توڑ پیدا نہیں کریں گے بلکہ آسمان سے ایسے شہاب گریں گے جن سے ان کے تمام بم بیکار ہو جائیں گے اور وہ دنیا کی تباہی کے ارادوں میں ناکام رہیں گے۔" (الفضل ۲۷ راگست ۱۹۵۸ء صفحہ ۳)

نیز حضور تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"حقیقت یہ ہے کہ اس کا توڑ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور جب وہ لوگوں کو بچانا چاہے گا تو وہ اس کا کوئی نہ کوئی توڑ پیدا کر دے گا۔ بانی سلسلہ احمدیہ کے جو الہامات چھپے ہوئے ہیں ان میں ایک جگہ کچھ ہندسے درج ہیں۔ (دیکھو تذکرہ صفحہ ۱۹۵ طبع سوم۔ ناقل) اور ساتھ ہی ایک نقشہ دیا گیا ہے۔ بعض احمدی سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اس میں جو خول بنے ہوئے ہیں یہ بالکل وہی ہیں جو ہیڈروجن بم میں استعمال ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ نقشہ آج سے قریباً ساٹھ سال پہلے کا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنا عرصہ پہلے اس طرف توجہ دلائی گئی تھی اور انہیں بتایا گیا تھا کہ ایسی ایجاد ہونے والی ہے تو جس خدا نے اپنے بندوں کو اس ایجاد کی توفیق دی وہ لوگوں کو اس سے بچانے کا بھی کوئی نہ کوئی سامان پیدا کر دے گا۔ مجھے بھی ایک دفعہ ایک گیس کے متعلق خبر دی گئی تھی چنانچہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک کمرہ میں بیٹھا ہوا ہوں کہ کسی شخص نے ایک گیس پھینکی۔ میں نے اس گیس کو سونگھ کر کہا کہ اس میں تو کلورین کی بُو آرہی ہے اور پھر اس کا خیال کرتے ہی میں باہر کی طرف بھاگا۔ (آنکھ کھلنے کے بعد میں نے بعض سائنسدانوں سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ بیہوش کرنے والی گیس بھی کلورین سے بنتی ہے۔ مگر میں نے جو خواب میں گیس دیکھی وہ عارضی بیہوش کرنے والی تھی) اس کے بعد مجھ پر سے بھی اثر جاتا رہا۔ اور دوسرے لوگوں پر بھی کوئی اثر نہ رہا۔ اس رؤیا سے بھی سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ جن کے نتیجہ میں دشمن پر فوقیت بھی حاصل ہو جائے گی اور عام تباہی نہیں آئیگی۔ مگر اس کا ذریعہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے اور دعاؤں سے اس کی مدد اور نصرت حاصل کی جائے۔" (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم۔ سورۃ النمل صفحہ ۱۴۱-۱۴۲)

Marfat.com

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔

یہ ایجادیں اور اختراعیں جنہیں وہ اچھی صنعتیں قرار دے کر ان پر خوش ہو رہے ہیں یہ سزا ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اپنے رب کی ملاقات اور اس کے نشانوں کے انکار کو اپنا قومی شعار قرار دے رکھا ہے تو پھر کیوں نہ ان کے منصوبے خاک میں ملائے جائیں۔

واضح ہو کہ یَوْمَ الْقِیٰمَۃ کا نمونہ ایک طرح اسی دنیا میں بھی دکھایا جاتا ہے۔ جبکہ آسمانی بادشاہت کا تخت زمین پر بچھایا جاتا ہے۔ اور خدا کا مامور خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے اس آسمانی تخت پر جلوس فرما ہوتا ہے اور قوموں کی قسمتوں کے فیصلے اس مقدس دور میں کئے جاتے ہیں۔ چھوٹے بڑے اور بڑے چھوٹے کئے جاتے ہیں۔ آسمانی نظام کا میزان قائم کیا جاتا ہے۔ اس میزان کی رو سے جن کے اعمال وزنی قرار پاتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں اور جن کے اعمال اس ترازو میں بے وزن نکلتے ہیں وہ جہنمی گڑھے میں گرا دیئے جاتے ہیں۔ یہ ان کے تجویز کردہ اعمال و مشاغل زندگی کی سزا ہوتی ہے۔ جو الٰہی نشانات کے انکار اور اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں سے ٹھٹھا کرنے والوں کو ملتی ہے۔ فرمایا۔ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا۔

تب پہلا نظام بدل کر نیا نظام قائم ہوتا ہے۔ جو ہر قسم کے عدل و انصاف اور راحت و آرام اور خیر و برکات کا ضامن ہوتا ہے۔ پس جو لوگ اس کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں وہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا۔

لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا میں اشارہ ہے کہ اب جو اسلامی نظامِ خلافت قائم ہونے والا ہے۔ یہ آئندہ نہیں ٹوٹے گا۔ مسلمانوں کی نئی پود اب پہلے کی طرح غلطی نہیں کرے گی۔ حدیثِ نبویؐ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا۔ ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی بشارت دی ہے۔ فرمایا۔ "تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔" (الوصیت صفحہ ۹)

Marfat.com

(رفع اعتراض) ممکن ہے کہ یہاں دجالی سحر سے مسحور ہستیاں اور دبائے دہریت سے ماؤف ذہنیتیں یہ اعتراض اٹھائیں۔ کہ اس قسم کے عذاب تو نبیوں اور رسولوں کی بعثت پر اس وقت آتے ہیں۔ جبکہ ان کی بعثت سے ان قوموں پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک کہ ان کی طرف رسول نہ بھیج دیں۔ چونکہ اب آنحضرت خاتم النّبیّین صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر نبوّت و رسالت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ ختم نبوت کے بعد کسی نبی اور رسول کا آنا ممکن نہیں۔ خدا کی کلام اور وحی پر مُہر لگ چکی ہے پس ان کے انکار پر وعید سنانے کے کیا معنی؟ تو اس کا جواب اگلی آیت میں دیا جاتا ہے۔ فرمایا۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ
قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔

(ترجمہ) تو انہیں کہہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے روشنائی بن جاتا۔ تو میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے اس سمندر کا پانی ختم ہو جاتا۔ گو اسے زیادہ کرنے کے لئے ہم اتنا ہی اور پانی سمندر میں لا ڈالتے۔

اے حقیقت ناشناسو! اور روحانی حواس کی بہرہ وری سے محروم! تم نے خدا کے کلام کی بندست کہاں سے سن لی۔ اور رسولوں کی آمد کا دروازہ کیونکر بند سمجھ لیا۔ قرآن حکیم تو بتلاتا ہے۔ کہ رسول اپنے وقت مقررہ پر آئیں گے۔ سورۂ مرسلات میں فرمایا۔ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ۔ اور سورۂ اعراف میں فرمایا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ (آیت ۳۶-۳۷)

اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو میری آیات تم کو پڑھ کر سنائیں گے (تو ان پر ایمان لانا۔ انہیں جھٹلانا نہیں، کیونکہ جو لوگ تقویٰ حاصل کریں گے اور اصلاح کریں گے ان کو آئندہ کے لئے کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو لوگ ہماری آیات کی تکذیب کریں گے اور تکبّر کر کے ان سے اعراض کریں گے۔ وہ دوزخی ہوں گے وہ دوزخ میں لمبا عرصہ پڑے رہیں گے۔

Marfat.com

پس یہ رسول جو آئیں گے خدا کے کلام کے حامل بن کر ہی آئیں گے۔ اور آسمانی نشانات اور الٰہی پیشگوئیوں کے لشکر اپنے ہمراہ لائیں گے۔ تا اندھی دنیا کو خداشناسی کی نعمت سے بہرہ ور کریں۔ پس تم نے کہاں سے یہ سُن لیا کہ خدائے پاک کی لامحدود ذات کے بس وہی کلمات ہیں جو تمہارے ہاتھوں میں ہیں آئندہ کوئی نہیں۔ اِنْ هٰذَا اِلَّا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

سُنو! اس کے کلمات تو غیر محدود ہیں جن کی حد بست انسانی اختیار میں نہیں۔ اس کے کلام کو لکھنے اور اس کی غیب پر مشتمل الٰہی پیشگوئیوں کے ارقام کے لئے اگر سمندر جیسی وسعت والی چیزوں سے بھی سیاہی کا کام لیا جائے تو وہ بھی کام نہیں دے سکیں گی۔

اے عقل کے کورے! خدا کے غیر محدود کلام کو اپنے محدود کلام پر کیوں قیاس کرتے ہو۔ واضح ہو جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ دجالیت کے شجرہ ملعونہ کی دو شاخیں ہیں۔ ایک شاخ دہریت کی۔ دوسری شاخ شرک تثلیث پرستی کی۔ مکاشفہ یوحنا $\frac{13}{18}$ کی پیشگوئی کے مطابق دجال کے اس عنکبوتی جال میں دنیا بھر کی مگس طینت طبائع دھڑا دھڑ پھنس رہی ہیں اس کے پھندے سے صرف وہی ہستیاں محفوظ ہیں جن کے نام کتاب حیات میں لکھے ہوتے ہیں۔ باقی سب اس کا شکار ہو رہے ہیں۔ اوپر کا مضمون بھی اسی ضمن میں اس کی غمازی کر رہا ہے۔ ایسے بودے خیالات اور غلط عقائد دجالیت کی مسموم فضا کی پیداوار ہیں۔ بھلا وہ مذہب ہی کیا جو وحی الٰہی کے تازہ میووں سے بے بہرہ ہو۔ مذہب کی غرض و غایت تو خدا تعالےٰ سے ملاقات اور اس کے زندگی بخش شیریں کلام سے لذت پانا اور اس کی بشارتوں سے بہرہ ور ہونا ہے۔ قرآن کریم میں زندہ مذہب کی یہی علامت بتلائی گئی ہے کہ وہ کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ (سورۂ ابراہیم) یعنی پاک درخت کی مانند ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ وہ اپنے میوے ہر وقت دیتا رہتا ہے۔

پس جو مذہب خدا کے تازہ کلام سے خالی ہو وہ متعفن لاش ہے۔ نہ کہ زندہ مذہب یہ غلط عقائد شجرۂ خبیثہ (دجالیت) کی شاخ دہریت کے پھل ہیں۔ جو زمانہ فاسد فیج اعوج کی پیداوار ہیں اور مذہب کا جُوا انسانی گردنوں سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ اسی کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو متنبہ فرماتے ہوئے یہ خبر دی تھی۔ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (بخاری کتاب الاعتصام) کہ ایک وقت تم ضرور

Marfat.com

پہلی گمراہ امتوں کی پیروی کرو گے۔
پس دجالی شاخ دہریت کی پیروی سے بچنے کے متعلق تو آیت بالا میں اشارہ ہے اور دجالیت کی دوسری شاخ شرک سے بچنے کے لئے اگلی آیت میں ہدایت ہے۔ فرمایا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

(ترجمہ) تو انہیں کہہ کہ میں تو محض تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں البتہ میری طرف یہ وحی نازل کی جاتی ہے۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ نیک اور مناسب حال عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔
اے مسلمانو! کہیں تم پہلی گمراہ امتوں کی پیروی میں اپنے پیشوائے اعظم ہادی برحق خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دائرہ بشریت سے باہر قرار دے کر تثلیث پرست مسیحیوں کی نقالی میں خدا نہ ٹھہرا لینا۔ اسی لئے وحی الٰہی کے ذریعہ

سلہ او بگڑی مسیحیت کے دلدادو! سنو! کاسر صلیب موعود اقوام عالم کی بعثت پر اب مسیحیت کی رمق حیات آخری دموں پر ہے۔ دانشوران مغرب اب اس امر پر کف افسوس مل رہے ہیں کہ ایسے مشرکانہ عقائد کی حامل عیسائیت کی اشاعت ایک فاش غلطی تھی۔ چنانچہ یونیورسٹی آف برمنگھم میں تھیالوجی کے پروفیسر جان ہک ایچ جی وڈ (JOHN HICK H.G. WOOD) اپنے ایک مضمون میں اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ مغربی امپیریل ازم کی آڑ میں دنیا کو عیسائی بنانے کی مہم ایک فاش غلطی تھی جس کا خمیازہ ہمیں آج بھگتنا پڑ رہا ہے۔ مسیح کو خدا کا درجہ دینا ہی غلط تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس غلط عقیدہ کو مغربی سامراجیت کی آڑ میں دوسرے ملکوں میں پھیلانے کی کوشش کر کے ایک اور غلطی کا ارتکاب کیا گیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ مغربی سامراجیت کی صف لپٹنے کے ساتھ ساتھ عیسائیت کی صف بھی لپیٹ رہی ہے۔ دیکھئے روزنامہ لنڈن ٹائمز بابت ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۵ء) مسٹر A.E. Taylor لکھتا ہے کہ میں کسی ایسے سائنٹفک اور خدا کی دعوت دینے والے مذہب کو خوش آمدید کہونگا جو ہمیں فطرت انسانی ایسی مضحکہ انگیز تہمت پر ایمان رکھنے کی ضرورت سے بچائے۔ (Mind. July 1912

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ اعلان کروایا جاتا ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـھُکُمْ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ۔ کہدو اگرچہ میں بشریت کے اس مقام پر فائز ہوں جہاں انسان خدا کا مقرب بن کر مورد وحی بن جاتا ہے اور صفاتِ الٰہیہ کا مظہرِ اتم ہو کر مسجود ملائکہ قرار پاتا ہے۔ تب فرشتے بھی اس کے مقصدِ بعثت کی تکمیل میں اطاعت شعار خدام کا کام دیتے ہیں۔ مگر یاد رکھو میں پھر بھی تمہاری طرح کا بشر ہوں۔ بشریت کے دائرہ عبودیت سے میرا قدم باہر نہیں۔ تمام شرف و کمالات دائرہ بشریت کے اندر مضمر ہیں۔ میرا وحی کے ذریعہ یہ اعلان ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی ذات ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں پس اسی ایک ہستی کے سوا اور کسی کو معبود نہ ٹھہرانا۔ اس اعلان کا نتیجہ یہ ہوا کہ امتِ مسلمہ اس شرک جلی سے تو بچ گئی جس کے ریلے میں پہلی امتیں بہہ نکلی تھیں۔ یعنی شرک فی الذات الالٰہیہ۔ بے شک تمام امت متفقہ طور پر ایک خدا کو مانتی ہے۔ پہلی امتوں کی طرح دو یا تین خدا یا اس سے زائد اِلٰہ کی قائل نہیں۔ مگر باوجود ایں وہ شرک فی الصفات اور شرک فی العبادت کے گھناؤنے جرم سے محفوظ نہیں رہ سکی۔ یہ نتیجہ ہے قرآن حکیم کی تعلیم صراطِ مستقیم سے منہ موڑنے کا۔ توحید خالص ان میں قائم نہیں رہی۔ وحدت ملّی کی روح ان سے مفقود ہو چکی۔ ارشاد نبوی کے مطابق یہ امت بھی پہلی امتوں کی طرح بہتر فرقوں میں منقسم ہو گئی اور زمانہ فیج اعوج میں اٹھنے والے فتنوں کا شکار ہو کر مشرکانہ عقائد اور مخالف سنت بدعات میں مبتلا ہو گئی۔ اور اپنی بداعمالیوں کے باعث قربِ الٰہی کی راہ پانے سے مایوس ہو کر انقطاعِ وحی کا بدعی عقیدہ گھڑ لیا۔ مذہب کا مقصد جو خدائے رحمان سے ملاقات اور روحانی[لہ] لذتوں سے بہرہ اندوز ہونا ہے اس سے یکسر منکر ہو گئی۔ اور

لہ تعلق باللہ اور روحانیت کا حصول جو مذہب کی روحِ رواں غرض ہے۔ آج کے عالم دین اور دینی مفکر اس سے بیگانہ اور روحانی ترقی سے مایوس ہو کر یہ کہنے لگے ہیں کہ

"تزکیۂ نفس کا جو مقصد بتایا جاتا ہے وہ روحانی ترقی ہے۔ مگر یہ روحانی ترقی کچھ ایسی مبہم اور پُر اسرار چیز ہے کہ تمام عمر اسی بھول بھلیاں میں گشت لگانے کے بعد بھی آدمی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس مقام پر پہنچا۔ اس کی اصطلاحیں اس کی منزلیں۔ اس کے ثمرات ونتائج سب رموز ہیں جن کو ہم جیسے عامی کچھ نہیں

Marfat.com

وحی والہام الٰہی کو محض قصۂ پارینہ قرار دے لیا۔ صرف نام کا اسلام باقی رہ گیا۔ حقیقی اسلام جو اپنے متبعین کو روحانی ثمرات سے بہرہ ور کرے دنیا سے مفقود ہو کر مطابق ارشاد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ثریا تک چلا گیا۔ تب اسے دوبارہ لانے اور اس کے فیوض و برکات سے اپنے متبعین کو متمتع کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مہدی موعود و موعود اقوام عالم کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے دنیا کے سامنے اس حقیقی اسلام کو پیش کیا جو ہر قسم کے شرکیہ عقائد سے مبرّا اور بدعات سیئہ سے پاک و مصفا ہے اور تازہ کلام الٰہی اور آسمانی نشانات کے ذریعہ اس توحید خالص کو جس کی صحیح الفطرت طبائع سخت پیاسی تھیں پیش فرما کر ان کی پیاس بجھائی۔ اور ایک ایسی جماعت تیار فرمادی جو ان آسمانی نشانات کی خود چشم دید گواہ ٹھہری۔ اور جس نے تعلق باللہ کے ثمرات اور روحانی برکات استجابت دعا اور کشوف و الہامات کا خود مورد بن کر اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت علیٰ وجہ البصیرت دنیا کے سامنے پیش کیا اور کر رہی ہے۔ استجابت دعا کے مظاہرہ کے متعلق ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۱: سمجھ سکتے۔" (ترجمان القرآن بابت ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۴۴ء)

اور ان کا دین ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک سیاست ہے۔" (ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۱ء) نیز ان کے نزدیک اشتراکیت کے اصولوں کی اشاعت جہاد ہے (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم طبع ہفتم ص۷۷)

اور بعض یہ کہہ رہے ہیں کہ "ہم جان ہی نہیں سکتے کہ خدا اور نبی کا تعلق کس قسم کا ہوتا تھا۔ خدا نبی کے ساتھ کس طرح باتیں کرتا تھا...... ختم نبوت کے بعد خدا اور انسانوں کا تعلق خدا کی اس وحی کی رو سے قائم ہوتا ہے جو قرآن کریم کے اندر محفوظ ہے اس کے علاوہ خدا سے کسی کے براہ راست تعلق پیدا کرنے کا نہ امکان ہے نہ کوئی ذریعہ۔" (کتاب التقدیر مصنفہ غلام احمد پرویز ص۳۸۵-۳۸۶)

اس میں بھی اگرچہ دبے الفاظ میں تعلق باللہ کا انکار ہے مگر ہوشیاری سے مغالطہ آمیز کلمات کے ذریعہ اس حقیقت کو چھپایا گیا ہے جب یہ مان لیا گیا کہ "انسانوں کا تعلق خدا کی اس وحی کی رو سے قائم ہوتا ہے جو قرآن کریم کے اندر محفوظ ہے۔" تو جس شخص کا تعلق خدا سے بذریعہ قرآنی وحی قائم ہو گیا تو وہ کس طرح یہ نہیں جان سکیگا کہ خدا بندے سے کس طرح ہمکلام ہوتا ہے اور بندہ خدا سے کس طرح باتیں کرتا ہے اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ امت محمدیہ ان چار قسم کے انعامات سے بہرہ ور ہو گی جو نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کو ملے۔ (سورۂ نساء آیت ۷۰)

Marfat.com

تاریخی واقعہ بھی سن لیجئے۔ ڈاکٹر پادری بلی گراہم جو امریکہ کا مشہور مسیحی منّاد ہے۔ جب وہ دنیا کے اکثر ممالک کا تبلیغی دورہ کر کے افریقہ میں آیا۔ اور اس کے دورۂ افریقہ کا دنیا بھر کے باخبر حلقوں میں چرچا ہو رہا تھا۔ اس نے نیروبی پہنچکر عظیم الشان جلسوں سے خطاب کیا تو مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے رئیس التبلیغ۔ خالد احمدیت محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب فاضل نے اسلام کی طرف سے اسے چیلنج دیا۔ اس گرجتے شیرِ خدا نے اسے للکارتے ہوئے مکتوب بھیجا۔ جس کی اشاعت وہاں کے اخبارات میں بکثرت ہوئی۔ خط میں لکھا کہ "میرا یہ دعویٰ ہے کہ آج روئے زمین پر صرف اور صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے جس پر عمل کر کے لوگ نجات یافتہ قرار پا سکتے ہیں۔ اور مروجہ عیسائیت آسمانی تائید و نصرت اور انسانوں کی حقیقی رہنمائی کے اثر سے یکسر بے بہرہ ہے۔ لہذا میں عوام کی بھلائی کی خاطر پوری عاجزی اور اخلاق کے ساتھ آپ کو ایک ایسے مقابلہ کی دعوت دیتا ہوں جس کے ذریعہ ہم اپنے اپنے مذہب کو آشکارا کر سکتے ہیں مقابلے کا ایک طریق یہ ہے کہ تیس ایسے مریض لئے جائیں جو میڈیکل سروسز کینیا کے ڈائریکٹر صاحب کے نزدیک لاعلاج ہوں۔ ان تیس مریضوں میں سے دس یورپین دس ایشیائی اور دس افریقن ہوں۔ انہیں قرعہ کے ذریعہ میرے اور آپ کے درمیان مساوی تعداد میں بانٹ دیا جائے پھر دونوں مذاہب کے پیروؤں میں سے چھ چھ آدمی ہمارے ساتھ اور آ شامل ہوں اور ہم اپنی اپنی جگہ اپنے مریضوں کی صحت یابی کے لئے خدا کے حضور دعا کریں۔ تاکہ اس امر کا فیصلہ ہو سکے کہ کس کو خدا کی تائید و نصرت حاصل ہے۔ اور کس پر آسمان کے دروازے بند ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ تجویز قبول کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ عین ان اصولوں کے مطابق ہے جو یسوع مسیح نے خود بیان فرمائے ہیں۔ لیکن اگر آپ نے اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کیا تو دنیا پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں اور دو اور دو چار کی طرح ثابت ہو جائیگی کہ صرف اور صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے جو خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہے۔"

مگر ڈاکٹر گراہم نے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن جب وہاں کے اخبارات میں اس چیلنج کا خوب چرچا ہوا اور اخبارات نے محترم شیخ صاحب کا فوٹو شائع کر کے اس چیلنج کو اہمیت دی تو ایک شخص نے اس چیلنج سے متاثر ہو کر ڈاکٹر گراہم کے ایک پبلک لیکچر کے بعد ان سے یہ سوال کیا۔ آپ مولانا مبارک احمد صاحب کے چیلنج کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ رسائل کے اس

Marfat.com

سوال کا جو جواب ڈاکٹر گراہم نے دیا اس کا ذکر کرتے ہوئے اخبار ڈی سنڈے پوسٹ نیروبی نے پرچہ ۱۰ر مارچ ۱۹۶۰ء میں لکھا۔

"ڈاکٹر گراہم نے جواب دیا۔ میرا منصب وعظ کرنا ہے۔ جنگ کرنا نہیں میں صرف وعظ کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا کی مرضی پوری ہو"

چیلنج قبول نہ کرنے کے بعد پبلک میں اب اس کی وہ عزت نہ رہی جو پہلے تھی۔ اخباروں میں شور پڑ گیا۔ جہاں کہیں جاتا اس کا مطالبہ کیا جاتا۔ آخر اس ذلت سے بچنے کی خاطر اسے وہاں سے جلد ہی بوریا بستر باندھ کر واپس آنا پڑا۔ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی کَاَنَّھُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَۃٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَۃٍ۔

وہ ماؤف ذہنیتیں جو خدائے قدوس کی ملاقات اور روحانی فوائد کا انکار کر کے مخالف فطرت الٹی چال کو اپنی ترقی کا معیار قرار دے رہی ہیں یقیناً سمجھو کہ وہ ایک ایسی دلدل میں پھنس رہی ہیں جس میں مغربی اقوام ان سے پہلے پھنس کر روحانی و اخلاقی حسیات تک سے محروم ہو چکی ہیں۔ یہ ان کی الٹی چال انہیں تباہی کے جہنمی گڑھے میں گرانے والی ہے جس کا وہ آج خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ قرآن کریم میں انہیں متنبہ بھی کیا گیا ہے مگر افسوس کہ اس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْھِہٖۤ اَھْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (سورۃ الملک آیت ۲۳)

کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو سیدھا چلتا ہے اور رہے بھی سیدھے راستہ پر۔

او روحانی لذائذ سے محرومو! خدا کی ملاقات اور تعلق باللہ سے کیوں مایوس ہو رہے ہو۔ وہ خدائے رحمان و رحیم جو ماں باپ سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر مہربان اور شفیق ہے وہ تو خود تمہیں اپنی ملاقات کا امیدوار ٹھہرا کر بڑے پیار سے تمھیں بلا رہا ہے۔ فرماتا ہے فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا۔

تم میں سے جو شخص بھی اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہے وہ آئے ہم ملنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ دو باتوں کی پابندی کرے ایک یہ کہ عمل صالح بجا لائے یعنی اپنے وقت کے مناسب حال نیک عمل کا فریضہ ادا کرے اور اگر ہم کسی وقت اپنے مامور کو

Marfat.com

بھیجیں تو اس کی اطاعت کرے۔ کیونکہ ایمان بغیر عمل کچھ چیز نہیں۔ عمل صالح ایمان کے پودے کی آبیاری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات سخت ناپسند ہے۔ کہ بے عمل رہ کر محض باتوں پر کفایت کی جائے۔ یہ طریق اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا باعث ہے۔ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (الصف)

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عبادت گذار بندہ بن کر مخلصانہ عبادت کرے اور اس عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ اس عبادت میں کوئی بھی نفسانی غرض شامل نہ ہو۔

عمل صالح کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"عمل صالح سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیت ہی صلاحیت ہو۔ نہ عجب ہو نہ کبر ہو۔ نہ نخوت ہو۔ نہ تکبر ہو۔ نہ نفسانی اغراض کا حصہ ہو۔ نہ رُو بخلق ہو۔ حتیٰ کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو۔ صرف خدا تعالیٰ کی محبت سے وہ عمل صادر ہو۔ جب تک دوسری قسم کی غرض کو دخل ہے تب تک ٹھوکر کھائے گا اور اس کا نام شرک ہے کیونکہ وہ دوستی اور محبت کس کام کی جس کی بنیاد صرف ایک پیالہ چائے اور دوسری خیالی محبوبات تک ہی ہے۔" (البدر ۸ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۶)

عبادت اور پرستش کے متعلق حضور اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہو سکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستار الٰہی کہلا سکتے ہیں۔ بلکہ پرستش اس سے ہو سکتی ہے جس کو خدا سے محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے کہ اس کا اپنا وجود درمیان سے اٹھ جائے اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے حسن و احسان پر پوری طرح اطلاع ہو۔ اور پھر اس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزش محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو۔ اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اس کی ہستی کے آگے مُردہ تصوّر ہو اور ہر ایک خوف اسی کی ذات سے وابستہ ہو۔ اور اسی کے درد میں لذّت ہو اور اسی کی خلوت میں راحت ہو اور اس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔ اگر ایسی

Marfat.com

حالت ہوجائے تو اس کا نام پرستش ہے ...... اور جو شخص یہ عبادت بجالاتا ہے۔ تب تو اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے یعنی یہ دعا سکھلاتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ حضرت احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے۔ چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کرسکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص۵۱ تا ۵۳)

نیز فرماتے ہیں :۔

"معبود کا مفہوم اس حد تک نہیں کہ انسان پرستی یا بُت پرستی تک ہو۔ اور بھی معبود ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ کہ ہوائے نفس اور ہوس بھی معبود ہیں۔ جو شخص نفس پرستی کرتا ہے یا اپنی ہوا وہوس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے لئے مر رہا ہے وہ بھی بُت پرست اور مشرک ہے...... مثلاً ایک شخص بالکل اسباب ہی پر توکل کرتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا بُت ہے اس قسم کی بت پرستی تپ دق کی طرح ہوتی ہے جو اندر ہی اندر ہلاک کردیتا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بُت پرستی (انسان نے) چھوڑ دی ہے۔ مگر ابھی تو ہزاروں بُت انسان بغل میں لئے پھرتا ہے اور وہ لوگ جو فلسفی منطقی کہلاتے ہیں وہ بھی ان کو اندر سے نہیں نکال سکتے۔ یہ بہت ہی باریک کیڑے ہیں...... اسباب پر اس قدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے...... اُس وقت وہ سچا موحّد بنتا ہے جب یہ اندرونی بُت تکبر۔ خود پسندی۔ ریاکاری۔ کینہ وعداوت۔ حسد وبخل نفاق وبدعہدی وغیرہ کے دُور ہوجاویں۔" (ملفوظات ص۱۰۵ تا ۱۰۷)

اور فرمایا۔

"مَیں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے۔ ایک مُردہ کی پرستش کر رہا ہے اور جو اس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہوگئے ہیں۔

Marfat.com

وہ اسباب کی پرستش کر رہے ہیں اور اس طرح پر یہ اسباب پرستی مرض دق کی طرح لگی ہوئی ہے۔ اور یورپ کی تقلید نے اس ملک کے نوجوانوں کو اور نوتعلیمیافتہ لوگوں کو بھی ایسی مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ اب سمجھتے ہی نہیں کہ ہم اسلام سے باہر جا رہے ہیں۔ اور خدا پرستی کو چھوڑ کر اسباب پرستی کی دق میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ یہ دق دُور نہیں ہو سکتی اور اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا جب تک انسان میں خدا کی ایک نالی نہ ہو جو اللہ تعالےٰ کے فیض اور اثر کو اس تک پہنچاتی ہے اور یہ نالی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان منکسر النفس ہو جائے اور اپنی ہستی کو بالکل فانی سمجھ لے جس کو فنا نظری کہتے ہیں۔" (الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۳ء)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ شرک کے اقسام بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"میرے نزدیک شرک مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم ہے۔

اوّلؔ یہ خیال کرنا کہ ایک سے زیادہ ہستیاں جو یکساں طاقتیں رکھتی ہیں اور سب کی سب دنیا کی حاکم اور سردار ہیں یہ شرک فی الذات ہے۔

دوسرےؔ یہ خیال کرنا کہ دنیا کی مدبر ہستیاں ایک سے زیادہ ہیں۔ جن میں کمالات تقسیم ہیں۔ یہ شرک بھی شرک فی الذات میں داخل ہے۔

تیسرےؔ وہ اعمال جو مختلف قوموں میں عاجزی اور انکساری کے لئے اختیار کئے گئے ہیں ان کو خدا کے سوا کسی اور کے لئے اختیار کرنا۔ مثلاً سجدہ۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ یا رکوع وغیرہ کرنا۔

چہارمؔ۔ انسان یہ خیال کرے کہ صرف مادی اسباب ہی ضرورت کو پورا کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے تصرف کا خیال دل سے مٹا دے۔

پنجمؔ۔ خدا تعالےٰ کی وہ خصوصی صفات جو اس نے اپنے بندوں کو نہیں دیں جیسے مُردہ کو زندہ کرنا یا کوئی چیز پیدا کرنا۔ یا خدا تعالےٰ کا ازلی اور غیر فانی ہونا۔ ان صفات میں کسی غیر کو شریک کیا جائے۔

ششمؔ۔ انسان خدا تعالےٰ کے بنائے ہوئے اسباب کو بالکل نظر انداز کر دے۔

Marfat.com

ہفتم۔ یہ خیال کیا جائے کہ خدا کو کسی بندہ سے ایسی محبت ہے کہ وہ اس کی ہر ایک بات مان لیتا ہے۔

ہشتم کسی ایسی چیز کے متعلق جسے خدا تعالیٰ کے قانون قدرت نے کسی کام کے کرنے کی کوئی طاقت نہیں دی اس کے متعلق یہ خیال کر لیا جائے کہ وہ فلاں کام کرلیگی (جیسے قبروں، بتوں۔ دریاؤں۔ سمندروں اور سورج اور چاند وغیرہ سے مرادیں مانگنا اور دعائیں کرنا۔

نہم۔ ایسے اعمال جو مشرکانہ رسوم کا نشان ہیں ان کا بلا ضرورت طبعی ارتکاب مثلاً قبر پر دیا جلا کر رکھنا۔ پھول چڑھانا۔ چڑھاوے چڑھانا۔ درختوں پر رسیاں وغیرہ باندھنا۔

دہم۔ دل میں محبت۔ ادب۔ خوف اور امید کے جذبات اور لوگوں کے متعلق خدا تعالیٰ سے زیادہ یا اس کے برابر رکھے جائیں" (تفسیر کبیر سورۂ حج ص۴۳ تا ۴۵)

اس کے علاوہ قرآن مجید میں شرک سے بچاؤ کا ذریعہ ملت کے لئے نظام خلافت سے وابستگی کو بھی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ نور میں وعدہ خلافت دے کر خلافت کی برکات تمکین دین اور قیام امن کا ذکر فرماتے ہوئے آخر میں فرمایا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ وَلَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا جس سے اس طرف اشارہ ہے کہ وہ عبادت جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہو وہ انہی لوگوں کو میسّر آسکتی ہے جو خلافت کے نظام سے وابستہ ہوں۔ اور جو لوگ نظامِ خلافت سے باہر ہونگے وہ شرک سے بچ نہیں سکتے۔ کیونکہ مخلصانہ عبادت اور توحید خالص کے لئے ایک ایسے صحیح اسلامی معاشرہ کی ضرورت ہے جو تزکیۂ اخلاق پر مبنی اور ہر قسم کے فسق و فجور کے جراثیم سے پاک و صاف ہو اور وہ صرف نظامِ خلافت سے ہی قائم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی قوم یا جماعت مذہبی نظامِ خلافت کو چھوڑ کر اپنے لیڈروں یا ڈکٹیٹروں کے بل بوتے پر وحدتِ ملی کا سراب دنیا کو دکھانا چاہتی ہے۔ تو اس وقت ان میں ایسے لوگ بکثرت پیدا ہو جاتے ہیں جو اس خود ساختہ جماعت اور قوم کی حقیقت کا راز فاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب اس جماعت کے خون میں منافقت کی پیپ بڑھ رہی ہوتی ہے۔ مگر ان کے لیڈروں کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ ایسے گندے مواد کو نکال باہر پھینکیں۔ بلکہ ان گندے سڑے پیپ کے مادوں کو بھی اپنی جماعت اور سوسائٹی میں شامل رکھ کر اپنی کثرت پر اتراتے ہیں۔ اس کا نقشہ

Marfat.com

قرآن مجید میں ایک موقعہ پر یوں کھینچا گیا ہے۔

وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۔ (سورۂ ابراہیم آیت ۱۸)

(ترجمہ) اسے پیپ والا پانی پلایا جاتا ہے۔ جسے تھوڑا تھوڑا کرکے پیتا ہے۔ اور اسے آسانی سے نگل نہیں سکتا۔ اور ہر جگہ سے اس پر موت آتی ہے مگر وہ مرتا نہیں اور اس کے علاوہ اسے اور بھی سخت عذاب ملتا ہے۔

اس کے مقابل نظام خلافت سے وابستہ جماعت کا یہ طریق ہوتا ہے کہ ایسے فاسد مواد کو جو قومی وجود کے لئے پیپ کا درجہ رکھتے ہوں فوراً باہر نکال کر جماعت کے ملی خون کو ہمیشہ خالص اور مصفا رکھتے ہیں۔ کثرت تعداد کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی بلکہ انہوں نے تو خود ہی اکثریت کو چھوڑ کر خلافت کے نظام سے وابستگی کی ہوتی ہے۔

ربط سورۂ مابعد

سورۂ کہف میں دجالی نظام کے گرائے جانے اور اسلامی نظام کے لئے جدید ماحول نیا آسمان اور نئی زمین بنائے جانے کی تفصیل بتادی گئی۔ اب سورۂ مریم میں اس نئے نظام کی سنگ بنیاد کو مضبوط کرنے اور اس کے تعمیری کارناموں کو سرانجام دینے والے مقدس وجود حضرت مصلح موعود رضی اللہ الودود کی مساعی جمیلہ اور آپ کی حیات طیبہ کے بعض خصوصی واقعات کا تذکرہ حروف مقطعات کھٰیٰعص میں ایک بڑے لطیف پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے الہامی ناموں کا ذکر فرما کر مومنوں کے ایمان کی تازگی کا سامان پیدا فرمادیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل آپ خاکسار کے رسالہ مضامین لطیفہ حصہ اوّل میں ملاحظہ فرمائیں۔ اگر پسند خاطر آئے تو اپنی خاص دعاؤں میں خاکسار کو یاد رکھیں۔ واللہ عندہ اجر عظیم۔

آخر میں میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک تبلیغی مکتوب کا اقتباس شائقین کی خدمت میں پیش کرکے اس کتاب کو ختم کرتا ہوں جو حضور نے امیر امان اللہ خان والی افغانستان کو بھجوایا تھا اس میں حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

حضرت اقدس (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ناقل) نے اپنی قوتِ احیاء سے ایسی زندگی لوگوں کے دلوں میں پیدا کی کہ بہت سے ان میں سے نہ صرف زندہ ہی ہوئے بلکہ ان کو بھی احیاءِ موتیٰ کی طاقت دی گئی۔ اگر یہ طاقت آپ کے ذریعے اوروں کو نہ ملتی تو یہ شبہ رہتا کہ شاید آپ کے دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ آپ پر وہ علوم کھولے جاتے ہیں۔ جو آپ بیان کرتے ہیں اور آپ وہ نظارے دیکھ لیتے ہیں جو اپنے وقت پر پورے ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کی توجہ میں وہ تاثیر پیدا ہو گئی ہے جس سے آپ کی خواہشات بزنگ دعا پوری ہو جاتی ہیں۔ مگر نہیں آپ اس خزانے کو اپنے ساتھ ہی نہیں لے گئے۔ بلکہ جو لوگ سچے طور پر آپ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کو بھی یہ سب طاقتیں علیٰ قدرِ مراتب ملتی ہیں۔ آپ کی محبت اور آپ کے ساتھ تعلق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اپنے علوم کی بارش دلوں پر نازل کرتا ہے۔ اور اس وقت آپ کی جماعت میں سے بہت ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مطالب قرآن کریم کے بیان کرنے میں ایک تیز رو گھوڑے سے زیادہ تیز ہیں۔ اور جن کے بیان میں وہ تاثیر ہے کہ شکوک و شبہات کی رسیاں ان کی ایک ہی ضرب سے کٹ جاتی ہیں۔ وہ قرآن جو لوگوں کے لئے ایک سربمہر لفافہ تھا۔ ہمارے لئے کھلی کتاب ہے اس کی مشکلات ہمارے لئے آسان کی جاتی ہیں اور اس کی باریکیاں ہمارے لئے ظاہر کر دی جاتی ہیں۔ کوئی دنیا کا مذہب یا خیال نہیں جو اسلام کے خلاف ہو اور جسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم صرف قرآن کریم کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیں۔ اور کوئی آیت ایسی نہیں جس پر کسی علم کے ذریعہ سے کوئی اعتراض وارد ہوتا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخفی وحی ہمیں اس کے جواب سے آگاہ نہ کر دے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام یا کشوف کا ہونا بھی آپ تک محدود نہیں رہا بلکہ آپ کے ذریعہ زندہ ہونے والوں میں سے بہت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ الہام کرتا ہے اور رؤیا دکھاتا ہے جو اپنے وقت پر پوری ہو کر ان کے

Marfat.com

اور ان کے دوستوں کے ایمان کو تازہ کرنے والی ہوتی ہیں۔ وہ ان سے کلام کرتا اور ان پر اپنی مرضی کی راہیں کھولتا ہے جس سے اُن کو تقویٰ کے راستوں پر چلنے میں مدد ملتی ہے اور ان کا دل قوی ہوتا ہے اور حوصلہ بڑھتا ہے۔

دُعاؤں کی قبولیت اور نصرت الٰہیہ کے نزول کے معاملے میں بھی حضرت اقدس کا فیض جاری ہے۔ اور آپ کے ذریعہ سے زندہ ہونے والے لوگ اس زندگی بخش طاقت کو اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس جماعت کے اکثر افراد کی دعائیں دوسرے لوگوں سے زیادہ سنتا ہے اور اپنی نصرت اُن کے لئے نازل کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اور ان کی محنتوں کے اعلیٰ ثمرات پیدا کرتا ہے اور ان کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔ اور ان کے لئے غیرت دکھاتا ہے۔

غرض حضرت اقدسؑ نے نہ صرف مُردے ہی زندہ کئے بلکہ ایسے لوگ پیدا کر دیئے ہیں جو خود بھی مُردے زندہ کرنے والے ہیں۔ اور یہ کام سوائے ان بزرگ انبیاء علیہم السلام کے جو اللہ تعالیٰ کے خاص پیارے ہوتے ہیں اور کوئی نہیں کرسکتا اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب فیض آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور آپ کا کام درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کام تھا۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔ (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام) (دعوۃ الامیر صفحہ ۲۷۴-۲۷۵)

(ترجمہ) ہر قسم کی برکت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس مبارک ہے وہ ذات جس نے سکھایا اور مبارک ہے وہ ذات جس نے سیکھا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

Marfat.com

خوشخبری: سورۃ بنی اسرائیل کی لطیف تفسیر دستور الارتقاء جو ایک خاص مشیت الٰہی کے ماتحت لکھی گئی تھی۔ اور خاکسار کے قبول احمدیت اور روحانی انقلاب کا باعث بنی اس کا پہلا ایڈیشن عرصہ ہوا نایاب ہو چکا تھا علم دوست احباب شائقین علوم قرآن کی طرف سے تقاضا تھا کہ اسے دوبارہ شائع کیا جائے۔ بفضلہ تعالیٰ اب وہ مزید اضافوں کے ساتھ دوبارہ طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ بزرگان سلسلہ نے اس پر شاندار تقریظات فرمائی ہیں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ازراہ نوازش اپنے مکتوب گرامی میں خاکسار کو تحریر فرمایا تھا کہ بعض حصے اس کے ریویو آف ریلیجنز میں مَیں نے دیکھے ہیں۔ میرے نزدیک جسقدر حصہ میں نے دیکھا مفید معلوم ہوتا تھا

مفتی سلسلہ مفسر قرآن حکیم حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کتاب پر تبصرہ فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

" مَیں نے مولوی عبداللطیف صاحب کی تفسیر دستور الارتقاء تفسیر سورۃ الاسراء کو بغور پڑھا ہے نہایت عمدہ کتاب ہے۔ تفسیر کے لحاظ سے تفسیر نویسی کا عمدہ نمونہ ہے علمائے زمان کے خلاف اس کا طرز بیان نہایت عمدہ اور محققانہ ہے مجھے کتاب پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کہ اس کے مصنف علماء دین سے ہو کر پھر روشن خیال اور دنیا کے حالات سے واقف اور قوت بیان رکھنے والے ہیں"

۲۔ نیز البشریٰ للیائسین تفسیر سورۃ یٰس بھی ایک لطیف تصنیف ہے جس کو اکابر سلسلہ نے بہت پسند فرمایا۔

محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین تحریر فرماتے ہیں۔

" محترم مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری کی تازہ تصنیف سورۃ یٰس خاکسار نے از اول تا آخر بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھی۔ اس کے مضامین اور محتویات کو اسم بامسمّٰی پایا۔ گذشتہ صدی میں مسلمانوں میں اسلام کی کمزوری اور مسلمانوں کی بے مائیگی کے باعث عمومی طور پر جو مایوسی اور قنوطیت پیدا ہو گئی تھی۔ سورۃ یٰس میں نہ صرف اس کا ذکر پایا جاتا ہے بلکہ اس مایوسی کے عالم کو دور کرنے کے لئے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے جو سکیم آسمانوں پر مرتب کی گئی تھی اس کا بھی تفصیلاً ذکر پایا جاتا ہے۔ اور وہ تمام پیشگوئیاں جن کا ذکر اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور جن کی حقیقت سے دنیا ناآشنا تھی۔ ان کی تفصیلات اور ان کے پورا ہونے کا مدلل و مشرح ذکر کر کے قرآن کریم کے کلام خداوندی ہونے پر روشن ثبوت مہیا کیا ہے"

یہ دونوں کتب الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ کے علاوہ کتب فروش گولبازار ربوہ سے آپ خرید فرما سکتے ہیں۔

Marfat.com

تفسیر سورۂ کہف

خدائے تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے

جو

پیش آمدہ واقعات کی صورت میں
صفحۂ ارضی پر نمودار ہوئی

مصنفہ

مولوی عبداللطیف بہاولپوری فاضل دیوبند

Marfat.com